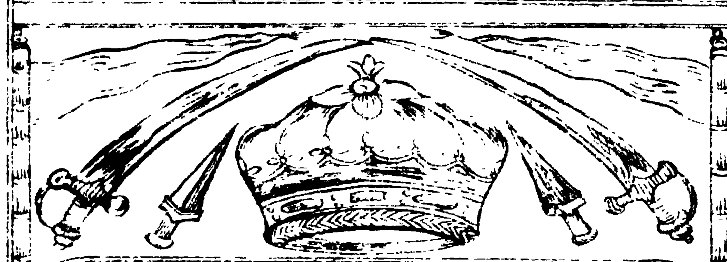
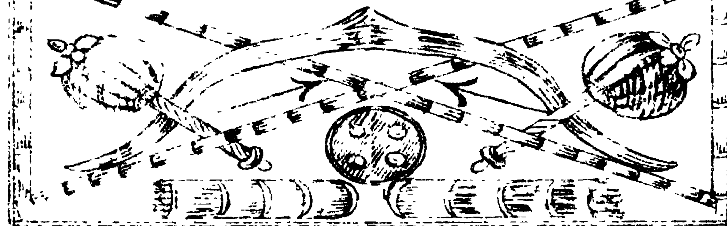
بعون صناع مکین و فضل خلاق زمین و زمان



شاہنامہ اردو

۱۹۲۵ء



مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نہیں اور کچھ خواہش دل یہاں ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہ ہوں ترا ایک ممنون احسان رہوں
نہ درگاہ سے اپنی رکھنا مراد تو بر لا مراد اور کر مجھ کو شاد
جہاں میں نہ رکھ دل پریشان مجھے نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے
شبستان دل کو مرے سربسر چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے دُرِ دانش و گوہر عقل دے
مری طبع ہو نکتہ داں یا الٰہ معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن شتابی دکھا مجھ کو راہ سخن
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول بحق محمدؐ طفیل بتولؑ

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام

پر از مشک و عنبر نہو کیوں دہان ثنائے محمد ہے وردِ زبان
وہ ختم رسل سرورِ نامور فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر
سر سروران ہے وہ عالیجناب سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہاں جسکے دین سے ہے روشن تمام مہ انور اسکا ہے داغی غلام
سر سروران احمد مجتبیٰ رسول خدا سید انبیا
خردمند و دانشور بے نظیر بسان مہ و مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان دین وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا کشایندۂ عقدۂ مدعا
فرازندۂ رایت سروری درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہے خاص خاصان پروردگار کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اسنے معراج پر جب رکھا تو پایہ بڑھا اور معراج کا
سپہر برین جسکے ہے خوش نصیب ہوا جا وہ گردان خدا کا حبیب
میسر ہوا جب کہ قرب حضور نظر اسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہیں جسکو اہل یقین منور ہے جس سے زمان و زمین
بخشا اُسے پایۂ در رفیع ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی وہ اشرف ہے انسان میں غرض اسکی لولاک ہے شان میں
کروں اُسکے اصحاب کا اب بیان نہ طاقت قلم میں نہ تاب زبان
ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور
کہے اب جو انصاف دہ کچھ بیان نہ طاقت قلم میں نہ تاب زبان
کروں میں سخن کو بس اب مختصر یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور ہو یا مصطفیٰ مرے دل کے بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہوں میں بروز حساب مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہ منشی تمہارا ہے کمتر غلام کرم اسپہ اپنا رکھو صبح و شام
لکھے اے خامہ اب مدح شاہجہان شہنشاہ جمجاہ و صاحبقران

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج مہی گرامی دُرِ درج شاہنشہی
ہمایوں خصائل شہ نامور خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان دین پرور حق پژوہ حقائق شنو شاہ والا شکوہ
محبت رکھے ہے وہ درویش سے مودت ہے اُسکو وفاکیش سے
ثنا در ہے دریائے عرفان کا دل اُسکا ہے مثل گہر پر صفا
حقیقت کروں علم کی کیا بیان نہیں اُسکے ہمسنگ کوہ گران
فزوں شفقت و خلق و ہمت بلند مروت میں یکتا شہ ارجمند
خدیو زمان شاہ عالی وقار شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کام بخش جہان سر سرفرازان کس لیے کسان
در دولت شاہ عالم پناہ فقیر و غنی کا ہے اُمیدگاہ
بنے کام یاں ہر کسی کا شتاب یہاں آکے ہر کوئی ہو کامیاب
یہ وہ بارگہ ہے کہ اُمیدوار نہ محروم یاں سے گیا زینہار
سخاوت میں دیکھا تو بحر سحاب حضور اُسکے خجلت سے ہے غرق آب
کف جود سلطان والا گہر گہربار رہتا ہے شام و سحر
اگرچہ ہو فرمانبرو سے خطا کرے عفو از رحم لطف و عطا
جہان سرکشان ہوویں سجدہ کنان وہ ہے آستان خدیو زمان
جھکا یاں جو سر انکسار تو چرخ برین سے ہے بالا وقار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خدائے کریم — کہ ہے کردگار و غفور و رحیم
کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ — کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
جن و دیو انسان و حور و پری — مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیا اسنے پیدا یہ بالا و پست — زبردست دنیا مین اور زیر دست
عجب اسکی قدرت عجب شان ہے — عیان اسپہ سب راز پنہان ہے
بھرے دم حباب اسکا دریا مین ہان — رکھے موج ذکر اسکا ورد زبان
چمن مین کیا سرو کو سرفراز — بہار و خزان سے ہے وہ بے نیاز
خداوند کون و مکان ہے وہی — نگہدار خلق جہان ہے وہی
اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے — تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے
توانا ہے وہ آپ اور زورمند — قوی ہے خداوند پست و بلند
گدا و شہ اسکے ہین فرمان پذیر — وہ سب کا ہے یاری دہ و دستگیر

بلندی دہ خسروان ہے وہی — شہی بخش شاہنشہان ہے وہی
کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور — سلیمان کو گاہے کرے مثل مور
کیے اسنے قدرت سے پیدا تمام — زمان بچھے ہوے سب ہویدا تمام
بلند اسنے چرخ برین کو کیا — فراخ اسنے کیسا زمین کو کیا
پرستار اسکا ہے ہر اک مدام — کرین ذکر اسکا سبھی خاص و عام
کیا اسنے آراستہ باغ دہر — عنایت سے اسکی ہے گل شاد دہر
جہاندار ہے پاک پروردگار — پرستار اسکے ہین سب تاجدار
دلیرون کو اسنے کیا ہے دلیر — کیا نرہ شیرون کو اسنے ہی شیر
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی — ضعیفون کو دم مین وہ کردے قوی
وہ بخشے جسے عزت و افتخار — تو ہے تاب کسکی کرے پھر جو خوار
تو اے منشی اسکی ہی کر التجا — کہ شاہ و گدا کا ہے حاجت روا
تضرع کنان اور مناجات خوان — تو درگاہ مین اسکی ہو ہر زبان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ وتعالے

ستم دیدہ دور افلاک ہون — مین افتادہ یارب سر خاک ہون
رکھے ہے یہ سرگشتہ شام و پگاہ — یہ پھرتا نہین بخت برگشتہ آہ
مجھے بند رنج و الم سے چھڑا — نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا
پلا مجھکو جام مئے آرزو — کھلا اب بہار گل آرزو
پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون — گنہ بخش میرے کہ مین بندہ ہون

ستائی ہے اب گردش روزگار — مجھے خوار رکھے ہے لیل و نہار
نہین ہے کوئی اور فریاد رس — تو ہی دادخواہونکا بس دادرس
ذرا کر تر و تازہ باغ مراد — مرا کر تو روشن چراغ مراد
گنہگار ہون اور عصیان شعار — ولے تو ہی غفار و آمرزگار
مجھے اپنے در سے سوا در بدر — دکھا مت تو اے داور دادگر

سیامک ہوا رزمگہ میں ہلاک / ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک
یکایک جو لشکر نے کھائی شکست / سیہ پرین نے کیا اُسکو پست
حضور کیومرث آئے دوان / ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
سیامک کا اک سال ماتم رکھا / دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سنی بعد اسکے اک آواز غیب / ہوا شاہ کو یون عیان از غیب
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار / زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار
ذرا رکھ تو دل کو قرین خوشی / کہ اب جا کے دیو و نیہ لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بفضل اِلٰہ / دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر / رخ دیو سرکش تہ خاک کر
کیومرث نے جب سنی یہ ندا / تو ہو شاد ماتم کدہ سے اُٹھا
کیا اپنی آراستہ فوج کو / ہوا ساتھ دیوونکے پھر جنگجو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا / کہ سر تا بپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز / کیومرث کو جان و دل سے عزیز
کیا شاہ نے اُسکو سردار فوج / روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درند اور چرند اور ہر جانور / سدا تھے مطیع شہ نامور
کیومرث کے ساتھ سب دام و دد / روانہ ہوے وان سے بہر مدد
جو پہونچا وہ لشکر تو یہ دیو بھی / ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی
پئے رزم شاہنشہ نامدار / وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز / ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
زبس گرم کین پھر دلاور ہوا / تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہوے دیو عاجز ز دد و دام سے / خفا زندگی کے ہوئے نام سے
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس / رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس
کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار / ہوئے کشتہ خنجر آبدار
غرض دیو اور بچہ دیو بھی / ہوے قتل اور اُسکا لشکر سبھی
کیومرث کی فتح شامل ہوئی / تمنائے دل اُسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال / جہان مین رہا حکمران تیس سال

احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان / وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت / بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پروری اُسنے کی اختیار / کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اُسکی آباد تھا / نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا
کیا اور یہ کام فرہنگ سے / کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی نور پیش نظر / تو شاہ جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا / یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا
کہ آتش ہے نور الٰہی تمام / کرے خلق آتش پرستی تمام
جہاندار نے پھر بآئین نیک / کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
سوئے شہر لایا وہین آب جو / بآئین دلچسپ و طرز نکو
بجز میوہ و غیر برگ شجر / نہ پوشاک تھی نے خورش بیشتر
نشان اُسنے دی رسم نان طعام / دل مردمان کو کیا شاد کام
سمور اور سنجاب اور پوستین / کیئے اُسنے پیدا بروئے زمین
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر / کیا اُسنے ظاہر نہ تھا پیشتر
چہل سال بادادِ دانش رہا / جہاندار ہوشنگ فرمانروا

در بیان احوال سلطنت طہمورث

جو عمر اُسکی آخر ہوئی بعد ازان / ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان
وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند / جسے خلق عالم کہے دیو بند
رعیت نواز اور تھا دادگر / نہ تھا کام جز داد شام و سحر
تمنائے خاطر تھی بہبود خلق / مراد دل بادشہ سود خلق
جو تھے عہد مین اُسکے وحشیان / یہ اُن سے لگا کہنے شاہ جہان
کہ تدبیر ایسی کرے کوئی اب / کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب
پھر آغاز دان پشم بافی ہوئی / کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
سیہ گوش اور یوز و شاہین باز / بعہد شہنشاہ گردن فراز
ہوے سب گرفتار دام آنکر / وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر
شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر / خرد مند و دانا و روشن ضمیر
وہ قید ایکدن کرکے اک دیو کو / لے آیا حضور شہ نامجو
وہین دیو غیرت مین آئے تمام / کیا عزم رزم شہ نیک نام
فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ / اُدھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ
جو سرکردہ دیو نکی تھا فوج کا / سو تھا دیو سرکش کا غو نام تھا
صف آرا اُدھر سے وہ خونخوار دیو / ادھر سے دلیران گیہان خدیو

نہ یہ رتبہ شمس ہوتا کبھی	اٹھاتا نہ گر اس کی سورج کبھی	کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ	کہ مشعلچی اسکا ہی رخشندہ ماہ
عطارد ہی منشی جہاندار کا	سیاہی ہی مریخ سرکار کا	جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی	تو اسکو میسر سعادت ہوئی
نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر و شان	کہ ہی نغمہ سنجان کا جا کر یہان	زحل نے اطاعت جو کی اختیار	تو پایا فلک پر بڑا اعتبار
بطلعت شہنشاہ عالیجناب	فقط داستان ہی نہین کامیاب	جو دشمن بھی ہو آن کر عذر خواہ	کرے ہی احسان شہ دین پناہ
شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار	نہین تاب کلک زبان زینہار	کرے جو بیان وصف شاہ زمن	دعا پر ہی ناچار ختم سخن
یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان	یہی ہی دعا اسکے ورد زبان	کہ یارب شہنشاہ شادان رہے	ترا لطف دائم نگہبان رہے
رہے اسکی شمشیر کشورستان	یہ خاک و خون ہو سر دشمنان	جہاندار اکبر یہ نیر فرے بخت	ہمیشہ جہانگیر ہو با تاج و تخت

سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز			کہ تھا مثل نوروز بہجت فروز
بہم محفل آرا تھے ہنگام شب	مہیا تھے سامان عیش و طرب	وہ مجلس تھی رشک بہار چمن	ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن
تواریخ کا بھی جو مذکور تھا	تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا	کہی شاہنامہ تماشہ کتاب	عجب نظم دلکش ہی باآب و تاب
ولے ہر کسی کو میسر نہین	یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین	توکل کہ مرد سخن سنج تھا	کیا ترجمہ اسنے شہنامہ کا
لکھا نثر مین نسخۂ مختصر	کہ احوال معلوم ہون سر بسر	بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے	تمام اسمین احوال مرقوم ہے
یہ سن کر برادر مرے مہربان	سخن فہم و دانشور و نکتہ دان	کہ زور آور انکا جہانگیر نام	بخلوت پسندیدہ مشہور عام
یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو	تم اب ریختی کی زبان مین لکھو	کرو نظم ترتیب باآب و تاب	بنام شہنشاہ گردون جناب
وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان	وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان	چراغ شبستان سلطان پسر	جہاندار و بخشندۂ لعل و زر
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا	خداداد اورنگ و افسر کیا	شناسای سخن جب تو باصد طرب	وہین کر کے شمشیر خانی طلب
ہوا مین دل و جان سے مصروف کار	لکھی نظم یہ دلکش و آبدار	بجز فکر اشعار شام و سحر	یہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر
معانی شناسان فرخ نہاد	سخن آشنایان بادین و داد	ہوئے سن کے اس نظم کو شادکام	رہ منصفی سے یہ بولے تمام
کہ واللہ یہ نامۂ دلپذیر	بہت خوب ہی بلکہ ہی بے نظیر	بجا ہی جو ہون اسپہ گوہر نثار	کہ ہی یہ بنام شہ نامدار
مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا	کیا فکر تب سال تاریخ کا	تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم	کہا۔ قصۂ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخن گو ہے روشن دل و ہوشمند	یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند	ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا	شہ دادگستر کیومرث تھا
سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین	بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین	سیامک تھا اس شاہ کا اک پسر	خردمند مثل پدر نامور
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا	ارادہ اسے اس سے تھا جنگ کا	غرض بچہ اس دیو کا ایکبار	پدر سے لگا کہنے ای نامدار
یہ ہی عرض میری کہ جو حکم ہو	تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو	سنا اسنے جب یہ بیان پسر	تو دیوونکی فوج اسکے ہمراہ کر
کیا اسکو دو ہین روان سوے شاہ	کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ	سیامک نے جسدم سنی یہ خبر	کیا عرض جاکر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار	جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار	کیومرث نے اسکو رخصت کیا	بہت اسکے ہمراہ لشکر کیا
جو وہ بادشہزادۂ جنگجو	ہوا بچۂ دیو کے روبرو	تو پھر ہاتھ سے بچۂ دیو کے	نہ ہرگز ہوئی بس ہائی اسکے

وہ حمام اور قصر و ایوان و کاخ
بنائے گزین بلند و فراخ
بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار
اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
رہے تھا سدا خرم و شادکام
غرض دیو نکے دوش پر رکھکے تخت
جہان چاہتا جا وہ شہ نیکبخت
شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی
محیط جہانمین یہ پہلے نہ تھی
جب آتا یہ نوروز عشرت قرین
تب اک جشن ترتیب کرتا وہین
جن و انس و دیو و پری کو تمام
گہر بخشتا خسرو نیک نام
رہی خلق آسودہ و بے خطر
بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ تھا کوئی رنجور اُس دہر مین
رہی مرگ بھی دور اُس دہر مین
تو شہ سے ہوئی دور دانش و فر
ہو شاہ کے دلمین پیدا غرور
تو آیا یہ دلمین جمشید کے
کہ ہمسر ہو نمین ماہ و خورشید کے
اکابر جو تھے اُسکو کر کے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
خداوند اورنگ و افسر ہو نمین
جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین
خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان
جہانمین ہو مجھ سے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھ سا شہ نامور
کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور تجھ سا کوئی تاجور
ہوا جب یہ کہنا اس سے بس جہان بخت
نصیبوں سے اُسکے گیا تاج و تخت
وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارہ لگے کرنے بے اختیار
شہنشہ کے دلمین یہ آیا ہراس
وہین اُڑ گئے اُسکے ہوش و حواس
لگی دولت اس شہ سے منھ پھیرنے
لگی اُسکو بے دولتی گھیرنے
گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

بنائے گچ و خشت و در سنگ سے
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت و گوہر مزین کیا
کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو
بروے ہوا تخت کو لے چلو
ہو پہنچتا وہان ایکدم مین بشوق
تھا دل مین اندیشۂ تخت و فوق
سر سال کا ہی جو نوروز نام
سو اُسکا ہی موجد شہ ذوالکرام
مہیا مے و نغمہ ہوتا وہان
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
بعیش و طرب ہفت صد سال تک
رہا حکمران شاہ زیر فلک
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا
کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا
جو گذرے برس سات سو اسطرح
کیا ہو بیان مین نے یان جسطرح
یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہو مرا اس قدر
بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہو دے جاہ
جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ
نشاط و خوشی نغمہ و جام مے
مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک شے
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن
وے نے دلمین سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
کوئی دنکو دیکھے ہی یہ روز بد
ہوئی فرد فرماندہی اسکی رد
خفا ہو کے شہ سے وہ یکبار سب
غرض اُٹھ گئے وان سے سردار سب
یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھ سے اب خشمناک
جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تباہ اور پریشان و خوار
بالغرض ضحاک مین بخت جم
ہوا جائے ضحاک پھر تخت جم
لکھوں آگے ضحاک کی داستان
کروں اُسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام
ہزاردن بز و اشتر و گاو میش
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام
جوان دلیر و بلند احتشام
حضور اُسکے ابلیس رہتا تھا گو
ہوا حاضر اک دن بشکل نکو
وے تھا فریب اُسمین یکسر بھرا
صدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا
لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بہ لطف و خوشی
و لیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا
شب و روز ان چارپایون کا شیر
غریبون کو دیتا شہ بے نظیر
رکھے سب تازی تھا وہ بہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار
گذارش کئی نقلیں کہین آن کر
کہ عجب اور نغز تھین سر بسر
معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اس نقل سے
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ نہاد
سخن خوب تر ایسے مین مجکو یاد
کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

سہم جنگ جو ہر دو لشکر ہوئے ہزاروں جدا تن سے واں سر ہوئے
وہ غوشاہ کے جب مقابل ہوا تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ دکھائی عدم کی وہیں اُسکو راہ
رہے زندہ میدان میں جو دیو اُنھیں قید کر لے گیا وہ خدیو
پھر اُس رزمگہ سے جو ہو فتحیاب کیا حکم تب شاہ نے یوں شتاب
کرو قتل دیوونکو یکدست اب لگے کہنے دیوان خونخوار تب
اگر ہووے جان بخشی اے تاجور تو سکھلا دیں ہم ایک طرفہ ہنر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہیں وہ حرفوں کا پڑھنا بتایا وہیں
شہنشہ نے سی سال کی داوری رہے اُسکے محکوم دیو و پری

بیان احوال سلطنت جمشید

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا ہوا بعد اُسکے وہ فرمانروا
جہاندار جمشید عالی وقار خرد مند دانشور و ہوشیار
خداوند اورنگ شاہنشہی سپہ دار اقلیم فرمان دہی
دلیر و قوی زور و آفاق گیر ہر اک شاہ تھا اُسکا فرمان پذیر
شجاعت بہت خوب ہمت بلند اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند
بیان سے فزوں اُسکا جاہ و حشم سدا خلق پر اُسکا لطف و کرم
ہنرمند و آگہ دل و ذوفنون فراست میں ہر چیز کا رہنموں
فن پارچہ بافی و دستکار کیا شاہ جمشید نے آشکار
قز و خز و دیبا و ریشم کتان زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
ہوا عہد میں اُسکے پیدا یہ سب ہوئے اس جہاں میں ہویدا یہ سب
زراعت کے قابل میں تھی جہاں سوا اُسکے جن جا تھا آب رواں
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزیں ہوا ہر کوئی ہر مکاں میں مکیں
سزاوار ہر شخص کے ہر مکاں دیا اور کیا حکم یہ بعد ازاں
کہ اب اس مکاں میں زراعت کرو نہ لے شغل و بیکار ہرگز رہو
یہ دیونکو ارشاد پھر واں کیا کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
سکھاویں یہاں مردماں کو تمام کہ کرنے لگیں سب عمارت کا کام
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار ہوئے دیو تب وہیں مشغول کار



ہوا سن کے ضحاک اندوہگین ... لگا کرنے فریاد و زاری میں
کسی طرح سے چارہ سازی تو کر ... شتابی سے عاجز نوازی تو کر
نہیں اس سے چارہ کوئی اور نغز ... کہ سانپوں کو دے آدمی کا تو مغز
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج ... لگا کرنے دائم خداوند تاج
یہ کہنے لگا پھر زروئے نیاز ... کہ ای مرد فرزانہ و چارہ ساز
کیا شاہ نے جب بہت انکسار ... تو بولا وہ پھر یوں کہ ای تاجدار
تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند ... رہے پھر تو تو سعد ارجمند

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن او

یہ ہر ملک کشور میں پہونچی خبر ... کہ ضحاک شاہنشہ تاجور
لکھے ہر دو مارسیہ اپنے پاس ... جسے دیکھو اڑتے ہیں ہوش و حواس
بزرگان ایران نہ جمشید سے ... ہوئے منحرف تھے سو وہ آن کے
بیان کرکے احوال ایران تمام ... کیا عرض یوں ای شہ ذوالکرام
یہ سنکر دہن لشکر بیکران ... کیا شاہ نے ساتھ انکے رواں
شکست اسنے پائی بہنگام جنگ ... گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
وہاں کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم ... کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
گئے لوگ ضحاک کنے پھر رواں ... کہا یوں شہ جم کو پاؤ جہاں
کروں پھر ہر اک کا میں رتبہ فزوں ... زر و گوہر و لعل انعام دوں
کہ لاوے اسے جو گرفتار کر ... رضامند میں اس سے ہوں بیشتر
ستمدیدۂ چرخ پرفتنہ جم ... شب و روز با خاطر پر الم
ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپ کو ... نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم ... گیا زابلستان میں وہ شاہ جم
منہ مہر سے حسن میں خوب تھی ... دل آرام و دلدار و محبوب تھی
وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے ... وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھے
وہ قامت کہوں یا قیامت کہوں ... قیامت سے بالا وہ قامت کہوں
لبوں سے جو کچھ اسکے ہو آشکار ... دم عیسوی سے نہ ہو زینہار
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم ... نہ مردوں سے تھی کچھ شجاعت میں کم
جو درپیش آجاتی تھی کوئی جنگ ... تو بیخوف و اندیشہ بیدرنگ
برس پندرہ کی تھی وہ دلستان ... خردمند دانشور و نکتہ دان
اسی سال میں جو منوچہر شاہ ... اسے زابلستان لایا سپاہ
دلیر و ہنرمند صاحب کمال ... جہان میں تھی وہ در بے مثال
ہوئے باپ اسکے انکار تھا ... کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر میں ... کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر میں
ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی ... کمر چست باندھی پئے بندگی
اگر فوج سرکار جاوے ادھر ... تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی دیگر
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا ... نہ وے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
جو اقبال و تخت برہم ہوا ... تو جم اور کل لشکر جم ہوا
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ ... ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ
اسے قید کرکے یہاں لاؤ تم ... تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
ہر اک سمت کے پھر طرفدار کو ... گیا دہر میں حکم شہ نامجو
بڑا رتبہ اسکا ہو میرے حضور ... غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
سوے وادی و کوہ آوارہ تھا ... نہایت غریب اور بیچارہ تھا
پس از مردم سے پوشیدہ تھا ... کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
سپہدار اورنگ زابل کا شاہ ... رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ
وہ زلف دوتا اسکی دام بلا ... گرفتار جسکا نہ ہووے بلا
کئے سیکڑوں اک نگہ سے ہلاک ... ہزاروں ملاتے تہ خون خاک
کہوں کیا کہ رفتار نے کیا کیا ... کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
وہ چشم اسکی خونریز مردم مدام ... ہوئی جس سے ترکوں کی ترکی تمام
فن پہلوانی کے تھے اسکو یاد ... وہ تھی پہلوانی میں بھی استاد
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ ... پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ
جوان تھی ولیکن یہ تدبیر پیر ... شعور و فراست میں تھی بے نظیر
تو تدبیر سے اسکی بدخواہ پر ... شہ زابلستان نے پائی ظفر
بہت اسکے شاہان طلبگار تھے ... بہ نقد دل و جان خریدار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہم گر ... کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

قسم کھاکے ضحاک نے تب شتاب
ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
کہی شاہزادے نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
کنوان ایک اس شاہ کی راہ مین
وہ شہ اس مکانین بہ وسط طرب
کیا اسکو خس پوش پھر سر بسر
گئے ٹوٹ اسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اسپہ مصروف کی
خورش خانۂ خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا کھاکے اسکو بہت شادکام
کہا ای قدردان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کبک و تدرو سفید
زروئے عنایت کھایون کہ اب
مری آرزو ہی یہ شام و پگاہ
برآوے مرا مدعا کیا عجب
نوازش سے تجکو کرون ارجمند
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کیے
یہ کردار بد کرکے وان آشکار
کیا چارہ دانشوروں سے طلب
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ لکھا جو نصیبون مین تھا

دیا اسکی گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجکو ہی زیبندہ تاج و سریر
نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہی
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجکو پہونچے گزند
تباکوئی تدبیر بےخوف و باک
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر اے شاہ کشورکشا
عمل تو کری ہر شب و روز اگر
میسر ہون ای بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اسکو دی
ملا جبکہ اسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام
خورش لاؤنگا اس سے کل نغزتر
پکا لے گیا بادل پرامید
جو کچھ چاہیے مجھ سے کر تو طلب
کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
مجھے کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہانمین بلند
تو شیطان نے اپنے لبوں سے دیے
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا
نہین دفع ہوگی یہ ہرگز بلا

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر
یہ سنکر ہوا دل کو اک اسکے درد
رہ دین و دانش سے جو دور ہے
گر اس کام سے تو کری درگذر
نہ خون پدر اسکو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولتسرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب ادھر کو تو بس راہ مین
وہ ضحاک بےرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سن کر ہوا شاد ضحاک شاہ
خوراک اور جز میوہ و نان ان
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ وان
زروئے طرب شہ نے کی آفرین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا و لے
یہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو
یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے بس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نہ پایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

کرون ظاہری مرد فرخندہ خو
تو اسکو شتابی کہین قتل کر
لگا کہنے اس سے کہ ای نیک مرد
وہ بیداد کب مجکو منظور ہے
پھرے عہد سے اپنے اور نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
شہ نامور نے کیا تھا بنا
کیا کندہ وہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اس چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
نہ تھی ان دنون بہر اہل جہان
مزیدار خوش ذائقہ ہر طعام
خورش کہ وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سن کر کیا عرض اس نے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہا ای شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کے لطف و عنایات سے
ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
ہوئے دو وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسی کو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

کیا شیشۂ جام پھر وان طلب
جو حکم اُس پریچہرہ نے یون کیا
بزم شہان جو تھا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے ای جوان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہے بادہ ای نازنین
کرے دم مین یہ زرد کو نکو دلیر
خورش کے مزے کو زیادہ کرے
زبس مجکو بھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہے یہی
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ آ
تھا اتنے مین گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جیسے بیدرد و غم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائے اُنہین سے اسدم جسے
کہ زن پہ شدستی کرے وقت کار
وے ہمسری مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر و زور و ہنر
یہ سنکر پری پیرہ ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل جسے چاہیے اُن کو دین
پر یہ وہی اس مرغ کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پھر وہ تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جم دیکھ کر
تصوین جم کے پیا پھر شتاب
کبوتر جو بیٹھا ہے پھر آن کے

ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی اپنے جی مین وہ حور وش
رہ دور سے اب تو آیا یہان
تجھے خواہش نا دم ہی سقدر
کہ ہے بیشتر مجھ کو میل شراب
کہ دلسے کرے دور کلفت وہ مین
پیے می جو کوئی کرے کار شیر
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ شہان ہے یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اُس پریچہرہ کی جو نظر
ملائے لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
کرون صید اُسکو مین اک تیر سے
نہ کر مشیدستی تو اب زیبا ہے
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے
رکھے مرد ہے زن سے ہان بیشتر
عرق آگیا چہرے پر بس وہین
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اُسکے بھی دھیان مین آگئی
اگرچہ بادہ بسمل ہو نہ اُٹھ گیا
کہ زال مین تھے جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو نہین آج
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
پریچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گر اسے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیاپے سہ جام
کہ ہے یہ جہان بیگمان بادشاہ
ترے واسطے ہووے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہوے
جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش
کرے رفع سب ماندگیہائے تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر جی مین یون دلستان
کسی سے کہا یون کہ جاؤ شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کر کے پھر وہ تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ ای نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہے آخر کو اور مرد مرد
حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
وے دلمین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ ای نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نر آنکر
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہے
طلبگار جم کی ہوئی دلمین بس
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس مرغ پر وہ مائل ہو دل

پلا دو اُسے بادۂ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشۂ دل سے تمام
کیا چرخ نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور دو مجکو جام
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور
مین بے صبر ہے بادۂ ناب مین
جسے کوفت ہو موسیائی ہوے
تو ہووے جوان پیکے ای حور وش
لگے می سے خوش تھا جم مین
گمان ہوگئی تب وہ رشک چمن
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے پاس سے جم کی لاؤ شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
ادھر سے نیاز اور اُدھر سے تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہون وان لاف نہین
تو بھی اپنے نزدیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہے گرد
ہنر دیکھ میرا تو ای دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچکر ایک راخدنگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان بیشتر
وے جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے
ہوئی وصل کی اُسکے دلمین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اُسکی سائل ہو دل

رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہ ہووے تو ہم خوابۂ شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
ہوئی آرزوے دل شاہ جم
وے حاجبون نے نہ جانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جم
پڑی اُسکی جمشید پہ جو نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
اُسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
کہ اُسنے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اُٹھی بس وہ سرو روان
یہ سمجھی وہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہے اب کیون زیر شجر
بس اب دیکھ کر اس پرستار کو
کیا جب طلب اُسے جمشید کو
کیا جم نے جانے مین آخر حذر
رکھے جان سے ہے گرامی مجھے
غرض شوق سے تو یہان آ شتاب
اور اب اُسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین وہان

خوشی سے وہ ہمبستر اُسکا ہو بس
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو
اور اُس سے ہوا اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالی جناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور سا ہو گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی بس وہ مین دیکھ کر
عیان کر تو مجھ سے یہ راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا ہووے کلفت مرے دل سے دور
در باغ پر ہے اک آیا جوان
طلب وہ ساغر کی رکھتا ہے بس
وے اُسکو پہونچا دُنگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیو نمین سے ہے یہ جوان
گرفتار اُلفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہے کیون سایہ مین آن کر
تجھے یاد مے آئی اے نیکخو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نہ کر
بہت پاس خاطر ہے میرا اُسے
کہ شاہد بھی ہے اور سرود و شراب
اثر عشق کا دلمین پیدا ہوا
خرامان چمن مین ہوئی اُسکے ساتھ
ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
تسے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان
یہ سنکر نوید مسرت فزا
یہ سن شاہ نے مژدۂ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
ذرا جی کو وان اپنے بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی
دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گمرہ و بخت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سنکے وصف جوان
مے لعل اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے یون کہ اے خستہ حال
مگر اُس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجکو ہے آرزوے شراب
جو جاؤ نہین پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مجھے ہے یہ پروانگی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری رو بمشک و گلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
بہت شاد جی مین تھی وہ دلربا
کہا قابلہ نے کہ اے نیک روز
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
جو دن رات جم کی طلبگار تھی
صبا کی طرح سیر کر آئیے
وہ ٹھہرا ذرا با دل داغ داغ
کنیز اُس پریرو کی آئی وہان
درخشندہ تھی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
ابھی جائے دو تین جام شراب
گئی باغ مین پیش رشک چمن
رخ خوب اُسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھ کر
طرح غنچہ کے ہے یہ جی سے تنگ
گرفتار تشویش و رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین اے جوان آ شتاب
مبادا بلا کوئی آوے یہان
مین اُسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اُسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن دھوئے شتاب

تو مجھ سی دلآرام و دلدار سے
جدائی نہ ہو اُن رُدے بیقرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
پئے دل تجھے چھپتے کرین مکان
کیا دخت نے سبب بہت انکسار
مخالف مرا ایک تو بخت ہے
مجھے دوسرا تجھ سے اندیشہ ہے
یہ سنکر کہی نے وہ گل عذار
کہ بدخواہ تیری ہو اُن نہار
یہ جب سیان کے قول و قسم
پھر بچھڑے ہاتھوں مین جم کا ہاتھ
بندھا عقد بطرح آئین بھی
لئے عقد بر تخت دولت گئے
ہوئی [illegible] بانو ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اُسکی وہ جستجو
[illegible] ہو نمکین
ہوئی عقد پاس بیباک تو
کیا زکو تونے ہمرے [illegible]
کی عرض [illegible]
پرے شیشۂ ننگ توڑا نہین
جہان مین کوئی اُسکا ہمسر نہین
بفیض خدا اُسنے پایا تہور
سنی دایہ سے اُسنے یہ بات جب
یہ ہے یادری محبت کی ہمسر سب
کہ ہو مجھ سے خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم
اُٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال

پر یہ پھر وہ دو رخسار سے
خدا کے لیے مجھ سے ہو ہمکنار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار
تو کر مجھ سے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
وہ مر دشمن جان و کمبخت ہے
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
کہ ہرگز نہین ہوتا زنہار
دل [illegible] مین تری [illegible]
تو ایسن ہوا سن وہ مین شاہ جم
طرف قصر کے گئی اپنے ساتھ
ادا کی [illegible] دین تھی
ہوئی شہ کی [illegible] شہر کاہ
عجب رنگ کی اس گھڑی تھی بہار
لگے عیش کرنے وہ لگے پینے جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی وہ جب خستہ نازنین
اُڑانے لگی سر پر سر خاک تو
وہی رنگ دستہ ہو گئے عیان
اے یہ حکم تھا تونے یہ پیشتر
رہ [illegible] منہ کو موڑا نہین
کوئی جاہ مین اس سے برتر نہین
ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر
فزون ہو مراعات جاہ و وقار
وہ بے صبر بیتاب ہونے لگی
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
تُلے اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہ ہو شور بس گرم آغوش رب
نہین تو کرون اپنے سینہ کو چاک
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین
جو کچھ راستی ہے سو وہ بات تو
نہ چھپے راستی سے نہ کیون ہو خدا
جدا اسکو ہو تجھ سے مبادا نہین
نہین ہے پسندیدہ عاقلان
قسم تو مجھے آپ کی جان کی
نہ کر خوف و اندیشہ کو نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جاکے آراستہ تخت زر
ہوئے عہد و پیمان محکم بہم
[illegible] زردین ہوئی [illegible] خواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ [illegible]
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
تو چین جبین ہوئے [illegible]
کیا چاک اُس شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ [illegible] گلبدن
کہ [illegible] جسے اُس سے [illegible]
رکھا مین نے ناموس [illegible] نگاہ
پئے دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا
شہ جم یہان آگیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تونے مژدہ دیا
مقرر کئے باندھ کر صبح گاہ
مجھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
جو اپنے کشور مین آکر رہا
سدا تخت و سیم رہتا نہین

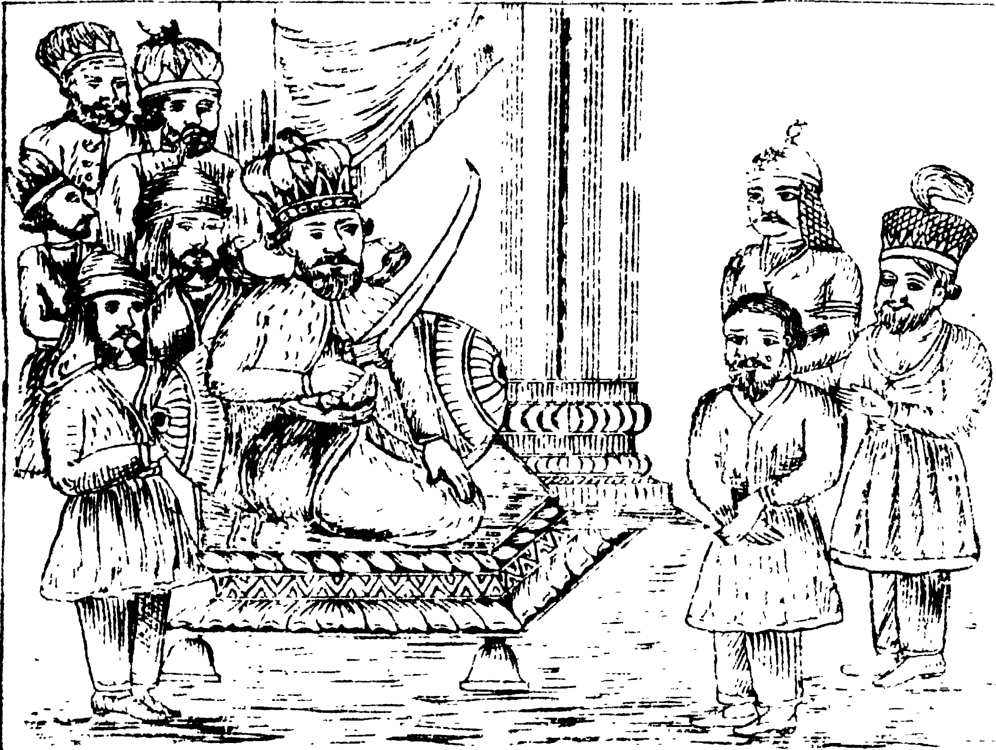
تو صد حیف ہے اور ہے غضب
کرون آپکو ایک آن مین ہلاک
تو اقرار کرنا بھلا کیون نہین
پر رکھے کیون ہے پوشیدہ [illegible]
کہ رکھتا ہون دختر سے [illegible]
اور آجاوین ہم گر اُسکے [illegible]
کہ از [illegible] عیان کیجے راز نہان
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس مکان کو نہ خالی خطر
کیا ظاہر آکے پریوش کے نام
ہوئی ساتھ تو [illegible] جلوہ گر
ہوا ساتھ [illegible] ہو جم
ہوا [illegible] اس سے وہ آفتاب
[illegible] نہ بیٹھا عقد رنگ مراد
بہت کم گئی آنے پیش پدر
[illegible] آخرش [illegible] درد
لگا کہنے [illegible]
کیا جامہ سے حیائی نہین
ہو [illegible] ٹھکانے [illegible]
سو آیا عمل مین یہ [illegible]
کیا [illegible] وہ شاہ عالم پناہ
شہا مین نے جو تجھ کو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اُس سے دلستان
[illegible] دلکو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوئے ضحاک شاہ
در و لعل بخشے زر و سیم دے
تو جور و تعدی کے درپے نہ ہو
دنیا ساتھ اُسکے ہے بیداد [illegible]
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

مراد دہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی یہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سوا
نہ کر دیر ہو وصل سے کامیاب
سُنا اُسنے دایہ سے جب یہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تونے کہا
جو صورت سے جم کی مقابل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم
تعجب سے دیکھے سب بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گل عذار
ترے پرنیان کی جو مین نے نگاہ
لگا کہنے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
وہ مارا سیہ جسکے ہین کتف پر
کہ اب ہے وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہے اسیر بلائے بزرگ
کہ ہے آپ جم یہ شہ نام جو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہے جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تعلق بہت نازنین نے کیا
کرے گا تو انکار گر لاکھ پر
بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار
ترے وصل کا مجھ کو مژدہ دیا
ترا ہی تمنائے دیدار تھی
نہ آرام جان ہے نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخر کار لایا ادھر
بہت ستا تیرے ہوے خواستگار

کرون جسکو ہمخوابہ مین دو سے
کہ میری طلبگار ہے نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہمبستر اُسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زہے کرم رب سے لائے خدا
تو یہ باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تونے کی چشم نم
یہ وقت گریہ کا ہے کیا سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم اے رشک ماہ
رہا کچھ نہ دلمین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت تھی جسنے دیو سے بھی بتر
بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
ولیکن چھپانا ہے یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھ سے مین اب گذر
نہین چاہیگا میش کچھ زینہار
اور اس راز سے مجکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دلمین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا جذبۂ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار

یہ اُس گفتگو سے تھی اُسکی مراد
ہم گفتگو دان خوشی سے یہ تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکو یہ ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روے یار
اور اپنے ہوئی دلمین خوش بیشتر
پھر اتنے مین اُن جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کرکے اُس تو سو پرنیان
گیا کس طرف ہائے تیر خیال
ستمدیدگان کے وہ احوال تھے
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جو چرخ ستمگر نے ہاے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہے خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان
تجھے جم جو [illegible]
جو منت کرے یہ تجھ اور انکسار
کہ تجکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہے یہان
کہ تجھ سے خدا لے مجھے اک سیم
تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
خدا سے یہ خواہش تھی یہ نام جو
غنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کہ تجھ پر دل زار دیوانہ تھا

کہ ہے جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اُس دخت کی
کہا اے دختر مہوش و دلربا
شہ جم شہ نام جو ہے یہی
کہ تھی تمنائے بوس و کنار
کہ سعی و توفیق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کہ اُسنے دکھائی شبیہ
اور اُسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار روتی وہ نرگس شہلا
ہوا [illegible] یان تو نالہ کنان
کہ ہے کچھ تو نے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین ہم
بزرگی تو اور رنگ تاج و علم
[illegible] ستم اس [illegible] نے ہاے
دیا تاج و تخت اپنا [illegible]
نہین [illegible] آئے [illegible]
ہوا اُسکا احوال کیا [illegible]
[illegible] اس دخت اپنے جی مین
رہی [illegible] بہت رشک حور
یہ ہستی ہے کیا پیکر پرنیان
اگر کوئی ہے تم شکل ہوتا نہین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مت بن اب تک مجکو پہچان آپ
خبر دار ہے راز اختر سے ہان
یہ سنکر شب و روز شام و سحر
گرفتار غم تیری فرقت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ مجھ سے ہوئی آپ [illegible]
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا



الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد ۔ گرفتار خواری تھا وہ نیک مرد
خوشی سے وہ ضحاک بیدادگر ۔ ہوا خندہ زن حال دیکھ کر
پر اب اسطرح کیون ہوا خوار تو ۔ خرابی مین کیون ہی گرفتار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم ۔ کہان لشکر و فوج جاہ و حشم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا ۔ کہ مجھ سے نصیبا جو یون پھر گیا
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر ۔ ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
کریگا فلک تجھکو خوار اسطرح ۔ کہ دیکھے ہی تو مجھکو اب جسطرح
کرون یا قلم سر کو شمشیر سے ۔ یہ دون تیرے تن کو یا تیر سے
یہ گفتار سن کے لگا کہنے جم ۔ کہ اسوقت مجھکو نہین کچھ ہی غم
یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا ۔ کہ چیر دے اسے ایک آرہ منگا
بہ آرہ سے چیر اسے بس وہان ۔ ہوے ایک جم کے دو پیکر جہان
نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار ۔ کہ پھرتا ہے ہی یہ لیل و نہار
سر اک ہم ہی موجویان بازی گر ۔ صدا گوش زد ہے بس آواز مرگ
جب اسکی زنون کو یہ پہونچی خبر ۔ تو رنج و الم سے ہوئی نوحہ گر

اٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان ۔ اور آنکھوں سے بہتے تھے اسکے آنسو روان
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے ۔ فزون تھا ترا رتبہ خورشید سے
ہوا کس لیے تجھ سے برگشتہ بخت ۔ کہان ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان حکمرانی کہان گیر و دار ۔ کہان وہ ترے رسم و آئین کار
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز ۔ عبث ہی پھر اس تاجداری پہ ناز
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایک روز ۔ رہیگا نہ تیرا سدا نیک روز
لگا کہنے پھر یون وہ بیدادگر ۔ کہ کھینچون تجھے اسگھڑی دار پر
ذرا کہہ کہ کیا ہی تری آرزو ۔ وہ منظور ہی جو کہے مجھ سے تو
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک ۔ تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک
وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی ۔ شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی
جہان سے عبث ہی امید وفا ۔ کہ بے مہر ہی اور سراپا خطا
جو ہوا جمشید کو یہ چرخ دون ۔ کرے آخر کار یون سرنگون
خبر یہ گئی سوے زابلستان ۔ ہوا قتل جمشید شاہ جہان
نہ آنکھوں میں خواب اور نہ دل میں قرار ۔ لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو — سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بیچارے پر جور و بیداد کر — خداوند جان آفرین سے بھی ڈر
گزند غریبان نہ کر تو پسند — نہ بدنام ہو اے شہ ارجمند
تو جمشید کو مجھ سے مت کر جدا — وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار — فغان بس لگی کرنے بے اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین — تو رحم آگیا باپ کو بس وہین
یہ بولا کہ اے دخت والا تمیز — مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر — کہ اس کام سے مین نہین کی درگذر
اذیت نہ جم پر رکھونگا روا — نہ ہرگز گزند اسکو پہونچاؤنگا
اسے بخشدون ملک و مال و سپاہ — زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ
یہ کہہ جا کے میری طرف سے شتاب — کہ اے بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آؤنگا تیرے حضور — غم و فکر کو رکھ تو اب سے دور
ہوئی شاد وہ دختر دلستان — گئی پیش جمشید وہ مہ وہان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا — دل شاہ کو مطمئن کر دیا
فروزان ہوا جبکہ نور سحر — ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان — جھکا کر سر اپنا پھر اسنے وہان
کہا یون کہ اے شاہ عالی وقار — نہ ہو بدگمان مجھ سے اے زینہار
یقین جان تو جب تلک زندہ ہون — یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون
نہ دنیا کچھ اندیشہ کو دل مین راہ — کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر — ولے جی مین جمشید کے تھا خطر
یہی قصد تھا یانسے ٹل جائیے — ملے جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم — وے دل کو تھا اسکے آرام کم
وہ دلدار تھی رات دن اسکے پاس — وہ تسپر بھی رہتا تھا دائم اداس
سے تھا شب و روز اندیشہ مند — کہ پہونچے مبادا یہان کچھ گزند
کسی نے کہا اے شہ بے نظیر — یہ چاہے ہین یان کے وزیر و امیر
کہ تجھ کو پکڑ کر بہ حال تباہ — روانہ کرین سوے ضحاک شاہ
نہین تو وہ لشکر ادھر کھینچ کر — کریگا تبہ ملک کو سر بسر
ہوا جب خبردار اس بات سے — گریزان ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سو چین گیا — ولیکن وہان بھی بہت کم رہا
وہان سے سوے ہند راہی ہوا — بیابان نوردو تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے — گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے
وہ ازبسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ — لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ اے بخت کمبخت کیا جور ہے — بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے
خراب اور آوارہ مجھ کو کیا — ملا خاک مین ہاے تونے دیا
ہوا پھر مخاطب بسوے فلک — کہ اے چرخ بیداد یہ کب تلک
کہانتک پھرون مین تباہ و خراب — کہانتک رہون یونہین بے صبر و تاب
یہ ناسازی بخت ہے سر بسر — کہ سرگشتہ ہون یونہین شام و سحر
عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش — نہ ہوتا مجھے یہ غم جان خراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم — ہوا سے ذرا سو گیا ایکدم
اسے آگیا خواب ورنا گہان — ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان
اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین — سو وہ آگئی اسکے سر پر وہین
غرض ایک ضحاک کا ایلچی — کہ ساتھ اسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوے خاقان چین رہ سپر — کہین اتفاقاً جو گذرا ادھر
شہ جم کو پہچان اسنے لیا — گرفتار اسکو وہین کیا
بحال پریشان و بند گران — کیا سوے ضحاک جم کو روان
کسی کا نہین یہ جہان دوستدار — کسی کا نہین چرخ گردندہ یار
عبث ہے جو دولت پہ پھولے کوئی — طرح گل کے شادی سے پھولے کوئی
کہ دولت بھی ہے آہ ناپایدار — نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا — کہ تاج و کلاہ اسکا گردون پہ تھا
ہوا یون گرفتار زنجیر بند — اسے چرخ گردان سے پہونچا گزند
خبر سن کے بولا یہ ضحاک شاہ — کہ ہان جم کو لاؤ بحال تباہ
گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے — پس پشت بچھے ہاتھ دونون بندھے
فقط پانو نہین کچھ نہ زنجیر تھی — بندھی تھی رسن اسکی گردن مین بھی

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سکو فرمان یہ ناپاک نے
کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم
سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

داستان تولد شدن فریدون

ملکزادہ اک آبتین نام تھا
خردمند اور نیک انجام تھا
وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
خطا اصل مین اسکے ہرگز نہ تھی
گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر پر پدر شاہ فرخ نہاد
ہمیشہ تھا ایرانمین مسکن گزین
دلے گھر سے نکلے تھا یا نہین
کہ ضحاک ناپاک کے مردمان
کیانی کو بس دیکھ پاتے جہان
تو لیجاتے اسکو گرفتار کر
یہی جی مین تھا خوف شام و سحر
رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
کہین آنے جانے سے تھا کچھ نہ کام
لئے جاودان بیم ضحاک تھا
دل اسکا شب و روز غمناک تھا
اور اسکی تھی اک زوجہ سیم فام
کہ فرانک اس نازنین کا تھا نام
ہوئی وہ زن مہروش باردار
ہوا اس سے پیدا پھر اک گلعذار
جبین سے عیان اسکی شان شہی
نمودار تھا فر شاہنشہی
فریدون رکھا باپ نے اسکا نام
اسے دیکھکر دل ہوا شادکام
پھر اس آبتین نے یہ جی مین کہا
کہ دل بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا
نکل گھر سے چلیے بس اب سوئے دشت
وہان چلکے کیجے ذرا سیر گشت
یہ کہکر وہین سوئے صحرا گیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
ادھر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پہونچے تو پہچانکر بس اسے
گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
کیا قتل آخر اسے شاہ نے
کیا یہ ستم ہائے بدخواہ نے
فریدون کی ماں کو یہ پہونچی خبر
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر
نہ اس سرزمین مین رہی زینہار
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار
وہان سے شتابی سے ٹل وہ گئی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
وہ پہونچی وہان بادل سوگوار
وہان کا نگہبان تھا حق شناس
اور ایک گاؤ پر شیر تھی اسکے پاس
کہ برمایہ تھا نام اس گاؤ کا
غریبونکو شیر اسکا بس وقف تھا
غرض مالک گاؤ نے زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر
کہ بس ہوگیا سیر وہ شیرخوار
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار
وہان ایک شب وہ زن نیکذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
تو وسواس یہ آگیا ناگہان
کہ چلیے کہین اور رہیے نہ یان
مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
مری اور اس طفل کی جان لے
ولیکن جو غمگین رہتی مدام
ہوا شیر تھا خشک اسکا تمام
وہ سوچی کہ یہ کودک شیرخوار
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار
وہ طفل ان دنون دودھ پینے کا تھا
شب و روز سوچ اسکے جینے کا تھا
وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
گئی دوڑ کر اس نگہبانکے پاس
لگی رونے وان جاکے بے اختیار
گیا اسکے آگے بہت انکسار
یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہون
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون
یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
تو کر پرورش اسکی شام و سحر
ٹھکانا نہین اور باقی ہون مین
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین
اسے گاؤ برمایہ کا دیجو شیر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
قبول اس جوانمرد نے سب کیا
فریدون کو لے پاس اپنے رکھا
ہوئی وانسے رخصت سوئے دگر
نہ دیکھا ذرا اسنے پھر کر ادھر
روان سوئے البرز وہ زن ہوئی
رہی جا کے وان اور ایمن ہوئی
یہان مالک اس گاؤ برمایہ کا
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت روا
اسے جانتا تھا بجائے پسر
وہ کرتا تھا شفقت بجائے پدر
وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
پلاتا تھا شیر اسکو ہر صبح و شام
گئے جب گذر الغرض تین سال
فریدون کی ماں کو یہ آیا خیال
سوئے مرغزار اب ذرا جائیے
وہان سے فریدونکو لے آئیے
ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
مسافت کو طے کرکے آئی دوان
کہا اسنے آکر کہ اے مرد پیر
مجھے دے مرا کودک دلپذیر
کہ البرز مین پاس سے لیجاؤن اب
رکھون پاس اپنے اسے روز و شب
وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال
اسے ہوویگی وان اذیت کمال
نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
گزند اسکو کچھ ہو نہ ایسا نہو
وہ کہنے لگی یون کہ اے مرد نیک
مرے دل مین گذرا ہے سوچ ایک
خدا کی طرف سے ہوئی رہبری
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری
یہ کہکر اسے لیگئی اس جہان
جہان اسکا البرز مین تھا مکان

اسے کام تھا اشکباری کے ساتھ — سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے — وہ بیگانہ تھی صبر و تاب سے
اٹھایا بہت اس نے بیداد و جبر — پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر
دو ہمشیر تھیں شاہ جم کی کہیں — انھیں لوگ لائے پکڑ کر وہیں
کہے خلق تھی ایک کو شہرناز — اور اس دوسری کا تھا نام ارنواز
انھیں شاہ ضحاک نے کر طلب — رکھا اپنے گھر میں بلطف طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم — جہاں میں لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارت گری — ہوئی تازہ رسم ستم پروری
دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک — طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک
وہ جس سے غریب اور یار ارجمند — روا جان پر انکی رکھتا گزند
نہ جس مغز کو اس نے کیا تمام — کھلاتا وہ سانپوں کو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب — پھر اس نے کہیں رات کو ایک خواب
یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد — اور ان میں سے دو ہیں کلاں ایک خرد
کیا حملہ تینوں نے ضحاک پر — ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان — سو اس نے وہیں ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر — تو یکسر پریشان ہوا مغز سر
ستمگر کے ہاتھوں کو باندھا شتاب — رسن ڈال گردن میں کھینچا شتاب
اسے لے گئے کھینچ بالائے کوہ — کیا سخت اسکو زبوں [illegible]
ہوا دیکھ کر خواب ہولناک — ہوا دل کو اندیشہ خوفناک
کیا خواب میں اسقدر اس نے فغان — کہ لرزاں ہوا سر بسر وہ مکان
ہوئے سب وہیں بیدار اہل حرم — دل ان کا ہوا ہول سے پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا — یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
فغان خواب میں کیوں کیا اسقدر — لگے کانپنے جس سے دیوار و در
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان — سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہو نا امید — نشاط جوانی سے ہو نا امید
کہا اس نے پھر قصہ خواب شب — یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب
تو خوابشناس آکے حاضر ہوں یاں — کریں اسکی تعبیر یکسر بیان
جو تاباں ہوا چرخ پر آفتاب — تو حاضر ہوئے موبدان شتاب
سنی داستان خواب کی یک قلم — گئے ہوش اور ہو گیا بند دم
یہ دریافت دانشوروں نے کیا — ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
زوال اسکی دولت کا پہونچا قریب — ہوئی اسکو بے دولتی اب نصیب
ولے خوف جاں سے وہ خاموش تھے — نہ زنہار انکے بجا ہوش تھے
یہ اندیشہ تھا گر کہیں راست اب — تو ہووے شہ نامور پر غضب
ابھی جان پر اپنی پہونچے گزند — نہ کہتے تھے کچھ اسلئے ہوشمند
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب — بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
جو روز چہارم ہوا شہ خفا — تو ناچار یوں موبدان نے کہا
کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا — تہی تجھ سے اب تخت شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال — ہوا تو گرفتار رنج و ملال
فریدون کوئی شخص ہوئیگا شاہ — بصد شوکت و حشمت عز و جاہ
وہ ممتاز نسل کیان ہوئیگا — وہ فرمانروائے جہان ہوئیگا
انہیں ہودیگی گاو پرمایہ ایک — سو پائیگی اسکو با آئین نیک
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہیں — کچھ آثار اسکا ہویدا نہیں
کہا شہ نے پھر خواب میں کس نے یاں — مرے سر پہ مارا ہے گرز گران
لگے کہنے یوں عاقل و ہوشیار — فریدون ہی ہوگا وہ اے شہریار
وہ مار یگا اک گرز تیرے بسر — کریگا تجھے پاسے آکے بدر
یہ پوچھا پھر اس نے کہ ظاہر کرو — فریدون مرا کیوں بد اندیش ہو
وہ بولے کہ اے شاہ بیخوف و باک — کریگا پدر کو تو اسکے ہلاک
غرض تجھ سے چاہیگا خون پدر — کریگا تجھے قتل و آن کر
سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب — ہوا درد غم سے وہ بے صبر و تاب
نہ تک ہوش قائم رہے شاہ کے — زمیں پر گرا اس دم تخت سے
جو چاہا کہ جو ہوش آئے بجا — تو پھر تخت پر پاؤں اسنے رکھا
ولے بے خور و خواب رہنے لگا — شب و روز بیتاب رہنے لگا
نشان فریدون کی تھی جستجو — لگا ہاتھ دشمن یہ تھی آرزو
کیے لوگ چار و نطرف کو روان — کریں جستجو تا بہ گرد جہان

فراہم کرون اور جاؤن اُدھر
کہ اک ایک طیار محضر کرین
نہین کار اُسکو بجز عدل و داد
خطر بسکہ تھا اُس ستمگار کا
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کہ ای شاہ سن میری فریاد کو
دلے کسلیے ہمیہ سختی و جور
کرے میرے فرزند کو یون ہلاک
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
بزرگان اقلیم سے یون کہا
کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
کہے اور بھی کچھ سخنہائے سخت
ہوئے آفرین خوان سب شاہ کو
حضور خداوند روئے زمین
شقاوت سے کی اب یہ انحراف
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش
خدا نے جو چاہا سو یاور کیا
طلب کرکے پھر حریم آہنگران
یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش
کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی
دہ کاوہ تھا بس آگے آگے روان
غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
کیا عرض ای صاحب تاج و تخت
یہ سمجھا فریدون عالیجناب

شتاب اُسکو لاؤن گرفتار کر
گواہی دو مُہر اپنی اُسپر کرین
جہان اُسکے لطف و کرم سے ہے شاد
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا
دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کھلا دیجیے سانپونکو مغز سر
ذرا کام فرمانہ بیداد کو
ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور
نہ آدے ترسے دلمین کچھ ترس و باک
ہراسان ہو دلمین ترسان ہوا
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر
کہ ای مردمان تمنے یہ کیا کیا
غرض سوے درگہ رکھا اُسنے رو
حضور خداوند دیہیم و تخت
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
زبان پر وہ لایا سخنہائے کین
گیا یانسے بس ہوکے وہ بدخلق
تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے
تو اکبارگی اُڑگئے میرے ہوش
اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا
بنایا وہین اک علم اُسنے وان
کہ اے نامداران باعقل و ہوش
رفاقت کرو ترک ناپاک کی
نکل وہ انبوہ پیر و جوان
وہ پہونچے وہان تھا فریدون جہان
تری یار دولت مددگار بخت
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب

سفر مجھکو درپیش ہے دور کا
یہ مضمون ہو مرقوم اُسمین تمام
شہ خلق یہ راست گفتار ہے
ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی
کہین نوبت اُسکے بھی فرزند کی
دہ کاوہ ہوا آنکر دادخواہ
تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن
کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے
نہ کھاردا خون بیچارے کا
پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان
خفا ہوکے شہ دیو چہرہ کے اب
یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
پھر اُس انجمن سے وہین اُٹھ گیا
ہوا کاوہ گستاخ اور بی ادب
رہ کینہ سے چاک محضر کیا
مگر دوستدار فریدون ہوا
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
گیا جبکہ وہ کاوۂ کینہ خواہ
علم ہاتھ مین لیکے وہ ناموَر
فریدونکا ہے جسکے دلمین خیال
ہوئے جمع وان شہری و لشکری
کہان ہے فریدون یہ واقف نہ تھے
جو کاوہ حضور فریدون گیا
تو ضحاک کا چھینلے دیہیم سے
کیا شکر لطف جہان آفرین

یہ خرد و کلانسے ہون مین چاہتا
کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام
جہان پرور و نیک کردار ہے
نشانی بفرمان شاہی ہوئی
یہ سُدن ہوس شاہ کے دلمین تھی
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
جہاندار سالار شاہ زمن
رکھے نام تو داد بیداد کا
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے
اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان
گرفتار عصیان ہوئے ہائے سب
کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک
اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا
حق نعمت شہ گیا بھول سب
اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا
کہ دشمن تراز ہر گردون ہوا
تحمل کا مجھسے نہ پوچھو حساب
بس اک خوف آیا مرے دلکو تب
فراہم ہوئی پاس اُسکے سپاہ
روانہ ہوا وانسے بس پیشتر
سو آوے یہان وہ خجستہ خصال
ہوا پھر فریدون رتبہ سروری
مگر سر اُٹھائے وہ سیدھے چلے
ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
جہاندار ہو ہفت اقلیم سے
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بجمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بہ تائید خدا

ہوئی شاہ ضحاک کو یہ خبر
نگہبان کو اور گاؤ کو کر ہلاک
نشان کچھ نپایا فریدون کا جب
کہ آنے سے ضحاک کے بیشتر
فریدون کو وہ لیگئی اُسکے پاس
سر عجز سے پھر فریدون کا سر
جو کچھ قوت اُسکو پہونچتا بہم
خداوند روے زمین ہوئیگا
کرے گا یہی قتل ضحاک کو
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
فریدون نے صحرا مین مسکن کیا
کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
کہا سوئے ضحاک بیداد گر
تو بیکس ہی کچھ اُسکے ہمسر نہین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
مددگار میرا ہی پروردگار
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہی
یہ گفتار مستانہ بہتر نہین
سنو آگے احوال اب کاوہ کا

کہ بیشے مین ہی آتین کا پسر
کیا ظلم اُسنے یہ بیخوف و باک
کیا سارے ایوانکو مسمار تب
اُسے لیگئی یان سے مان آنکر
کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
رکھا مرد درویش کے پاؤن پر
تو دیتا وہ دونونکو بیرنج و غم
شہنشاہ باداد و دین ہوویگا
جہنم کو بھیجے گا ناپاک کو
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
نہ زنہار کچھ خوف دلمین کیا
ملایا اُسے کیون تہ خون و خاک
مین اب جاکے لیتا ہون خون پدر
ترے پاس لشکر نہین زر نہین
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
یہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین
نہین خوف ضحاک سے زینہار
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی
کہ سر ہو نہ برباد اُسمین کہین

یہ سنکر ستمگار و بدروزگار
گیا پھر وہ ظالم شتابی سے وان
بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
سر کوہ اک مرد درویش تھا
یہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام
کیا عجز مان نے فریدون کی جب
لگا کہنے درویش پھر ایک روز
یہ چھینے گا ضحاک کا تخت و تاج
زن خوش سیر بھی یہ بولی کہ ہان
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب
وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ
نصیبو نمین ہی ترے شاہی اگر
کرے تام لطف الٰہی تجھے
خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر
کردن ایکدم مین اُسے غرق خون
تجھے قوت و زور اتنا کہان
نصیحت مری آپ سر رکھ تو یان

رہ کین سے آیا سو مرغزار
فریدون کے رہنے کا جو تھا مکان
وہے تھا فریدون یہ فضل الٰہ
کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا
کرم کی نظر رکھ تو اسپر مدام
اُسے رحم آیا فریدون پہ تب
کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز
شہان جہان سے یہ لیگا خراج
کہ ہی طور سے اُسکے مجکو یقین
سر کوہ البرز سے آکے تب
ہمارے پدر کو تہ آسمان
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
رکھے ہی وہ ساتھ اپنے تیغ و سپاہ
تو کیا اضطراب اسقدر اے پسر
میسر ہوا باب شاہی تجھے
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
زر و تاج داورنگ سب چھین لون
کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو ای جوان
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
کہ کیا اُسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہ بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بدروزگار
بہت مردم آزاری اُسنے جو کی
کرے آکے ضحاک کا سر جدا
کہین ایکدن ظالم کینہ جو
دل اُسکی طرف سے جو ہی دردمند
خبر مجھکو پہونچی ہی اگر یہان
خردمند مثل بزرگان ہی وہ

فریدون کیجانب سے لیل و نہار
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
طلب کر بزرگان اقلیم کو
شب و روز رہتا ہی بیم و گزند
کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
دلاور بسان دلیران ہی وہ

رکھے دلمین تھا بیم و خوف و ہراس
یہ اُنکی شب و روز تھی آرزو
تلاش فریدون سے تھا اُنکو کام
یہ بولا مراد شمن جان و مال
مجھے یاد ہی قول مردان پیر
اگرچہ ابھی سال مین خرد ہی
یہ ہی عزم میرا کہ ای مردمان

بجا تھے نہ کچھ اُسکے ہوش و حواس
کہ یارب فریدون شہ نامجو
غرض منتظر وقت کے تھے مدام
جہا نمین ہی اک کودک خردسال
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
ولیکن دلیری مین اک گرد ہی
پری یو مردم سے فوج گران

کوئی آئے درپیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نژاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہی یہ غضب
کہا ایک نے ہی یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
گئے بس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اُسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہی یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منھ پہ اُسنے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر یان سے کشتی جو وانکی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان اک بنایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلا
کیا گرز سے دو ہین انکو ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہی تخت
بصد فرخی پھر فرشتہ نامور
کہ ضحاک بیدادگر ہی کہان
اُدھر سے گیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
بتان پری چہرہ و سیم بر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو بیکر کی صحبت مین تھے

یہ افسون تو پڑھا دہان بیگمان
ہوا دلین اپنے وہین شاد شاد
ظہور اُسکی تھا دولت و جاہ کا
جو ہون اُسکے محکوم ہم رنج و درد
ہلاک فریدون ہی امر محال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اُکھاڑا وہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بداندیش حیران رہے دیکھکر
بلا کسطرح یا نسے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف الٰہ
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
گئے بحر زخار سے سب اُتر
کیا تھا بلند اُسکو ناپاک نے
بلا ہائے دشوار تھین جہان
سیہ دیو اور اژدہائے عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہی کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خزانے کے پاسبان
نہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
بسوئے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون خشم گستر کے
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائے آسان مشکل تمام
خوشی سے اُسے اور قوت ہوئی
بڑے بھائی دونون تھے جو کینہ ور
فریدونکو بس قتل اب کیجیے
دیا دوسرے نے یہ اُسکو جواب
کہین ایک دن با دل پر صفا
سر کوہ سے اُسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ مکر سے پھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا دہان
بصد فرخی پھر شہ نامور
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
کیا وہ وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آئے تھا
گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اسم پڑھا
دہان ایک اورنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی
پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سو ہی بندہ و زشت خو
درون طلسم اُسکا ہی مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا
اُٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب
اُدھر اُس سیہ رو کا تھا ہم پہ

بن آدین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدونکو ہمت ہوئی
حسد سے گئے یہ حشم دیکھکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و فغان ہوئے
تو ضایع فریدون بھی ہوتا ابھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدونکو کاوہ وہان لے گیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا سوئے بیت المقدس روان
فلک بھی اُسے دیکھ شرمائے تھا
دلیری کو جسکی نہ پہونچے تھا شیر
کہ عاجز ہوے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
وہ ہے اب فریدون غازی کا ہی
اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا
فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکھا ہی یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آنکے تونے ہمکو رہا
کہین کیا وہ اے شاہ عالیجاہ
اودھر اژدہائے سیہ کار اُس

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
علم پر جو تھا چرم آہنگران
وہ یکدست تھا سرخ و زرد و بنفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیان نے بصد فرخی
گیا پاس انکے یہ اُسنے کہا
وہ جاہ و حشم دیکھ شادان ہوئی
کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
پھر آہنگر اُس شاہ نے کر طلب
اُترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان
وہ پہونچے کہیں اُسجگہ ایکبار
فریدون کو الہام اُسدم ہوا
پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان

سپاہ فراوان و تاج و علم
کیا زیر دیبائے رومی نہان
رکھا نام پھر کاویانی درفش
تو پہلے منگا چرم آہنگران
یہ رسم درہ نیک جاری رکھی
کر رکھتا ہو نین قصد ایران کا
دلیکن جدائی سے گریان ہوئی
نگہدار رہنا تو شام و سحر
ولیکن وہ تھے کینہ در شل گرگ
کیا حکم اسطرح اُسکو کہ اب
سحرگاہ ہوتا تھا والسے وان
کہ ایزد پرستو نکے تھے وان مزار
فریدون کا دل جس سے خرم ہوا
کہ رکھتا تھا وہ صورت رستان

ہوا خوش فریدون فرخ سیر
بنی پیکر گوہرین اُسپہ ایک
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی
بناکر علم اُسکو پر زر کرے
کیا پھر فریدون نے یہ عزم جزم
دعا کر تو اے مادر مہربان
دعا دیکے پھر رخصت اُسکو کیا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
فریدون نے ساتھ اپنے انکو لیا
بنادے تو اک گرزہ گاو سر
اسیطرح ہر روز تھے رہ نورد
رہا شاہ تنہا وہان وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
فریدونکو سکھلائی فسونگری

کیا تاج شاہنشہی زیب سر
بہت نادر و نغز و دلچسپ و نیک
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
مزین بدیبا و گوہر کرے
کہ ضحاک سے کھینچا اب جلکے رزم
کہ ہون مین ظفر یاب جا کر وہان
اور اُسدم خدا سے یہ کی التجا
چلا لاؤ لشکر کو لے ہمرکاب
وفور عنایت سے شادان کیا
مرتب کیا اُسنے لب رود تر
سر چرخ پہونچی تھی لشکر کی گرد
اور امداد کی اُسنے وانسے طلب
یہ افسون بتاتے ہین سو یاد رکھ
یہ بولا کہ اے لائق سروری



فریدون شہ نامور تھا جہان
کہ اُسکے ستم سے وہ برخش تھے سب
دلیران و مردان و برنا و پیر
وہ لشکر جو یون ہو گیا بر خلاف
کیا مشورہ دلین پھر یہ وہین
ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
بلندی سے بدخواہ آیا فرود
وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
ملا دیجیے اسکو تہ خون و خاک
اُسے قید کر کوہ کے درمیان
کہین کوہ تھا ایک ناوند نام
بشاہی اُسے سال گذرے ہزار
کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
کیا شاہ نے انپہ لطف و کرم
نوازشگری شہ نے کی اختیار
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک

وہان شاہ ضحاک آیا دوان
طلبگار عہد فریدون تھے سب
کہ تھے پہلوانی مین وہ منتظر
تو بیداد گر دلین سمجھا یہ صاف
کہ تنہا مسلح ہون اب بہتر ہین
ہوا غرق آہن مین سرتا بپا
چڑھا وہ سر بام کاخ برین
دل اُسکا ہوا گرم ہت و غضب
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو دو
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
رہے یہ گرفتار بند گران
وہان غار تھا اژدہے تھے تمام
ہو بعد اُسکے گرفتار و خوار
ہمیشہ نکونام ہے برقرار
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب
حضور شہ عادل و داد گر
فزونتر کیا اُنکا جاہ و حشم
کیا عدل اور داد لیل و نہار
تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک
تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک

وے فوج بیدل تھی ضحاک سے
سنا فوج نے جب فریدونکا نام
فریدون سے آکر ہوئے سب رفیق
کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی
سوئے خوابگاہ فریدون چلا دان
یہ اُسدم بنی صورت نابکار
جو دیکھا تو ایوا نہین سرنواز
شتابی سے ایوانین ڈالی کمند
اُٹھا لیکے وہ گرز گاو سر
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا
کیا بند لیجا کے ضحاک کو
یہ دنیا کہ ہر چند ہے بے ثبات
فریدون مین تھی یہ صفت سربسر
تو سب نامداران و گردان شہر
کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر
سر تخت ایران و توران و چین
کشادہ کیا وان در گنج و زر
جو کار فریدون کرے بیگمان
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان

نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
دل اُنکا ہوا خرم و شادکام
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
نہین چاہتا میری شاہی کوئی
وہان جاکے بس قتل اُسکو کرون
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
فریدونسے ہی شوق مین گرم نام
کہ وان جاکے پہونچائے شہ کو گزند
مقابل ہوا اُسکے وہ آن کر
کہ اک ضرب ور اُسکے سر پر لگا
کہ باقی ہے اُسکی ابھی زندگی
تو ضحاک کو قید وہین کیا
رکھا سرنگون اُسی ناپاک کو
ولیکن جہانین ہے بہتر یہ بات
کیا جز نکوئی نہ کار دگر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین
رعیت نوازی پہ باندھی کمر
فریدون ہی ہے تہ آسمان
فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
ہوئے جب جوان بادشہزادگان
تو اُنکو وہان کتخدا کیجیے
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
بہت ملک مین گشت اُسنے کیا
رکھے تین دختر ہے شاہ یمن

کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئی یون تمنائے شاہ جہان
نہ تاخیر کو راہ ٹک دیجیے
جو بہر مدعا اُس کی کر جستجو
دلے جبکہ شہر یمن مین گیا
پری چہرہ و مہوش و سیم تن

ملکزادہ ایرج دلے خرد تھا
سر دختر جہان ایک دُر سے ہون
کوئی مرد دانا تھا صندل بنام
اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو لوگونسے دانکے ہوا یہ عیان
سپہدار کا وانکے تھا مہر و نام

خردمند دانشور و خوش لقا
فزون حسن مین ماہ نو سے ہون
طلب کرکے اُسکو شہ ذوالکرام
تو رخصت جو دانسے وہ راہی ہوا
کہ حسب تمنائے شاہ جہان
گیا وان رسول مبارک پیام

ہوا ہمیشہ یار رہے خدا مہربان
کہ بھیجا بجاہ وحشم تجھکو یان

بھرے دن ہوا ہے مددگار بخت
کہ آیا تو اے وارث تاج وتخت

یہی اپنے دلکی ہے آرزو
کہ جبتک جہان ہے جہانبین ہے تو

یہ پوچھا فریدون نے اے دربا
سوئے ہند ضحاک اب کیون گیا

وہ بولی کہ تجھسے تھا اُسکو خطر
تجسس کو تیری گیا ہے اُدھر

کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو
سوا اسکے یہ ہے اُسے آرزو

کہ ہندوستان کو مسخر کرے
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے

بہم وان سے پہونچا ہے اک سحر کا
فسون سیاہ زو جادوگر ہوشیار

تجھے جسکے جادو سے پہونچے گزند
وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند

دلے چاہتا ہے یہ عالم تمام
دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح وشام

کہ بدخواہ ترا سدا خوار ہو
تو دائم جہانبین جہاندار ہو

رہے تیرے اقبال دولت قرین
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
نصیب شہنشاہ گیتی پناہ

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش افلاک تخت
کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت

شبستان ہوا غیرت صد چمن
ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران
بہم بزمی خسرو کامران

کیا شاہ نے ملک تسخیر تب
ہوا کامیاب نشاط طرب

ہوا رونق افزاے تخت کیان
فروزندہ خورشید بخت کیان

جو تھا کندرو نام اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر
وہان جاکے اُسنے کہی یہ خبر

کہ تھا یہ تن گرد گردن بلند
جوان و دلیر وقوی ارجمند

کسی سمت سے لاکے فوج گران
سو شہر بغداد آئے دوان

بزرگ امین دوہی دراک خرد
دلاور ہے پر زور ہے گرد ہے

نمایان ہے چہرے سے فرکیان
خداوند دولت ہے وہ نوجوان

وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا
سپہدار و ممتاز و فرمانبردا

رکھے ہے وہ پاس اپنے گرز گران
جوانمرد ہے جنگجو پہلوان

بجاہ وحشم اُسنے وان آنکر
وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر

ترے دیو گردان جنگ آزما
جو وان تھے انھین قتل سبکو کیا

کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت
ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت

ہوا تیرے داخل شبستان مین
تصرف کیا تیرے ایوان مین

ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر
کہ پہونچا فریدون یہان آنکر

ولے اُسنے پنہان کیا راز کو
کہ تاکوئی لشکر مین بیدل نہو

کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا
جو رخ اُسنے سوئے شبستان کیا

نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
رہا جلسے سے شاد لیل و نہار

یہ گفتار سن اور کھا پیچ وتاب
دیا کندرو نے یہ اُسکو جواب

کہ اب سچ کچھ تو سمجھا چاہیئے
اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے

رکھے جو کوئی گرزہ گاو سر
شبستان مین شوخی کرے آنکر

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے

کہ یون خواہران جہاندار جم
رہین بیحجابانہ اُس سے بہم

ادھر ہمکنار اُس سے ہو شہرناز
اُدھر اُسکے پہلو مین ہو ارنواز

پھرا شہر مین اُسکا لشکر تمام
ہوے آدمی اُسکے جاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے

ہوا کندرو پر بہت خشمگین
لگا کہنے یون اُس سے از رہ کین

تری بات کا کچھ نہین اعتبار
ذرا بھی نہین راستی زینہار

ترا خوف سے دل پریشان ہوا
تو مارے خطر کے گریزان ہوا

نہ اب ناظم شہر تجکو کرون
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون

اُسے کندرو نے یہ پاسخ دیا
کہ مجھکو ہے اب یہ گمان خسروا

تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے
نہو کامران افسر و تخت سے

بھلا شہریاری نہو جب تجھے
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر

سنی جبکہ گفتار بات موحش
تو آیا ستمگار کے دل مین جوش

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین
کہ گردان رکھین اب اپنے زین

غرض کرکے طیار لشکر تمام
روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید | کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
کہ دے گا اسے ایک فرخ پسر | کرے بدسگالان سے خون پدر
وہ تھی حسن میں ایک ماہ تمام | فریدون نے رکھا منوچہر نام
جوان دلاور رشک ایک تھا | اسے ساتھ اسکے کیا کتخدا
ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر | تو اس سے تولد ہوا اک پسر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی | سر نو سے زندگانی ہوئی
کہ جب تک فلک پر مہ و مہر ہو | الٰہی جہان میں منوچہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب | ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب
کہا یوں نظر کر کے سوئے سپاہ | تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
در گنج شاہی کشادہ کیے | سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
منوچہر سے مردان سپاہ | گذارش کرتے تھے شام و پگاہ
جو پہنچی خبر سلم اور تور کو | منوچہر ہے مرد پیکار جو
فریدون پہ رکھتا ہے اب عزم جزم | کہ بھیجے اسے اس طرف بہر رزم
کیا مشورہ یوں کہ گنج و گہر | روانہ کیجے اب سوئے پدر
عوض خون ایرج کے دیتے ہیں ہم | اسے گوہر و گنج و تاج و علم
حضور فریدون وہ پیغامبر | جو پہنچا تو رکھ کر وہ سر خاک پر
کہا ہے جاودان عالم افروز تو | ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار | سر پیشکش تاج گوہر نگار
وہ پیلان مجھول سیم و زر | حضور جہاندار گذران کر
کیا ہم کو گمراہ شیطان نے آہ | جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ
اگرچہ ہیں ہم تو سراپا خطا | ولے تو خطابخش ہے خسروا
تمنا یہی ہے اپنی شام و سحر | سو خاور آوے منوچہر گر
رکھیں اسکے تارک پہ سیم و زر | کریں پیشکش اسکے گنج و گہر
بلایا منوچہر کو تب وہیں | بٹھایا سر کرسی گوہرین
نظر کرکے گنبد نیلگون | ہوئے تیرے بدخواہ یکسر زبون
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب | کہ جا بد دو ناپاک سے کہہ شتاب
اگر تم نے اب بیگناہ و خطا | کیا قصد خون منوچہر کا
وہ سام نریمان وہ قارن دلیر | وہ کاوہ کہ ہے جنگ جو مثل شیر
یہ مردان جنگ آور و پہلوان | منوچہر کے ساتھ ہونگے روان

پدر سنکر بہت خوش ہوا شہریار | کہا یوں کہ اب ہوں میں امیدوار
کہ جب سنکے تو بیٹے وہان | تو پیدا ہوئی دختر دلستان
کیا پرورش ناز و نعمت کیساتھ | رکھا ہمقرین اسکو دولت کیساتھ
فریدون کے تھا نسل سے وہ جوان | ہنرمند دانشور و پہلوان
ملکزادہ ایرج کے ہمشکل تھا | منوچہر نام اسکا شہ نے رکھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار | دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
رہے اسکا اقبال دائم بلند | نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند
سکھائے سب آئین رسم شہی | پھر اسکے رکھا سر پہ تاج مہی
منوچہر کی تم اطاعت کرو | دل و جان سے تم اسکی خدمت کرو
ہوا ہم ہوا شکر بے شمار | دلیران جنگی و مردان کار
کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے | شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر | حضور اسکے روباہ سے کم ہے شیر
یہ سنکر بہت دل میں سہمے ہراس | پریشان ہوئے اسکے ہوش و حواس
منوچہر کو اب طلب کیجیے یہان | یہ لکھیے کہ اے بادشاہ جہان
غرض با زر و گنج بھیجا رسول | کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی | کہ اے مہر رخشندہ سروری
وہ تحفے جو لایا تھا ہمراہ سب | رکھے شہ کے آگے زروئے طرب
وہ دیبائے رومی و خز و حریر | وہ زرین طبقہائے مشک و عبیر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام | کہ بندے ہیں ہم اے شہ نیکنام
خجالت زدہ ہم ہیں تقصیر سے | ولیکن ہیں ناچار تقدیر سے
ہماری یہ تقصیر ہووے معاف | کہ کینہ سے اپنے سینہ کو صاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان | ہم اسکی کریں چاکری جاودان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام | سنا اور یوں سرکشوں کا پیام
کہا یوں کہ ہے یہ فرخندہ فال | سمجھے ہے سعید اور مبارک فال
پھر آیا وہ شہ سوئے پیغامبر | ہوا خندہ زن اسکی گفتار پر
ہوئے گر منوچہر پر مہربان | تن ایرج نامور ہے کہان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ | سو خاور آئیگا لیکر سپاہ
وہ گر شاہ ... ہے شیر نر | کہ ہے پہلوانی میں ...
تجھے زشت دیتے ہو تم کیا فریب | یہ بدکاری ہے سب تمہارا فریب

وہ توران میں آکر فراہم ہوئے | پئے قتل ایرج وہ باہم ہوئے
خبر انکو پہونچی تو تھے ہیں وہاں | کہ بے فوج آتا ہے ایرج یہاں

فریدون نے نامہ بھی ہمراہ لکھا | یہ سن کر وہ دونوں گئے پیشوا
خوشی سے جہاں انکی تھی بارگاہ | اسے لیگئے واں وہ با عز و جاہ

ملک زادہ ایرج تھا فرخندہ خو | خردمند و خوش منظر و خوبرو
اگر اب جو پایا ہوا یہ فساد | تو آسے پھر اس بات پر بدنہاد

کہ ہو جب خط کشتہ وہ نامدار | سو خفا نہ جابر نہ ہو زینہار
سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ | نہ پایا طرف اپنے میل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا | کہ ایرج سے وابستہ لشکر ہوا
یہیں قصد تھا ملک ایران کا | دل اب ہے اندیشہ توران کا

ہو قتل ایرج کا اب ناگزیر | دگر نہ ہم اپنے رہے تاج و سریر
پھری آہ ان سے تو تور نے | رکھا خون روا اسکا مغرور نے

کیا دوسرے دن جو آنکے حضور | تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
کہے بے ادب ہم سے بہتر ہو تو | نہ ہرگز سزاوار افسر ہو تو

ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ | ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
شب و روز یاں ہم تو کھینچیں تب رنج | رہے تو وہاں شاد با تاج و گنج

یہ باتیں سنیں تو کہا اسنے یہیں | تو ایرج نے پاسخ دیا پھر یہ تند
کہ اے بادشاہ جہانگیر گرد | بزرگ آپ ہیں اس طرح میں ہوں خرد

مجھے چاہیے بخت نے دکلاہ | نہ گنج اور نہ خسرو نہ فوج و سپاہ
تمہیں مجھ سے لازم نہیں تھا عتاب | کہ ہوں بندہ شاہ عالیجناب

یہ لڑتا تھا عجز اور گفتار نرم | دیے تیر ہوتا تھا وہ تند و گرم
نہ گفتار ایرج کی بھائی اسے | نہ الفت برادر کی آئی اسے

سر کرسی زر وہ تھا جو گھرا | دہان سے وہ کیا رنج اس پر غضب
وہ کرسی زر ازرہ خشم و کین | اٹھا تب وہ ایرج کے ... ہی ہے

پھر اسکے ہاتھ دست بازو | نہ ڈر برادر بس آیا ستم
... کرکے تب زاری انکسار | لگا کہنے ایرج کہ سن نامدار

نہ کر قتل مجکو خدا سے تو ڈر | نہ ڈر ہاتھ سے پاس شرم پدر
یقین جان یہ تو کہ انجام کار | تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نہ رکھ ہاتھ خون برادر روا | مری جان پر رحم کر خیر ہوا
نہیں کچھ مجھے خواہش سروری | کروں رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند پر | نہ آیا سر رحم بیداد گر
وہیں کھینچکر خنجر آبگون | لیا اسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور کرکے تن سے جدا | حضور فریدون روانہ کیا
لکھا یون کہ تو نے جسے اے پدر | دیا تاج و زر تھا یہ اسکا ہے سر

تو رکھا اسکے اب سر پہ تاج ہی | بٹھا اسکو بالائے تخت شہی
فریدون یہ کھینچے تھا وان انتظار | کہ آوے یہیں ایرج نامدار

کراتھے میں نالہ کنان وہاں | لیے اسکا تابوت دو تین جوان
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر | وہ پیچیدہ تھا پرنیان میں جو سر

فریدون اسے دیکھ گریان ہوا | وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب | وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

وہیں توڑ ڈالے وہ کوس و علم | فغان اور نالہ تھا وان دمبدم
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان | سر اسکا کیا دفن لیکر وہاں

اکھاڑے نہالان گلشن تمام | جلائے گل و سرو و سوسن تمام
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار | کہ افسوس اے گردش روزگار

ہوا کشتہ یوں ایرج نازنین | کہ سر ہے کہیں اور تن ہے کہیں
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار | ترے فضل سے ہوں یہ امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور | پئے رزم کین جست باندھے کمر
کہاں تک کروں درد و غم کا بیاں | سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن زوجۂ ایرج وکتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان میں ایرج کے تا وہ جہان | گیا ایک دن تو یہ پوچھا وہان
کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار | شتابی سے مجھکو کرو آشکار

سواران رومی و ترکان چین — نبرد آزمایان توران زمین
روانہ سوئے اقلیم ایران ہوئے — سپہ کینہ خواہی شتابان ہوئے
فریدون کو پہونچی یہ جس دم خبر — کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر
بلا نامداروں سے تب یون کہا — کہ اے شیر مردان جنگ آزما
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر — کہ تا آوین اب اور بھی بیشتر
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور — قریب آ گئے بس نہین کچھ بھی دور
منوچہر نے یون گذارش کیا — کہ اے شہ جہاندار کشور کشا
نہین مجھ کو زنہار تاب درنگ — اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
کیا اس طرف سلم نے پھر روان — منوچہر کو با سپاہ گران
زرہ پوش مردان شمشیر زن — جوانان جنگ آور و صف شکن
لیے سر بسر گرز و تیغ و سنان — نہ پروائے سر نہ ذرا فکر جان
یہان فوج کا کیجئے کیا شمار — سواران جنگی تھے شش صد ہزار
صف جنگ آراستہ جب ہوئی — رہ صلح مسدود پھر تب ہوئی
وہ آگے ہوا کاویانی درفش — کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
سو رایت گرد دلاور قباد — سوئے چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد
وہ سام نریمان وہ قارن دلیر — کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
بجائے تعین تھی قائم سپاہ — منوچہر تھا زینت قلب گاہ
ادھر سے تھے وہ دونون گردنکشان — سوئے رزم لائے سپاہ گران
گیا بڑھ کے آگے دلاور قباد — وہین دونون آئے دوان شاد شاد
قباد دلاور سے کہنے لگے — ذرا جا کے کہہ تو منوچہر سے
کہ اے بے پدر خرد کہہ تو مجھے — بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد — تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب — کہ پہونچاؤن پیغام تیرا شتاب
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام — کہ دونون کو نفرین کرین خاص و عام
تمھاری وہ مجلس مین لایا پناہ — کیا غرق خون تم نے ایرج کو آہ
یقین جانیو تم کہ زیر فلک — رہے تم پہ لعنت قیامت تلک
یہ شکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا — خجل ہو کے میدان سے پھر گیا
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد — حضور منوچہر فرخ نہاد
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا — منوچہر سن کے یہ باتین ہنسا
یہ کہنے لگا پھر وہ ہنگام جنگ — عیان ہون نژاد و گہر بے درنگ
کرون قتل مین سلم اور تور کو — کرون غرق خون ہر دو مقہور کو
جواب پھر گیا تور میدان سے — امان اُسنے پائی ذرا جان سے
رکھین جنگ کو آج موقوف ہم — کرین حشر برپا یہان صبحدم
پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ — گیا بس وہین سوئے آرامگاہ
ہو خیمہ زن دشت مین وقت شب — بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ — دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
سواران جنگی و مردان کار — ہوئے آکے صف زن یمین و یسار
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ — ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ
ہوا گرم بازار کین و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جوانون کا سر اور گرز گران — دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ — وہان کام سب کو تھا با گرز و تیغ
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار — زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار
ولیکن بتائید لطف اِلٰہ — منوچہر کی غالب آئی سپاہ
ہوئے تور اور سلم پس دردمند — کہ آیا نظر اُن کو اپنا گزند
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم — کہ غالب رہی آج فوج غنیم
مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی — سو اس واسطے مصلحت ہے یہی
منوچہر پر آج شبخون کرین — تبہ اُسکو ہم زیر گردون کرین
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر — کہ وہ بد نہادان بیداد گر
شبخون کا رکھتے ہین وہ عزم جزم — کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین تم
وہین کر کے قارن کو شہ نے طلب — کہا ہو خبردار لشکر سے اب
غرض سو تہیہ کر لشکر — کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
سواران جنگ آزما سی ہزار — لیے ساتھ اپنے پئے کارزار
گئی نصف سے رات جس دم گذر — جہان تیرہ بس ہو گیا سربسر
روانہ ہوا تور نخوت شعار — سواران جنگی لیے سو ہزار
بعزم شبخون وہ آیا جدھر — خبردار پائی سپہ سربسر
بنا چار رجا ہا کہ پھر جائیے — طرف اپنے لشکر کے پھر آئیے
ولیکن نہ زنہار پایا گذار — ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوئی وقت شمشیرزنی وہان — ہوئے غرق خون پھر ہزارون جوان

یہان خواہش زر نہین زنہار | نہین چاہیے گوہر شاہوار
تو سب پھیر لیجا یہ گنج اے رسول | کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہی قبول
کیا غدر جو نابکارون نے اب | نہین ہی بجا یعنی بیجا ہے سب
ستم سا تھا ایرج سے جو کچھ کیا | سو اسکا مکافات دیگا خدا
گیا ہن جہان سے وہ ایرج اگر | تو پیدا ہوا اور اک نامور
گر ایرج نہین تو منوچہر ہی | فروزندہ مثل مہ و مہر ہی
دلیر و قوی جان ہنر بر دمان | نبرد آزما مثل شیر ژیان
کمر چست باندھے پے کارزار | نچھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
یہ پیغامبر نے جواب پیام | سنا جب تو ہوش اڑ گئے بس تمام
ذرا ایک دن پھر نہ ٹھہرا وہان | ہوا بس ہن سعی سے خاور روان
غرض تیز رو مثل باد صبا | جہان سلم اور تور تھے وان گیا
وہ پاسخ جو تھا اسکا جون زہر | کیا سلم اور تور سے آشکار
کہا پھر کہ مین نے منوچہر کو | جو دیکھا تو ہی مرد پیکار جو
جوان مرد و شیر افگن و پیلتن | یل نوجوان گرد شمشیر زن
او اسکے جو لشکر مین ہین پہلوان | قوی زور مین مثل پیل دمان
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے | طلبگار پیکار و بیدرد ہے
وہ دونون جفاکار بیداد گر | بڑے سن کے پاسخ بہت پر خطر
پھر آراستہ ایک کی انجمن | پے کینہ خواہی ہوئے رائے زن
یہ بولے تہی تیغ فرزند تنگ | کہ سم کرتے پہلے کرین قصد جنگ
مبادا منوچہر ہووے دلیر | شتابی ادھر آوے مانند شیر
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ | چلین ہم سو سوے منوچہر شاہ
کرین حملے اسپر نہین ہم سے جنگ | نہین خوب اس بات مین اب درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم | کہ چل کر منوچہر سے کیجیے رزم
فراہم کیا لشکر بے شمار | یلان تنومند جنگی سوار

یہ کہنے لگی تجھ کو اے نامور
وہیں سام نے آکے دیکھا اسے
یہ کہتے تھے وان مرد ہاں خاص و عام
یہ سن کر ہوا سام بیحد شرمگین
مکان ان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اسے
نہ سیمرغ کو صرف آفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقاً ادھر
یہاں سام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار [illegible] ہوا [illegible]
خوشی سے [illegible] خبر لے لیے
کہا ایک [illegible]
[illegible]
نظر [illegible]
ہوا صبحدم سام [illegible] روان
الٰہی [illegible] رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

خدا نے دیا بچہ اک [illegible]
ہوا خوف و اندیشہ پیدا [illegible]
کہ یہ طفل [illegible] میں نور سام
اٹھا لے گیا زال کو [illegible]
یکایک وہ سیمرغ [illegible]
اٹھا آشیانے میں لایا اسے
کہ بچوں کو بھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
تو پھر دیکھیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
تو کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تو دیکھا [illegible] سام گریہ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ رہتے تھے باہم [illegible]
[illegible]
[illegible]
ہوئی [illegible] اتفاقاً وہ پھر [illegible]
[illegible] اک خواب دیکھا [illegible]
[illegible] آنکھوں سے فرزند [illegible]
[illegible]
[illegible]
خدا سے [illegible]
[illegible]
[illegible] سیمرغ آیا وہیں پیش سام

[illegible]
تعجب [illegible]
نہ خلقت [illegible]
تبستان سے [illegible] نکالا اسے
[illegible] سر خاک [illegible]
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
[illegible]
جہاں میں [illegible] وہ آباد ہی
[illegible] آنکھوں کا نور
نظر آئے دو مرد فرخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] زاری [illegible]
ہوا [illegible] لطف خدا
[illegible] قصہ خواب [illegible] تمام

پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہاں تور [illegible] حصار [illegible]
[illegible]
ہوا شاہ جب طور پر فتحیاب
کیا [illegible] گرد میان حصار
نگہبان [illegible] کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہوئی [illegible] فوج گرد حصار
منوچہر نے [illegible] پیام
[illegible]
[illegible]
منوچہر شاہ ولایت ستان
شہر روم و خاور [illegible] کشتہ جب
کیا عرض مت کھینچیے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
[illegible] لطف و خوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی [illegible]
پیادہ ہوا ان منوچہر [illegible]
بٹھایا منوچہر کو تخت پر
جہان سے ہوئیں [illegible]
پھر آخر فریدون جہان سے گیا
ہوا پھر بہ فضل خدائے کریم
کیا سام کو اپنا مختار کار
[illegible] تھے [illegible] تمام [illegible]
جہان میں تو فرزند ہو [illegible]

کمینگاہ و دست تب [illegible]
دلیرانہ ہو جا [illegible]
[illegible] سر [illegible] سے
[illegible] تا [illegible]
ہوا [illegible] قصد [illegible]
دلیر [illegible]
کہ [illegible] منوچہر کے آن [illegible]
ہوا [illegible]
[illegible]
[illegible] قلعہ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
ہوا لشکر [illegible]
[illegible]
کہ مشمول لطف و عنایت ہوا
عنایات شاہانہ [illegible]
ہو [illegible]
کیا پھر [illegible]
[illegible]
[illegible] دم [illegible]
وہ سرو سہی گلستان [illegible]
منوچہر بھی بادشاہ عظیم
[illegible] کار [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] سے [illegible]
[illegible] پشت [illegible]
[illegible] تیغ سے کر کے سر [illegible]
[illegible] نے سلم نے تاب جنگ
منوچہر بھی سوئے [illegible]
[illegible]
منوچہر نے کھینچی [illegible] تیغ
[illegible] سے
[illegible]
[illegible] سلم مدت تلک قلعہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
غرض [illegible] فوج [illegible]
[illegible]
[illegible] نزدیک [illegible]
جب آئے [illegible] شاہی [illegible]
کہ [illegible] سام و نریمان [illegible]
بہت [illegible] منوچہر کو
فریدون [illegible]
بسان فریدون کیا عدل و داد
سپاہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

لیے قتل آ کر بہت اپنے خواہ
تو قارن سے اُسکے ہوئی جان دور
حضور فریدون روانہ کیا
گریزاں وہاں سے ہوا بیدرنگ
گیا لے کے فوج اور رکھی وہیں
منوچہر سے وہ مقابل ہوا
نکالی [illegible] پر سب بے دریغ
سر [illegible] زمین [illegible]
[illegible] قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ [illegible] بلند
[illegible]
[illegible] فتحیاب
دلیرانہ آ [illegible] کارزار
قارن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا [illegible] پیمان عہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا
فریدون [illegible]
فریدون نے [illegible] شاہ [illegible]
[illegible] سپہر [illegible] کو سونپا تجھے
[illegible] قائم جہاں میں تو ہو
[illegible] نام [illegible]
رکھا [illegible]
ہوئے سب ثناخوان شاہ جہان
کہ [illegible] جا کری [illegible]
کہ [illegible] بھی ہو جوان

[illegible] سام [illegible] زال [illegible] در سیستان

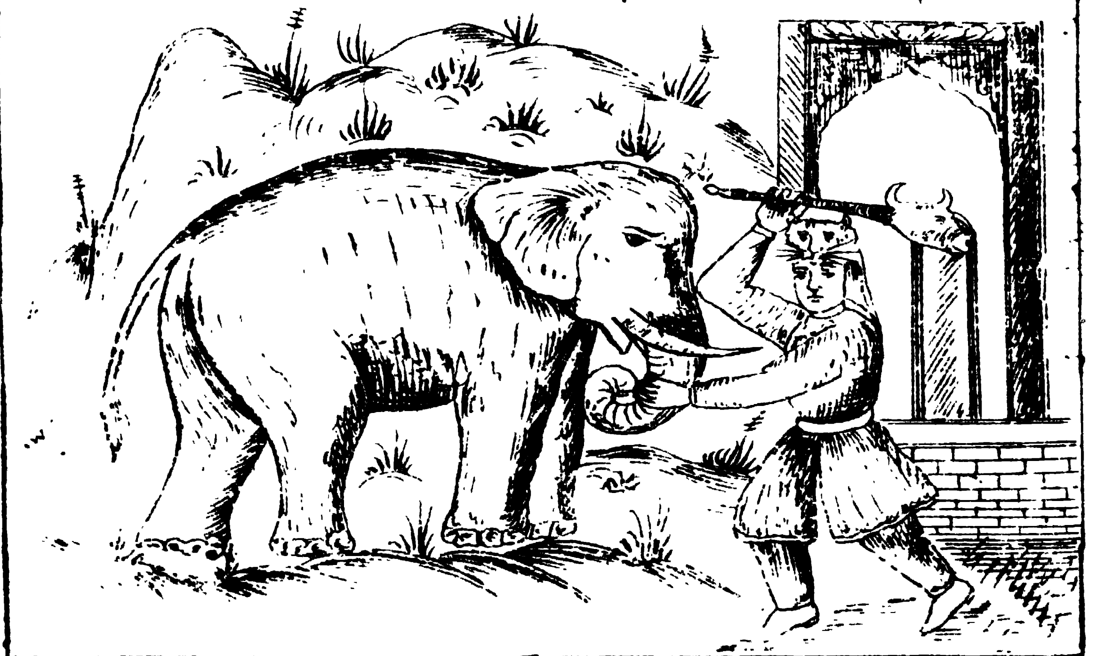
[illegible] دایہ یہ دیکھ کر پیش سام

یہ سُنکر دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی لی اُسنے پھر دو مین راہ
پھر اُسجا سے کر پہلو اُسکا تو چاک
غرض زال نے پھر پلا کر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
مبادا الہ رودابہ ضعف بیخواب
وہ کودک تھا صورت مین ہمشکل سام
سو پیکر رستم شیرخوار
تحائف بہت زال نے بعد ازان
یہ سُنکر وہ مسرور و شادان ہوا
وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر
طعام اُسکے آنے لگا جب پسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار
کر اِس طرح کودک یہ ہی زورمند
سوِ کرگساران و مازندران
یکایک دل سام آیا ادھر

کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیا
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
کیا مست دایہ کو بس شتاب
جسے دیکھ حیران رہے مرد و زن
کیا مطمئن زال نے اُسکو تب
رکھا رستم اختر شناسون نے نام
نگہ کرکے بولا وہ سام سوار
خوشی سے گئے سوئے کابل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
لگے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگین گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
نہ دیکھا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان فرمانروائے جہان
کہ دیکھے رخ رستم نامور

وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان
کہا زال سے پھر کہ اب دختر
لگا اُسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوے زن اسطرح
پہن ایک رخ دایہ کی تامشین
لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے کھینچ کر
بعینہ مری شکل ہی یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
بجالا کے شکر خدائے کریم
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھا جاتے تھا گوشت اُنکا تمام
لیا ہاتھ مین لینے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام جنگی سوار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان

رہے جان کی خیر اے مہربان
پلا دارو زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل الہ
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح
روان اشک کرنے لگی پھر وہین
ہوئی تندرست اُس سے وہ رشک ماہ
شتابی سے بھیجی حضور پدر
بجا ہے جو کہیئے اُسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نامجو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اُسکو دیتے بزرگا و کا
تعجب مین تھے مردم خاص و عام
رہے لوگ حیران اُسے دیکھ کر
تنومندتر سام سے ہو دیگا
لڑائی تھی دیوون سے لیل و نہار
روانہ ہوا سوئے زابلستان



یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجیے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچو نہین وان اگر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غریبونکا بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو
طلب کر کے انجم شناسونکو وان
سوے گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اُسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل مین پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
یہ کہہ کر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تھا
اور اُس دلستان کا تھا رودابہ نام
تو مہراب نے پھر بلطف و صفا
رکا جائے تھا دمبدم اسکا دم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کرے جسکی ہیبت سے قالب تہی

کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اُسنے باصد طرب
یہ ہے لائق تاج و اورنگ و زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سربسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اے پسر
تلافی مری تاکہ ہو جرم کا
کہ لے آ اُنھین جا کے تو بیشتا
گیا لے کے سام یل نامجو
کیا حکم پھر یون کہ اے نجم دان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہوے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
کہ اے پور دانا و فرخندہ خو
سو کشور گرگساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال سے دخت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
ہنر بر دوان پیل و دیو بھی

بہت عاجزی سام نے اُس سے کی
پھر اوان سے سیمرغ لے زال کو
ہوا پھر یل سام خرم وہین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
بھری ہے مرے دل مین الفت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے وان سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لے گیا آنکر
منوچہر شاہ ستودہ سیر
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشہ نے اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بیشمار
حضور جہاندار سے سام و زال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتاؤ اُسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اُسے آرزوے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ چیرو گے پہلوے زن جب تلک

گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
لیے آیا حضور یل نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون اے شہ طائران
بہت دل مین اپنے تھے وہ شادکام
کہ تجکو رکھون جاودان با وفا
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
بہت خوش ہوا زال کو دیکھکر
حقیقت گذارش کرو مل کے سب
جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
مرخص ہوے ہو کے شادان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہ اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سوے گرگساران مرا اب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر سے بے عروس
خردمند دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک

یہ سنکر وہین رستم نامدار   روانہ ہوا جانب کوہسار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند   مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب   کمک کو نبیرہ کی پہونچا شتاب
سپاہ اور راہ تک ان مقام   رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام
کیا اُسنے رستم کو رخصت اُدھر   اور اُس سے کہا یون کہ اے نامور
تو چارہ گری کر اسکے کچھ یہان   یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کئی اونٹ محمول بار نمک   کہ درکار تھے دژ مین لیے بے شبہ و شک
لیے باندھ بار نمک مین سلاح   کہ یہ بات تھی وان قرین صلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک   وہ بولا کہ لاؤ اُسے یان تلک
تو ہر گوشہ سے آئے برنا دلیر   ہوا گرد انبوہ اُنکے کثیر
عقب اُسکے سب پہلوان دلیر   خروشندہ مانند غران شیر
مقابل ہوا کوتوال حصار   ہوئی گرم وان اُسنے بس کارزار
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ   گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
عجب طرح ذر تھا انکی اجناس بھی   کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر   اور اُسکی ہے دیوار ہے سر بسر
لگا کہنے یون دیکھ کر پہلوان   کہ یہ کار انسان نہین بیگمان
کیا فتح مین نے یہ حصن حصین   کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام   دل اُسکا ہوا خرم و شادکام
کیا تونے تسخیر حصن متین   ہزار آفرین صد ہزار آفرین
لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب   وہان سے تو پھر آ بسرعت شتاب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان   روانہ ہوا جانب سیستان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر   نثار اُسکے سر پر کیا سیم و زر
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا   تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا
سنا کارنامہ یہ رستم کا جب   ہوئے اہل ایران قرین طرب
بسوے منوچہر آتا ہون پھر

یہ پہونچی خبر جب سوے مازندران   کہ رستم ہوا جانب دژ روان
وہان جنگ اک اسکے درپیش تھی   سو یکدست موقوف اُسنے رکھی
جوانان نیک آور و پیلتن   ہوئے گرد اُس قلعہ کے خیمہ زن
پھر اوان سے ناچار وہ پہلوان   روانہ ہوا سوے مازندران
اکیلا پہن کاروان کا لباس   اگر قلعہ مین جائے تو بے ہراس
کہ کندہ کردن جنگ کے بیچ حصا   بچھوڑو نہین ان زندہ اک نابکار
بجائے شتربان تھے پہلوان   ہر اک گرد تھا صورت ساربان
در دژ پہ پہونچا یل نامور   خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر
وہین آن کے لیگئے مردمان   گیا قلعہ مین جبکہ وہ کاروان
ہوئی رات جب دم کہ تاریک تر   تو پھر جنگ پر اُسنے باندھی کمر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ   ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ
بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ   رہا صبح تک گرم بازار جنگ
دلیرون نے تاراج دژ کو کیا   بہت مال و اسباب ان سے لیا
گیا پھر وہان رستم نامدار   سو خانۂ حکمران حصار
سوا اُسکے اک گنبد زرنگار   بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو   کہ اے نامدار یل نامجو
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین   رہون یان بہان یا وہان آؤن مین
یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور   رہے چشم بد تجھ سے ہر لحظہ دور
فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا   چراغ نریمان کو روشن کیا
کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق   جدائی ہے تیری بہت مجکو شاق
گیا زال باصد طرب پیشوا   بصد شوق اُسکو بغل مین لیا
سوے سام رستم نے نامہ لکھا   رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا
اُسے اسقدر شادمانی ہوئی   کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
ہوا دل یہ ہر ملک کا امیدوار   کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر بدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

جو گذرے بشاہی صد و بست سال   تو اختر شناسان صاحب کمال
قریب آئے اب تیری رحلت کے دن   بسر ہو گئے بس خلافت کے دن
لگے کہنے شاہ منوچہر کو   کہ اے شاہ دانشور نامجو
یہ سنکر جہاندار کشور کشا   طلب کرکے لا ذر کو کہنے لگا

روان ہوکے کابل سے مہراب بھی
قریب آگے پہونچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑون سے مہراب و زال
کہا اے پدر تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہا اے پہلوان جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب و آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہین زال اور سام سے کچھ خطر
وہان پھر کرے کون لشکر کشی
وہ ہاتھا وہ گوپی سے تھا شاہ کا
اُدھر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر دہن سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے نشان
بہت خلق کو اُس سے پہونچا گزند
لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
شب تیرہ ہے اور رہا تھی چھپا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوے پیل دونده دلیر
کیا کام آخر جب اُس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دلین اپنے نہین کچھ عجب
کسی طرف ہے ایک کوہ سپند
کہین ایک سنگ گران قلعہ سے
یہ رستم سے قصہ بیان کر کے سب

سوے زابل آیا بہ لطف و خوشی
گئے پیشوا زال و مہراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ چلبے تھا پھر رستم خرد سال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سوے رستم بیٹھا وہ زال آنکر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جب تلک ہے تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بدسگالان کرون غرق خون
ہوے بادہ کش بزم عشرت مین سب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
رہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کنان اُسپہ تھے زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوے باختر
وہان مست پیل سفید ایک تھا
کیا مردمان نے یہ اُسدم بیان
دوان ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا سوے بازار مانند شیر
تو ایوان سے اسوقت باہر نجا
گریزندہ پھر وان سے ہر ایک ہوا
ہوا جا کے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوئے ایوان گیا
وہ لایا بجا در خوشی کی دہن
جو خون نریمان لے جاکے اب
اور اُس کوہ پر ہے حصار بلند
نریمان کے سر پر گرا آن کے
کہا زال نے یون کہ اے پور زا

وہ پہونچا وے سام سے پیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اُتر پیل سے ہو پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جب گئے مہراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گذارش کیا
مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا جبدم کا ظہور
جہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال و رستم سوے سیستان
اُٹھا ناگہان راتکو ایک روز
کہ پیل سفید شیر نامور
بھرے اُس خبر سے جو رستم کے گوش
ولے حاجبون نے کیا در کو بند
نمانا اور اک مشت تخت آ بچے
غرض توڑ کر وہ وہین قفل بند
جو مارا بزور ایک گرز گران
یہ سن کر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جسطرح ہے ماجرا
بہ حکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وہ وہین ہوا مغربل
شتابندہ ہو سوے کوہ بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
سوار اُسپہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہین تعظیم کیواسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجکو دائم بہ جاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
تہمتن نے دی اُسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندۂ کمترین آپ کا
نہین مین طلبگار ساز و سرود
رخ اسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ مہراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
گریزور پھر ہو گئے دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا اُنکی مکان
یہ سُن کر خفا رستم نیک دنہ
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہین جو شب
کہا یون کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہین سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
ولے دلین مسرور و شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اُسکو کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اُس قلعہ کو
گئی جان غالب سے اُسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز
شتابان ہوتا خیرمت کہو روا
ہوا میل خاطر سوے رزم کین
کرون جا کے سالار ایران سے جنگ
پھر افراسیاب اُس سے بولا وہین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور
یہ سُن کر سپہدار افراسیاب
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز تھے رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کرون مین نبرد دلیرانہ اب
تھا اک نازیان گرد افراسیاب
کرے آن کے مجھ سے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کو ہوا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انبوہ دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روئے زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آراے توران زمین
سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
اور افواج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
رکھے ہے اگر غیرت افراسیاب
یہ سُن کر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجے کیا جو ہم حرب تھی
کہین سر سے نوذر کے دیہیم زر

کہ اے پور خوش طالع و نیکروز
کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو بس وہین
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہرچند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن و زال و سام
یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر چست باندھے ہوے بہر جنگ
کیا سام نے جب جہان سے سفر
نہ تھا دلمین اُسکے کچھ اندوہ و درد
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہ اے پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر اتنے مین و ان شب ہوئی آشکار
تو قارن بپے جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پے رزم کین
نہ جان کا تھا اپنی کسی کو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تاجدار
تو آکر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آن کے رزم جو مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پر

روان سوے ایران ہوا لیکر سپاہ
جو قصہ سنایا تو افراسیاب
کہ شائستۂ جنگ شیران ہوین
یہ سُن کر ہوا خرم و شادوہ
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اندنون عزم جنگ
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام
جوانان شمشیرزن سی ہزار
خزروان سا سا س و پہلوان
یہ سُنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر یہ سُنکر شتاب
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آ کے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کا قارن نامور
قباد اُس جوانمرد کا نام تھا
دے خشت پولاد کی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کر کے آراستہ فوج کو
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوے کشتہ و خستہ جان
جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ ہرگز نہین اپنی کچھ فائدہ
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوے نیزے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
غرض رزم موقوف کر کے وہ شاہ

تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ
گیا بھول آسائش و خورد و خواب
سزاوار رزم دلیران ہوئین
ہوا بند سے غم کے آزاد وہ
حضور اُسکے حاضر ہین یکسر کیان
یہی مصلحت ہے کہ کیجے درنگ
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد و شائستۂ کارزار
سپہ کے تھے سالار با عز و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
کہا یون کہ ہووے جسے آرزو
کہ سردار لشکر تھا با کرّ و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی زور
وہین پھر گئے سوے آرامگاہ
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک پا وہان
زمین پر ہوا ہر طرف خون رواں
کہ لشکر ہوا بے دل و خیرہ تاب
کہ کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کارزار منتجر نیزک و سنان
ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر
پھرے رزمگہ سے سوے خوابگاہ

کہیں ہوں کہ رستے سوے عدم
سو حق پرستی تو رہیو مدام
وہ پیدا ہوا سوے خاور زمین
تو مت ہوجیو اس سے پرخاش جو
رہ کینہ خواہی سے پورشنگ
بقصد نبرد از رہ سرکشی
یل نوجوان یعنی فرزند زال
منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
یکایک ہوا خسرو سرفراز
منوچہر کے بعد باکر و فر
رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد
یکایک ہوے اس سے بیزار سب
ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال
تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
ہوئی سلطنت اندنوں کچھ خراب
ادھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر
پھر اسنے میں نامہ گیا شاہ کا
جو نزدیک پہونچا یل نیکنام
تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی
سیر لایا زبان پر یل ارجمند
منوچہر کی دخت ہوتی اگر
جو نوذر نے پیشہ کیا ظلم کا
نہ منحرف اس سے تم زینہار
کیا شاہ سے سب کو گردیدہ پھر

مبارک تجھے تخت و تاج و علم
نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام
کیا خلق نے اختیار اسکا دین
قبول اس سکے اب کچھو دین کو
کرے قصد تیری طرف بہر جنگ
کرے جب بد اندیش لشکر کشی
نہیں پہلوان کوئی جسکے مثال
ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان
گرفتار بیماری جان گداز

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

ہوا مسند آرائے فرماندہی
ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
ہوے منحرف بلکہ سردار سب
ہوا اپنے دل میں ہراسان کمال
منوچہر شاہ خجستہ نہاد
یہاں آ کے اب تو پہونچا شتاب
ستمدیدگان پہونچے دان بیشتر
تاسف بہت پہلوان نے کیا
بزرگان ایران گئے پیش سام
تو رکھ اپنے سر پر کلاہ شہی
خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
تو اسے نامداران یہ اندیشہ کیا
کرد چاکری اسکی لیل و نہار
رہا کوئی بھی دان نہ رنجیدہ پھر

تو مت چھوڑیو رسم و آئین و داد
جہاں میں ہوئی تازہ اب داوری
وہ ہے مرسل پاک یزدان پاک
تجھے پیش ہو اک مہم عظیم
تجھے ہاتھ سے اسکے پہونچے گزند
خبر کیجیو سام اور زال کو
وہ اس خاندان کا ہو خدمتگار
نہ تھے اندنوں شاہ بیمار تھا
نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر
ولیکن منوچہر کی رسم پر
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
لکھا بادشاہان اطراف کو
سو سام نامہ کیا اک روان
زبان پر تھا شہ کی یہی بار بار
وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں
کیے تھے جو نوذر نے بیدادیان
روانہ ہو مازندران سے وہیں
گذارش کیا یہ کہ اے نامور
گرفتار کر شاہ نوذر کو اب
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان
کمر باندھتا میں پئے چاکری
اسے باز لاؤنگا اس راہ سے
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان
سنو آگے احوال پورشنگ

رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد
ہوئی نام موسیٰ کی پیغمبری
کیا اسنے فرعون کو اب ہلاک
ترے اہل توران ہیں سب غنیم
تو عاجز ہو ہیں پر چرخ بلند
کمک جا ہیو اُن سے اے نامجو
کرے یاوری آکے لیل و نہار
نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا
جہان سے سفر کر گیا ناگزیر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر
نہ قائم رہا خسرو نامور
ہوا بند سیم و زر بادشاہ
اکر آدھر اور یہ ملک لو
لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان
کہ رکن خلافت ہے سام سوار
بد اندیش ہوں اور ایران زمین
کیے سام سے جا کے یکسر بیان
شتابان ہوا سوے ایران زمین
جہاندار نوذر رہی بیداد گر
اطاعت کریں مل کے ہم تیری سب
اسے قید کر تو نشین شاہ جہان
شب و روز کرتا میں فرمانبری
کرو میں تازہ بیان شہنشاہ سے
جھکایا سر عجز چون بندگان
کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما
پسر ایک تھا اسکا افراسیاب
سپہدار اقلیم توران تھا
کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
سرافراز تھا نسل سے تور کی
یل روز مند دلیر و جوان
اسے جنگ نوذر سے منظور تھی
نہ تھا اسکا ہمسر کوئی پہلوان

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ
گریزان ہوئی اُسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سُن کے افراسیاب
گیا قصد یہ کر کے وہ کینہ خواہ
گیا پیشوا یہ خبر سن کے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پروردہ تھے مرزبان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہیں ہیں کیانی جو ہوں بادشاہ
نوذر کے بداندیش کو پائمال
بلند اقتدار و معلیٰ جناب
اُسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا متک تو اے نامدار
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا رے سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے پر قناعت نہ کی تو نے بس
دیا پانچ اُسنے کرا سے تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستانمین یہ پہونچی خبر
کیا نامدارونکو اُسنے طلب
وے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جزیرہ کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زوہش جوان کا ہے نام

تو آیا سماساس پھر بیدرنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
اکلاؤن پیرہ طوس و گستہم کو
کیا اُسنے اعزاز اُنکا کمال
سوا اُسکے تھے اور بھی پہلوان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکھ فرخندہ حال
کسے تاجور کیجیے ایران کا
کیان کو ہے زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
ہوا اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اُسکو ایران سے پھر دین شتاب
یہ چاہیے تھا ہو عازم بیشتر
نہ تھی ساتھ اُسکے جو ہو رزم خواہ
گیا بے خطر بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی مجکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کمایون نے کین کمر باندھ اب
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ باشوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب سلم تب بیدرنگ
دہان خوف سے جا کے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذوالکرام

ہوئے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کیا زال نے پھر وہین
ہوا پھر وہین سے کے پارس روان
وہانسے وہ دونون گریزان ہوئے
بخوبی اُنھیں سیستانمین رکھا
ہوا اُسپہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین
جو شاہ زبردست ہوئے نہ ہم
جہان ایک تھا خانہ شہرت
ملکزادہ اغریرث اسکا تھا نام
کہ جن نے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کرین
روانہ ہوا پڑھ کے اس نامہ کو
خبر سُن کے اسکا تنے مین افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو قسمت ہین اُنسے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سن کر ہوا زال اندوہگین
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
سوا انکے نسل فریدون سے گم
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اسکا پسر
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا سماساس میدان مین تب
ہزارون گئے قتل ترکان چین
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے
رکھو جمع خاطر یہ اُسنے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعلیم سے
نہین بادشاہی کے شایان کہین
سزاوار ہو جس کے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جوانمرد و خوش خلق و شیرین کلام
ولیکن نہیں ہے کوئی بادشاہ
[illegible]
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لے کے پہونچا شتاب
کمر پر خلاصی کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلہ کے کھا کے پیچ و تاب
مرا تو جہانمین منافق ہوا
نہیں دعوی تجکو بجز چاکری
کیا تن سے بھائی کے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین
شتاب ہے نوذر کا خون لیجیے
نہیں دانش و عقل سے بہرور
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
قراری ہوا با دل پر خطر
جوانمرد و دانشور و خوش لقا
تو یون قارن نامور سے کہا

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال ولیکن جہاندار تھا پر ملال
ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین سخن باپ کا یاد آیا وہین
سران سپہ کو فراہم کیا جہاندار نے پھر یہ اُنسے کہا
ظفر اپنی آتی نہین کچھ نظر کہ لشکر ہوا اپنا زبون سر بسر
یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر مجھے یانسے لیجائین کرکے اسیر
جدا ہووے تنسے مرا سر اگر تو قائم رہے نیک نام پدر
دے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو یہان سے کہ سوپارس اب بھیجدو
وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے انہین لیکے آغوش مین بھینچتے
سپہدار توران کو بھیجا پیام کہ لشکر تبنگ آگیا ہے تمام
رہی جنگ موقوف دو روز تک رہا لشکر آسودہ زیر فلک
سواران جنگی یمین و یسار ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار
ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب سر ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب
ہوا کشتہ شاپور میدان مین پڑا تفرقہ فوج ایران مین
فراہم نہ آیندہ لشکر ہوا نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا
روان سوے فارس ہوا تازیان گرفتار ہون تاکہ شہزادگان
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب تو فوج اونے بھیجی کمک کو شتاب
نکلکر ہوا اسکو وادی دوان وے بر سر کینہ تھا آسمان
ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر ہوا آخر کار نوذر اسیر
بیک گردش چرخ بیدادگر نہ نوذر رہا اور نہ وہ کروفر
ہوا بعد ازان جلوے افراسیاب سر پر فریدون عالیجناب
ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ گریزان ہوئی فوج بے ننگ
ملازم کوئی شہ کی سرکار کا وہان سے وہ دیہیم لایا اٹھا
کہا تھا سنو ہمنے یہ کہ ہان تجھے فوج توران سے پہونچے زیان
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
اگر بھاگئے تو کدھر جائیے حفاظت کی اب جا کہان پائیے
یہ بہتر ہے کشتہ ہون آکر یہین نہ جاؤ نہین اب زندہ زندہ نہین
سران سپہ نے یہ سن کر کہا کہ جز جنگ چارہ نہین ہے تہا
کہ تخم فریدون ہے تاکید و تن ہین زندہ اے سرور انجمن
کیا شاہ نے سوے پارس روان ہوے دیدہ تار گوہر فشان
رہا اُن مین دو روز کیچ و درنگ کہ دو تیسرے روز پھر سے جنگ
غرض تیسرے روز وقت پگاہ گیا سوے میدان پھر ایران کا شاہ
وہ شاپور و قارن سران سپاہ پھر سو ستیزندہ و کینہ خواہ
یکایک شکستہ ترک چین چیرہ دست سپہدار ایران نے کھائی شکست
وہ قارن جی لڑکے گریزان ہوا سوے ملک پارس شتابان ہوا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند مخالف نے گھیرا حصار بلند
ہوا سد رہ قارن نامدار لگی ہونے باہم وہان کارزار
جبکہ رہ گئی فوج گرد حصار تو پھر قلعہ سے نوذر نامدار
سپہدار توران یہ سنکر خبر تعاقب کو اُسکے گیا زود تر
سوا اسکے آئے گرفتار وان ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
جہانگیری حکمران ہفت سال پھر اقبال پہ اُسکے آیا زوال
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر کہ غالب رہا قارن نامور
ہوا پر الم سن کے افراسیاب بہت دل کو اسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و شماساس را بہ سمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
خزروان شماساس نامی یلان گئے بن کے سالار فوج گران
کمر کینہ خواہی پہ باندھی وہین زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین
لکھا شاہ مہراب نے زال کو کہ ہون متفق تجھسے اے نامجو
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو تو باہم مبارز ہوے کینہ جو
شکستہ ہوا مغفر پہلوان ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان
روانہ کیے پھر سپہ کارزار سواران جنگ آزما سی ہزار
سنی زال زر نے یہ جبدم خبر کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
روانہ ہوا سیستان سے بشتاب کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب
ہوے پہلوانان کابلستان رفیق سپہدار زابلستان
خزروان نے آکر عمود و سپر یکایک جو مارا سر زال پر
پکڑ کر گرز توڑا خزروان کا سر زمین اسکے خون سے ہوئی تر بتر

یہ چاہا کہ ڈالے کیانی کمند
کرے تاکہ اُس بچہ کو پائے بند

لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان
کمند اسپہ مت ڈال ای پہلوان

کہ مادر ہی گردے کی خونخوار تر
غضبناک اور مردم آزار تر

کئے لُٹتے ہیں پیشتر چند خون
مبادا تجھے بھی کرے سرنگون

تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند
سر رخش لایا وہیں زیر بند

غضبناک ہو کر وہیں مادیان
دوان آئی مانند شیر ژیان

یہ چاہا چباوے تہمتن کا سر
کہ اتنے میں رستم بھی جوں شیر نر

ہوا جبکہ پیدا نہیں نعرہ زن
تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان

غرض رخش تھا نام اُس گرد کا
توانا و زور آور و چست تھا

کمند اسکے سر پر ہوئی جبکہ بند
لگا کھینچنے تب یل ارجمند

کیا زور اُس رخش نے اسقدر
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچ کر

ولیکن تہمتن بھی پُر زور تھا
بزور اُسکو قابو میں اپنے رکھا

کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار
بصد کامیابی یل نامدار

در گنج پھر زال نے وا کیا
تہمتن کو گنج فراوان دیا

سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب
روانہ کیا سوئے افراسیاب

ولیکن ہوا مضطرب زال زر
نہ لایا وہ تاب فراق پسر

گیا آپ بھی بعد دو روز کے
ملا جاکے بس رستم گرد سے

یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب
کہ رستم ہے کودک کہاں مجکو تاب

جو مجھ سے کرے رزم کی آرزو
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو

ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
نہیں اب ہے تسخیر ایران محال

سپہ اُسکی تھی پردل و شادکام
اور افواج ایران تھی بیدل تمام

یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ
کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ

کوئی چاہیئے بادشاہ دلیر
کہ یاں جسکی ہیبت ہو مانند شیر

روانہ کئے ہر طرف مردان
کہا زال نے یوں ہر اک سے کہ ہان

نژاد فریدون سے کوئی اگر
کہیں ہو تو دو مجھ کو آکر خبر

کسی نے کیا آن کر یوں بیان
کہ ہے کوہ البرز میں اک جوان

فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
دلیر و جوان مرد ہے کیقباد

ہوا یہ خبر سن کے دلشاد زال
ہوا بند سے غم کے آزاد زال

یہ رستم سے بولا کہ ای نامور
کمر باندھ اور رخش کو زین کر

روان ہو شتابی سوئے کیقباد
یہ کہہ جاکے ای شاہ فرخ نہاد

تمنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان
کہ تو چل کے ہو بادشاہ جہان

مددگار دولت ہے یاور ہے بخت
مہیا ہے تجکو وہاں تاج و تخت

تو دو ہفتے میں جا پہونچ وہاں تلک
زیادہ نہ ہو دیر زیر فلک

یہ سن کر وہیں وہ یل باشکوہ
روانہ ہوا سوئے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اُتر کوہ البرز سے کیقباد
کہیں آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد

ہوا رستم گرد کا واں گذر
وہ شہزادہ حیران ہوا دیکھ کر

لگا کہنے دل میں عجب ہے جوان
تماشا ہے رخش اور گرز گران

ہوا مائل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آواز دی بس وہیں

کہ تند اسقدر تو نہ جا ای جوان
اُتر کر ذرا آکے بیٹھ یان

مے و نقل ہے یہ دیکھ تیار ہے
وہ بولا نہیں مجھ کو درکار ہے

مگر ای جوان مرد فرخ نہاد
مجھے دے نشان شہ کیقباد

وہ کہنے لگا پھر کہ تو یہان
تو اُس نامور کا بھی دوں نشان

ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون
مکان میں تجھے اُسکے داخل کرون

لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان
پتہ یاں کا کسنے دیا تجکو وان

یہ بولا تہمتن کہ ای نامور
پدر میرا ہے پہلوان زال زر

کہا اُسنے مجھ سے کہ جا سوئے کوہ
وہاں ہے ملک زادہ باشکوہ

جو نامزد ہے کیقباد اُسکا نام
تو جا کر مرا اُسکو پہونچا پیام

کہ ہے پہلوانوں کی یہ آرزو
کہ تو شاہ ایران ہو ای نامجو

یہ سن کر وہ بولا کہ میں ہوں قباد
پدر بر پدر نام لکھتا ہوں یاد

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
بجا شرط خدمت کی لاکر کہا

تجھے تخت ایران مبارک مدام
ہمیشہ ترا تخت و دولت بکام

تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر

دو باز سفید آئے ایران سے
سر تخت شاہی بٹھایا مجھے

دم صبح پھر با دل شادمان
اُتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

کرے آج ریزے سے زور کیان | ہوا دو مین القصہ قارن وان

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر طہماسپ ہمراہ قارن از سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب | دیا زال کا اسکو پیغام تب
کہا یون کہ چلئے سوی سیستان | مہیا ہو اورنگ شاہی یہان
خوشی سے وہین تھا قارن کے زر | طرف سیستان کے ہوا تیز تر
جب آئے یا خداوند تاج و سریر | ہوئے گرد سب اسکے فرمان پذیر
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو | ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
سو ملک پارس انکی سپاہ | ہوا اس ولایت مین پھر دلخواہ
گیا شاہ پھر سوے افراسیاب | لڑائی کی لایا وہ ہرگز نہ تاب
گیا بھاگ بدخواہ توران مین | تصرف ہوا شہ کا ایران مین
گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ | نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
پشنگ اس سے بولا کہ ای نابکار | نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
ترا بھائی اغریرث نامور | ترے پاس حاضر ہوا آن کر
کیا تو نے ای وائے اسکو ہلاک | خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
روا تو نے رکھا برادر کا خون | کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
نہین کام تیرا مرے روبرو | مرے سامنے سے ہو بس دور تو
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب | ہوا ناگوار اسکو آرام و خواب
ہوا ندا زو خسرو دین پناہ | ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
کیا اسنے پھر روز و شب عدل و داد | جہان کو رکھا خوب آباد و شاد
یل ال زر اور سب پہلوان | شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان
جہانبانی با قبال و جاہ و جلال | رہا شاہ فرمانروا پنج سال
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل | گئی جان قالب سے اسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ | خدا وند اورنگ و تاج و کلاہ
دلے تھا پذیرندہ رائے زال | کہ تھا بادشاہ جہان خردسال
پشنگ دلاور کو پہونچی خبر | کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
پشنگ اپنے دلمین لگا کہنے تب | کہ تسخیر ایران آسان ہے اب
بصد لطف تقصیر افراسیاب | معاف اسنے کرکے کہا یون شتاب
کہ لشکرکشی سوے ایران کر | پے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر
سپاہ گران لے کے پور پشنگ | ہوا سوے ایران وان بیدرنگ
بزرگان ایران یہ سنکر خبر | لگے زال سے کہنے اے نامور
پھر آیا ہے کے افراسیاب | کیا چاہیے اب تدارک شتاب
وہ بولا کہ مین تو ہوا سال خورد | ستیزہ ہے کار جوانان گرد
نگر کرکے رستم کو اب سرگروہ | ادھر بھیجتا ہون مین باصد شکوہ
یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو | کیا سبنے تسلیم اس بات کو
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر | کہ حیران ہون مین کیا کرون ای پسر
ہوا ایک رستم و شوار کار | کہ جس سے گریزان ہو تاب قرار
تو کار آزمودہ نہین اب تلک | کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
تجھے بھیجون کیونکر پے کارزار | سو شیر مردان جنگی سوار
تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب | جو ہو تجکو منظور سو دے جواب
غرض تھا زمانا تہا رستم کو زال | کہ ہے با نہین جنگ کا کچھ خیال
یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم | کرون خیرہ بدخواہ کو ہے یہ عزم
بہا زدے پر زور و دست و رائے | نہین کچھ طلبگار آرام و نائے
کداؤن اگر اسپ کو وقت جنگ | نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر | دعا دی کہ باہم ہو تجھ سے ظفر
کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان | مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
حضور اسکے لائے وہین گرز سام | تہمتن ہوا دیکھ کر شادکام
دکھائے تہمتن کو پھر سربسر | وہان گلہ اسپ تھے جسقدر
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی | وہ شدیدہ خم ہو گیا بس تبھی
دے بادیان ایک تھی سخت جنگ | نگار اسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
اور اوسکا تھا اک بچہ سلیتن | ہوا دیکھ کر خوش دل صف شکن

کیا مکے دلیشہ کو نامہ روان
سوکیقباد شہ خسروان

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

حضور جهاندار دلیشہ گیا
سپہدار توران کا نامہ دیا
پڑھا کرگئے واں شاہ نے سر بسر
یہ ان مین لکھا تھا کہ ای تاجور

اگر تور نے خون ایرج کیا
منوچہر نے اسکا بدلا لیا
ہوا پھر ادھر عازم افراسیاب
تحمل کی تھی اسکو ہرگز نہ تاب

کیا اسنے یاداش تم دور سے بس
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
ہوا الغرض طہماسپ پھر کینہ خواہ
کیا فوج توران کو اسنے تباہ

بہت ہمد گر کینہ خواہی ہوئی
بہت فوج کی بس تبلی ہوئی
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
نہ کینہ کو بس دل مین رہ دیجیے

کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
برادر ہین یک جد ملی ہو شہریار
موافق فریدون کی تقسیم کے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے

کرین تازہ پیمان عہد استوار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
غرض کہ جیحون ہے درمیان
ادھر ہم ادھر تم رہو حکمران

یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہین
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تعین ہے ہوئی ابتدا ظلم کی
ولیکن خدا نے سزا تمکو دی

نہین عہد و پیمان پہ تم استوار
تمہاری نہین بات کا اعتبار
سزا اگر ہووے قول و قسم
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنے رستم کہ ای تاجدار
نہ کر صلح اور آشتی زینہار
کیا گرز نے میرے تمکو زبون
ملا یا عدو کو تہ خاک و خون

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
طلب کرکے مہراب او زال کو
یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا
کرو مجکو آگاہ اس سے ذرا

یہ بولے وہ شاہ قوی جنگ سے
کہی صلح بہتر شہا جنگ سے
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی
سپہدار توران سے کی آشتی

دیا رستم و زال کو گنج و زر
عنایت کیے خلعت پرگہر
کہا یون کہ ای رستم نامجو
ترے جسم کا ایک بھی تار مو

بصد ملک توران نہ دین زینہار
کرینگا فزون تیرا عز و وقار
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
روانہ کیے جا بجا پہلوان

وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
ہوئے شہ کے شاہان عالم مطیع
بہت نامدارون نے پھر خاد شاد
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد

بصد کامیابی و فتح و ظفر
گیا سوی پارس شہ دادگر
دیے داد و دہش شاہ نے کی وہان
کہ اک خلق باخاطر شادمان

ہوئی مدح خوان خسرو کیقباد
فریدون کو سرگرم کیا پھر نہ یاد
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
جہان مین خداوند تاج و کلاہ

یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
انھین ایکدن شاہ فرخ تبار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
عزیزو تمہارا ابڑا بھائی ہے
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
رہو تم شب و روز فرمان پذیر

معاون ہوا اسکے شام سحر
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
بجا لائے فرمان شاہ زمن

وہ بولے کہ ہم ای شہ نامدار
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار
کئی روز کے بعد پھر ناگہان
ہوا سوی ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

موے بند جب دیدہ کیقباد
تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
خداوند اورنگ و افسر ہوا
جہان پرور و عدل گستر ہوا

لگا کرنے داد و دہش روز و شب
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
ہوا ایک سا زندہ حاضر وہان
لگا کرنے تعریف مازندران

کہ آب ہوا ہی بہت خوشگوار
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
یہ سنکر کیا قصد مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان

کہ ہرگز نہین اب مجھے مین نم
ہوا دل طلبگار میدان رزم
مبادا اگر ہو نہین آرام گیر
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر

فریدون و ضحاک و جمشید سے
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
مشقت بھی لازم ہے اگلے خیال
کہ قائم رہے افسر و ملک و مال

یہ جی مین ہے کشورستانی کرون
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون
پہ کھینچون اسی سے مازندران
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

ہوا اس طرف کو تراب گذر
بلطف خدا ای یل نامور
سمجھکے مجھے او مرے باپ کو
دو باز سفید ای یل نامجو
غرض سوئے ایران ہین شاد و شاد
روانہ ہوے رستم و کیقباد
حلقہ مین پہونچا جب ایران کے
ہوا سرور دو بھی تب آن کے
قلون نے کیا نیزۂ شیر دان
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
وہ رہتے نہان نشت مین شام تک
روان شب کو ہوتے تھے زیر فلک
اُسے اُسنے یکہفتہ پنہان کھا
بشغل مے ناب شادان رکھا
قباد دلاور کو باکر و فر
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
سو رزم پر ایک مائل ہوا
اُدھر سے سماساس آیا وہین
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
وہین زال سے رستم نوجوان
یہ بولا کہ ای پہلوان جہان
پکارا مین کر اب آکے افراسیاب
مرے ساتھ ہو رزمجو تو شتاب
تو پھر زہرۂ شیر نر ہووے آب
اگر سامنے آئے افراسیاب
یہ کہکر گیا سوئے میدان دلیر
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
اُسے دیکھ کر مردمان نے وہین
لگا کہنے سالار ترکان چین
کہ ہے پور زال در رستم ہے نام
رکھے ہاتھ مین اپنے ہے گرز سام
کہ ای طفل آیا جو تو بہر جنگ
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا
ہوا بے یراق اُس سے جنگ آزما
کمربند اُسکا پکڑ کین سے
اُٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
وہ چھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
اُدھر سے بھی وہین بفرمان شاہ
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
گریزان ہوے ترک و سالار ترک
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
ہو اکیقباد اب ہان تاجدار
وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
نہ ہم پنجہ شیر اُسکا ہوا
بیان اُسکی قوت کا مین کیا کرون
اگر اس گھڑی وہ اُسکے مین پشت پر
کمربند میرا جو ٹوٹا وہین
تو مین ہاتھ سے اُسکے چھوٹا وہین
یہ ہے مصلحت آشتی ہو بہم
نہون کینہ جو کیقباد اور ہم

یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب
کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
بس اب اُٹھیے تا سوئے ایران چلین
کہ ہے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین
قلون دلاور یل باوقار
طرف سے تھا گرشاسپ کے راہ
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
سو رزم پر خاش مائل ہوا
وہی نیزہ رستم نے بس چھین کر
قلون کے لگایا جو اک سینہ پہ
بصد شادمانی وہ دونون جوان
ہوئے پیشتر اُس مکان سے روان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
یل نامور زال زر تھا جہان
ہوے یکدل اتنے مین سر جوان
تو پھر زال نے رو ز رستم وہان
کیا قصد پھر سوئے افراسیاب
ہوے پہلوان شاہ کے ہم رکاب
اُدھر سے تو قارن یل نامدار
گیا سوئے میدان پئے کارزار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
مرے دل مین ہے جاؤن میدان مین
کرون خوار دشمن کو اک آن مین
نہ کر قصد جنگ اُس سے بولا یہ زال
مقابل ہو جس سے یہ کسکی مجال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
اُسے اسپ سے لاؤن زیر زمین
کہا یون کہ ای ترک افراسیاب
مقابل تو مجھ سے ہوا گر شتاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
یہ سُنکر کیا مردمان نے بیان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ذرا زور سرپنجہ دکھلاؤن مین
ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن مین
کیا ترک نے زور ہر چند پہ
رہا وہ وہین قائم یل نامور
یہ چاہا کہ لیجائیے شاد و شاد
شتابی حضور شہ کیقباد
بس اتنے مین آپہونچے اُسکے سوار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
ہوا کشتہ ہاتھون سے رستم کے وان
اُتر آب جیحون سے پور پشنگ
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ
کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
مجھے رکھیے من باپ سے اب معاف
بہت یون تو ایران مین ہین پہلوان
وہ ہے نسل سے سام کی اک جوان
یل پیلتن رستم اُسکا ہے نام
زبون اُس سے ہے اپنا لشکر تمام
جدا کر کے یکبارگی زین سے
پکڑ لیچلا تھا وہ کین سے
ہوا سو ہوا پیشتر ای پدر
وہ لے اب گذشتہ تو مت یاد کر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ
تو اک نامہ اُسنے لکھا بیدرنگ

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو — کہ ای گرد دانا و فرخندہ خو — فریدوں سے افزوں ہے میرا حشم — منوچہر و جم سے نہیں ہوں میں کم
خدا ہے مرا یاور و دستگیر — کروں جاکے دیوؤں کو فرمان پذیر — طلسم اور فسون کو توڑوں تمام — سر بدسگالان کو پھوڑوں تمام
تم ای زال و رستم پہلوان — طرف سے مری یاں رہو حکمران — لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ — کریں بندے ہم اور تو بادشاہ
بدلسوزی ای شاہ کشورکشا — جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کیا — مجھے کیجیے رخصت سیستان — کرے حکمرانی کوئی اور یاں
معاون میں اسکا رہونگا مدام — مددگار دریا در میں ہونگا مدام — غرض شاہ سے پھر سوی سیستان — مرخص ہوا پہلوان جہان

رفتن کاؤس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

بل نامور ایک میلاد تھا — کہ اس شاہ کاؤس نے یوں کہا — کہ سونپا تجھے میں نے اب تختگاہ — کوئی آکے جو تجھ سے ہو کینہ خواہ
تو پھر زال و رستم کو کیجیو خبر — معاون ترے ہونگے وہ آن کر — یہ کہکر جہاندار کشورستان — روانہ ہوا سوی مازندران
گیا لیکے واں لشکر بیشمار — یلان جہانگیر و جنگی سوار — بفرمان شاہنشہ نامور — گیا گیو لشکر کو لے بیشتر
جب آئی حد ملک مازندران — تو پھر واں سے وہ جنگجو پہلوان — زراعت کو یکسر جلاتا گیا — مکان تا فلک میں سب ملاتا گیا
ہوا سامنے جو بعزم ستیز — تو کھینچا اسے بس تہ تیغ تیز — گیا تا در شہر غارت کناں — بہت مال و زر ہاتھ آیا وہاں
گلستان سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا — زن و مرد خوش منظر و خوش لقا — ہوا شاہ مازندران قلعہ بند — کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
روانہ کیا ہوکے پھر نا امید — کسی دیو کو سوی دیو سپید — کہا یوں کہ اب جان سے تنگ ہوں — کیا شاہ ایران نے مجکو زبوں
شتابی مدد کر تو ای اہرمن — دگرنہ نہ جانبر ہوں یاں ایک تن — یہ سنکر شتابان ہوا نابکار — وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا شاد سے آن کر کینہ خواہ — ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ — ہوے گیو و شاہ کاؤس بھی — وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
گرفتار چنگال دیوان ہوے — پراگندہ دل اور حیران ہوے — کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے — کہ تم خوش رہے اس طرف آن کے
ہوا اس مکان کی خوشی آئی تھیں — فضا اس گلستان کی بھائی تھیں — یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے — کہ اگر نہ تھا یاں کہیں دیو سے
وزیروں نے مجکو کیا منع تھا — دلے میں نے ہم انکا نہ مانا کہا — ہوا ابر میں آخر یہاں آکے خوار — نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
جہاں قید تھا شہریار زمن — نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گرد پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوی سیستان — روانہ کیا شہ نے اک پہلوان — کہ ہو پہنچاوے تا زال زر کو خبر — سو اس پہلوان نے یہاں آن کر
بیان زال سے ماجرا سب کیا — طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا — کہ اس وقت میں ای یل پیلتن — سنایا جو خاطر میں تیرا سخن
تو پائی سزا میں نے آخر کو آہ — ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ — رہے زندہ باقی جو یاں چند تن — سو ہیں قید میں پنجہ اہرمن
یہ پیغامبر نے کہی جب خبر — تو دلگیر و دہیں ہوا زال زر — یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے — گروالی ہمارا جو کاؤس ہے
وہ ہو قید اور ہم کو جام سے — گذاریں شب و روز آرام سے — یہ ہر وقت یاری و امداد کا — کہ حق نے تجھے زور بازو دیا
نہ سرگز رہی مجکو تاب جنگ — کمر کسکے ہووے سست بازو و چنگ — تو ہمت کو اب کام فرما شتاب — سو شہر مازندران جل شتاب
قلم نے قضا کی یہ فتح بلند — لکھی تیرے نام ای یل ارجمند — خوشی سے یہ بولا یل نامجو — کہ ہر جنگ دیوان مری آرزو



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
بامین زور و قوت دو شاہنشہان
وہ گرشاسپ ستم طوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پر گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشورکشا
کرہم اور رحم چلکے شہ کے حضور
کہ تجھ سا شہنشاہ یا داد و دین
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کیا اُسنے پھر ذکر مازندران
کیا زال نے عرض ای نامور
فریدون و جمشید نے بیشتر
کیا تب نہ رخ سوئے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے سُن کے حیران امیر و وزیر
منوچہر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوئے سوئے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھیں شاہ کو اس ارادے سے دور
نہ دیکھا کہیں نے سُنا ہی کہیں
کبھی پیش زال ستودہ شیم
یہ سُنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
یہ سُنکر خبر یہ بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جا دیں اُدھر
حذر تو بھی کر ای شہ خسروان
کہ ہم ہین ترے بندۂ نیک خواہ

بظاہر یہ بولے کہ ہر بات نیک
رکھے خوب تھے یاد افسونگری
نہیں ہے مناسب عزیمت اُدھر
وہاں تھے دیے تھی طاقت کسے
دہیں زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سُنکر تعجب ہوا شاہ کو
ملے جا کے جب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہِ جہانگیر ہو
دہیں رستم یل کی پوچھی خبر
ارادہ مرا اس طرف ہی درست
رکھوں تا کہ اس عزم سے مجکو پائے
سُنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ کی عرض ای شاہ عالیجناب

دلے جی مین کہنے لگا یون ہر ایک
اطاعت مین اُنکے تھے دیو و پری
کہ آتی نہین کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے
رقم اُسمین احوال سارا کیا
کہ بے حکم آتا ہے کیون نام جو
یہ اُنسے کہا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست
ذرا سوچ ای خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
نہین یہ ارادہ قرینِ صواب

نہ آیا نظر کچھ جو دیکھا ست جب / کیا رخش پر اسنے خشم و غضب
وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے / خوشی کی نہ آرام میرا تجھے
اگر پھر ہوئی تجھ سے ایسی خطا / تو سر تن سے تیرے کرونگا جدا
پیادہ سو شہر مازندران / رواں لیکے ہوں تیغ و گرز گراں
گیا خواب میں جب یل ارجمند / تو نکلا وہیں اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش / ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
جدھر آئے تھا اژدہائے سیاہ / ادھر رخش ہوتا تھا سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہاں / ہوا تب خروشاں و حملہ کناں
پھر اتنے میں بیدار رستم ہوا / وہیں گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ / دلیری نے ماری وہیں بیدریغ
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر / قوی اژدہے کی تھی از پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا / کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا
کہ اتنے میں آیا سوئے پہلواں / دہن کرکے وا اژدہائے دماں
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا / وہ ناچار سے لے عقب ہٹ گیا
جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ / کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں سے پکڑا اسے دوڑکر / پھر اس اژدہے نے اٹھایا جو سر
تہمتن نے اک تیغ ماری وہیں / ہوئی خون سے اسکے رنگیں زمیں
ہوا کشتہ جب اژدہائے دماں / تو کرنے لگا شکر حق پہلواں

بیان احوال منزل سوم راہ ہفت خوان وطی کردن بتائید پروردگار جہان

رواں ہوا وہاں سے پھر صبحگاہ / درازا آئی اس روز در پیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر / کہ سبزہ بھی تھا خوب واں تازہ تر
ہوا جبکہ رستم سکونت گزیں / تب آئی وہاں اک زن مہ جبیں
صراحی بھی ہاتھ میں اسکے تھی / نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
بہت خوب تھا اسکے بر میں لباس / غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اسکو بغل میں لیا / اور اک جام مے اس سے لیکر پیا
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام / لگی کہنے تب یوں بصد اہتمام
کہ ہوں میں زن صالح و حق پرست / مجھے وہ خداوند بالا و پست
بیاباں میں پہونچکے یہ نقل کی / جو کچھ چاہیے یاں سبھی موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنیں / ہوا اسکے رستم بمستی قریں
ہوا تنگ محظوظ در حرم ہوا / کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
نہ جانا کہ یہ زن ہے اک سحرکار / ہوا اور از نہاں نہ کچھ آشکار
ہوئی وہ بھی مستغرق حال جب / زباں پر دعا لایا وہیں حمد رب
سنا جبکہ نام جہان آفریں / ہوا تیرہ رنگ رخ نازنیں
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار / کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اسکو وہیں اسیر کمند / ہوا پھر غضبناک وہ ارجمند
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا / زن ساحرہ ہوں یہ اسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اسکا سر / گیا خواب میں وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفت خوان

جو وانسے ہوا صبحدم رہ نورد / تو پہونچا عجب دشت میں شیر مرد
کہ سوتا تھا خورشید کم جلوہ گر / اندھیرا سے تھا وہاں بیشتر
وہ طے کر گیا راہ تاریک کو / سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب میں وقت شب پہلواں / تب آیا وہاں دشتبان ناگہاں
جری ایک جھٹ آن کر پاس میں / ہوا وہیں بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان / کہ اولاد گرد دلاور جہاں
یہاں کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر / کہ جسکے مقابل نہ ہو نرہ شیر
تصرف میں ہے چند فرسخ زمیں / پرندوں کا بھی یاں گذار نہیں
تو سوجان سے سیر آیا مگر / گریزندہ ہو یاں سے اب زودتر
وگرنہ جو اولاد آجائیگا / تو پھر یاں سے جانے نہیں پائیگا
مجھے بھی یہ آتا ہے رحم ای جوان / کہ ضائع کہیں تو نہ ہووے یہاں
یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگیں / پکڑ کان اسکے اکھاڑے وہیں
طمانچہ لگایا پھر اس زور سے / کہ بتیس دنداں اسکے جھڑے
گیا دشتبان پاس اولاد کے / گیا حال سب جا کہے واقف اسے

ولے دوری راہ سے ہے خطر / کہ مان سیرے جانے تک اے پدر
کہین بدسگالان ناپاک خو / مبادا کہ ضایع کرین شاہ کو
کہا زال نے اس سے اے پہلوان / کہ ہین تین ستے ہو پہنچنے کے وان
دو راہ ہے جو وان کا ہے دور و دراز / نہین آئین ملتا کوئی حیلہ ساز
گیا دور کی راہ کاؤس تھا / تو اس راہ سے اے تہمتن شتاب جا
جو نزدیک کی اسکے ہے ایک راہ / نہین آدمی کو ولے وان پناہ
بہت راہ مین ہین بلائے عظیم / ہر اک منزل اسکی ہے پُر خوف و بیم
گر اس راہ سے جائے اے پہلوان / تو پھر سات دن مین تو پہونچے وہان
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین / بتائید حق زیر چرخ برین
کرون دفع مین ہر بلا کو شتاب / طلسم اور جادوستان کو خراب
کرون قتل وان لشکر دیو کو / چھڑالاؤن کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار / دعا زال نے دی کہ لیل و نہار
تو ہو کامیاب اے یل نامور / رہے ہمقرین تیرے فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان / ہوئی خوب ودایہ گریہ کنان
لگی کہنے درد جدائی مجھے / ستائے تو کیا فائدہ ہو تجھے
تہمتن نے مان کو یہ پاسخ دیا / کہ زندانئین مین بندگان خدا
اب انکے چھڑانے کو جاتا ہون مین / بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین
غرض ہو کے رخصت سے ہفتخوان / روانہ ہوا رستم پہلوان
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار / فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پُر بلای ہفتخوان برای رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین / سر شام پہونچا نیستان مین
کیا صید اک گور کو وان شتاب / پکا کر دہن مین اسنے کھائے کباب
دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو / گیا خواب مین وہ یل نامجو
نمایان ہوا ایک شیر ژیان / طرف رخش کے دوڑا آیا دوان
لگا دور سو جنگ مائل ہوا / ہزبر دمان کے مقابل ہوا
اٹھا شیر کے سر پہ لے دو دست / چبا کر کیا اسکو دانتون سے پست
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون / روان اسکے تن سے ہوا جو خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر / تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر
کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک / کہ تجھ کو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح حرب / بڑا ہی کیا تھا یہ تونے غضب
اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار / تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے / شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر / تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین / ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین
خدا سے تہمتن نے کی التجا / کہ مت رکھ تو بندون پہ سختی روا
نمایان ہوا ایک آہو وہان / وہ آیا تہمتن کے آگے دوان
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام / تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار / یہ دیکھ اسکے دل کو پھر آیا قرار
ہوا پھر وہ دنبال آہو دوان / تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خداوند لایا بجا / اتر رخش سے اسنے پانی پیا
کیا گور کو تیر سے پھر شکار / اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
تناول کئے بس بنا کر کباب / ہوا بس وہین گرم آرام خواب
گئی جب گذر نصف شب تب وہان / ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تھا / غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا
ہوا رخش گرم خروش و فغان / کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا / نہان وہین زیر زمین ہو گیا
خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون / کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا / پھر اتنے مین نکلا وہین اژدہا
کیا رخش نے پھر جو دیکھ اسکو شور / تو جاگا وہین رستم پیل زور
وے پھر وہین اژدہائے پلید / بزیر زمین ہو گیا ناپدید

وہ گودرز گستہم اور طوس گیو وہ گرگین و بہرام اور خیل دیو
ہوے ایستادہ چپ و راست سب کمر بستہ چون بندگان با ادب
یل نامور رستم پہلوان سر کرسی زر تھا جلوہ کنان
سر نو ہوئی محفل انبساط مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
رہا سات دن تک یہ جشن طرب رہے روز و شب مائل عیش سب
سو شاہ مازندران بعد ازان کیا شاہ نے ایک نامہ روان
فرستادہ کا نام فرہاد تھا عرض نامہ شاہ وہ لے گیا
دیا شاہ مازندران کو شتاب کہا یون کہ لکھ بھیج اسکا جواب
شہ جادوان نے پڑھا کر کے وا لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
روان ہو کے ایران سے آیا یہان قوی زور ہے مثل شیر ژیان
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام ہنر برافگنی ہے سدا اسکا کام
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو جہان مین تھا قوت کا جنکی غریو
ہوے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ تو وہ دونون کشتہ ہوے بیدرنگ
کہان ہے تجھے رزم کی اس سے تاب تو حاضر ہو یان آن کے اب شتاب
ہمین ملک اپنا حوالے تو کر تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر
ترے حق مین بہتر ہے فرمانبری وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
یہ مضمون پڑھا جب تو ہوا رخفا شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا ضرر
ہزارون ہین یان دیو بیکار جو قوی بازو و کینہ ور تند خو
سوا انکے ہین پاس میرے شہا ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
تو نازان ہے اک رستم گرد پر یہان ہین ہزارون یل نامور
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
ترے ساتھ مین نے برا یہ کیا کہ زندان مین تجھ کو زندہ رکھا
رہائی تری ہو گئی ناگہان غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو جا خیر سے سوے ایران زمین نہ ہرگز مرے ساتھ ہو گرم کین
کرونگا تجھے قید گر اب کی بار تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
فرستادہ لے کر جواب پیام پھر آیا حضور شہ ذو الکرام
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ وہان کیا پیش کاؤس یکسر بیان
پڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو لگا کہنے تب رستم نامجو
مجھے نامہ لکھ دیجیے اب کی بار کہ تا جاؤن مین وان فرستادہ وار
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
تہمتن کی تعریف کرنے لگا پھر اسنے رقم وہ ہین نامہ کیا
لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ ہماری اطاعت سے اب منہ نہ موڑ
نہین تیرے لشکر سے ڈرتے ہین ہم تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
سمجھ گر تو ہے عاقل پیش بین کہ برخاش زنہار بہتر نہین
اگر آکے حاضر ہو یان ایک بار ترا ملک تجھ پر رہے برقرار
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان رستم بر یا ورنہ مازندران
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر روان تب ہوا رستم نامور
حضور سپہدار مازندران کیا جا کے یون مردمان نے بیان
کہ آیا ہے پھر اک شہ نامور فرستادہ اور ایک با کر و فر
قد و جسم ہے مثل پیل بلند رکھے ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران عجب شان و شوکت کا ہے وہ جوان
شہ جادوان نے وہین پیشوا روانہ کیے گرد زور آزما
یل سلیتن نے انھین دیکھکر اکھاڑا وہان اک تناور شجر
اسے دیکھے جولان طرح نیزہ کے جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اسے
بہت گرد اسکے تلے دب گئے یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب دبے
اشارہ نہین کہنے لئے یون بہم کہ دکھلا دین کچھ زور اپنا بھی ہم
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز ہوا خندہ زن رستم سرفراز
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
جدا ہو گئین اسکی رگہاے دست ہوا مرد زور آزما وہین پست
وہ بیتاب و مجہود ہوا اسقدر کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
خبر سنکے یہ شاہ مازندران یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
کلاہور اک گرد پر زور تھا اسے شاہ مازندران نے کہا
مگر تو بھی اسے زخمی و خستہ کر دل اور پنجہ کو اسکے بشکستہ کر
کلاہور آیا غضبناک ہو لگا کہنے یون رستم گرد کو
ذرا مجھ سے ہم پنجہ ہولے جوان کہ دیکھون ترا مین تو زور و توان
مقابل وہین پھر تہمتن ہوا کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
اسے بھی کیا ایکدم مین زبون کیا اسکے سر پنجہ کو غرق خون



نکل غار سے وہ مقابل ہوا — سو رستم گرد مائل ہوا
اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک — پہ لیگیا سوے یزدان پاک
دلیری سے بھرے کے نام خدا — کیا زخم شمشیر اُس پر رہا
ہوئی خستہ اُس زخم سے ران دیو — وے دوڑ کر اُسنے کرکے غریو
بغل مین لیا اپنی رستم کو داب — لگا زور کرنے وہ خانہ خراب
جوان نے بھی اُسدم کیا خوب زور — دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
ادھر یون کے تھا ایل نا مجو — کہ اب جانبری دیکھون کیونکر سے ہو
کہے تھا اُدھر دل مین دیو سپید — کہ ہون جان سے آج مین نا امید
غرض ہمہ گر خوب کشتی ہوئی — ادھر اور اُدھر سے درشتی ہوئی
بہم ہوکے عاجز ہوے پھر جدا — جدا ہوکے یکدم توقف کیا
زمین پر پڑی جو یکایک نظر — تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا — ہوا دل قوی رستم گرد کا
اُٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو — دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو
کیا دو ہین خنجر سے اُسکو ہلاک — نکالا جگر دل کیا اُسکا چاک
نگہ کی جو رستم نے پھر سوے غار — تو کشتہ بہت پائے دان دیو سار
یہ پوچھا انھین قتل کسنے کیا — جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا
کہ با جان دیو سپید لعین — ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے — جہنم مین ساتھ اُسکے یکسر گئے
یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار — کچھ انعام کا ہون مین امیدوار
تہمتن یہ بولا کہ اے جوان — کرون حاکم شہر مازندران
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا — یل پیلتن نے حوالے کیا
تہمتن وہانسے پھر اشاد شاد — گیا پیش کاوس فرخ نہاد
دیا مژدہ فتح جب شاہ کو — تو شادان ہو خسرو نام جو
لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین — کہ صد مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاوس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سر دار دیوون کا تھا بند نام — ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام
وہ لایا وہان ایک اورنگ زر — ہوا اسپہ کاوس پھر جلوہ گر

ادھر سے جہاندار کشورستان ، اُدھر سے سپہدار مازندران
کوئی دیو جو تھا وہاں بیدرنگ ، ہوا آ کے رستم سے جویائے جنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو ، کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش ، کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے ، ہزاروں تن آدم میں بے سر ہوئے
ہوا روز ہشتم درخشندہ جب ، یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
وہیں غیب سے پھر یہ آئی صدا ، کہ ہو فتح تیری بہ فضل خدا
کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ ، کرو فوج مازندران کو تباہ
کھڑے اُس کے آگے تھے پیلان مست ، کیا گرز سے اُسنے ہر اک کو پست
رہا ہاتھ سے گرز اُس دم ہوا ، طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
پل پیلتن لیکے اُس نیزے کو ، شہ جادوان سے ہوا رزم جو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ ، تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران ، ہوا رزم جو شاہ مازندران
کہ اس زخم سے ہو کے وہ غرق خون ، ہوا شاہ مازندران سرنگون
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان ، کہ جتنے ہیں ایران کے زور آوران
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ ، ہلا بھی نہ اُنسے ہوے سب ستوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام ، خوش و خرم و آفرین خوان تمام
غرض لا کے رکھا وہ کوہ گران ، کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
نکل اے شہ جادوان سنگ سے ، رہائی نہیں اب تری جنگ سے
یہ آواز سُنکر شہ جادوان ، جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان
وہیں کھینچ کر پھر تہمتن نے تیغ ، کیا پارہ پارہ اُسے بیدریغ
گریزاں ہوے مردم و اہرمن ، پریشان ہوے زیر چرخ کہن
شہ جادوان کا جو تھا تختگاہ ، ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج ، ہوا دور یکدست پھر دل سے رنج
جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا ، سو بخشش و جود مائل ہوا
کنیز و غلامان زریں لباس ، بصد بہجت و شفقت بیقیاس
پھر اولاد کو با نشاط و طرب ، حضور جہاندار کرکے طلب
بہت اُسنے کی خدمت و چاکری ، یہ ہے لائق عزت و برتری
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو ، رزروے عنایات اولاد کو

صف آرا ہوئے جا کے میدان میں ، ہوا حشر برپا پھر اک آن میں
لگا جا کے اک زخم نوک سنان ، رہی ہو کے پھر نہ قالب میں جان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون ، ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
ہوا گیر ہو کر غبار زمین ، گیا تا سر سقف چرخ برین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ ، رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ
کہ یارب مرے ہمقرین ہو ظفر ، زبوں ہوویں دیوان بیدادگر
یہ سُن کر شہنشاہ فرخ نہاد ، گیا سوے ناوردگہ شاد شاد
تہمتن سو شاہ مازندران ، شتابان ہوا مثل پیل دمان
کشادہ ہوئی راہ جب سربسر ، گیا راست تب رستم نامور
وہیں گیو نیزہ وہاں لے گیا ، تہمتن کو جا کر حوالے کیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ ، شہ جادوان بن گیا شکل سنگ
یہ ہو تحیر وہیں شاہ کاؤس کو ، یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
تو میں نے کیا زخم نیزہ رہا ، اور اُسدم یہ لیکن گمان پھر ہوا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ ، یہاں سخت حیرت میں ہے اک گروہ
اُٹھا لاؤ یہیں اُس کوہ کو زود تر ، یہ سُنکر وہ زور آوران سربسر
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان ، اُٹھا لے چلا اسنے کوہ گران
خوشی سے سر رستم نامدار ، بہت گوہر و زر کیا وان نثار
خروشان ہوا شیر نر سوے سنگ ، تہمتن یہ بولا کہ ہاں بیدرنگ
وگرنہ ابھی لے کے تیغ و تبر ، کروں ٹکڑے ٹکڑے اس کوہ کے زود تر
لگا کہنے کچھ میں لاؤں نہ باک ، ملا دوں اب اسکو تہ خون و خاک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران ، ہزیمت پڑی فوج کو درمیان
بفیروزی و فتح شاہ جہان ، ہوا داخل شہر مازندران
بجھے مردم شہر و دیوان تمام ، پرستار شاہنشہ ذوالکرام
سپاس و عنایات و لطف خدا ، جہاندار کاؤس لایا بجا
در بے بہا خلعت پرگہر ، زر و ملک و اسپان بازین و زر
تہمتن کو دے کر کیا سرفراز ، ہوا پہلوان کا فزون امتیاز
کیا عرض رستم نے اے بادشاہ ، یہ اولاد ہے بندۂ نیک خواہ
حکومت یہاں کی اسے دیجیے ، جہاں میں سرافراز اب کیجیے
کیا حاکم شہر مازندران ، فزودنی ہیں اُسکی توقیر و شان

حضور خداوند آیا وہ مرد — پراگندہ خاطر گرفتار درد — دکھایا اُسے دست آویختہ — کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار — رہ آشتی کر تو اب اختیار — کلاہور نے جب کیا یہ بیان — ہوا پر غضب شاہ مازندران
کیا پھر طلب رستم گرد کو — گیا جب حضور اُسکے وہ نامجو — لگا کہنے پھر شاہ مازندران — کہ تو ہی مگر رستم پہلوان
یہ سُنکر دیا اُسنے پاسخ دہین — کہ رستم کا ہون میں اک کمترین — یہ کہہ کر وہ نامہ حوالے کیا — وہ پڑھ کر ہوا پھر نہایت خفا
تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب — لکھا پاسخ نامہ اُسنے شتاب — کہ ہاں تجھ سے ہے دعوی سروری — نہو ہم سے جو پائے فرمانبری
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر — کہ قائم ہے ملک و تاج و سریر — بزرگوں نے تیرے نہ چاہا کبھی — کہ تا سوے مازندران لائین رو
تو باہر نہ انداز سے دھر قدم — نہ پھیرا یہی بیان پر رواں رکھ قدم — تہمتن نے یون وقت رخصت کہا — کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا
نہ بر باد کر اپنا دیہیم و تخت — روانہ ہوا کہہ کے دشوار و سخت — حضور شہنشاہ کاؤس جب — وہ آیا تو بولا ز روے طرب
کرتے تھے اب آراستہ ساز جنگ — رواں ہو چلے شوق سے بیدرنگ

جنگ کیکاؤس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفریاب شدن



جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی | نہایت ہی دشوار اب مخلصی | اگر تو بھی آویگا میدان مین | تو ہوگا گرفتار اراکین مین
پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب | تو پھر زابلستان ہے جون موج آب | روانہ ہوا سوے ہاماوران | یل سیلتن لے کے فوج گران
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا | شہ مصر و بربر کو یاور کیا | غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ | تہمتن سے آکے ہوئے کینہ خواہ
کیا پہلوان نے مبارز طلب | کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب | ہوا دلین ہر اک کے پیدا خطر | کیا زخم سے اُنکی [illegible] حذر
ہوا شاہ ہاماوران پُرغضب | گئے پہلوانان بھی ناچار تب | کیا قصد رستم نے یکبار کا | دیے جبکہ رستم نے حملہ کیا
سراسیمہ وہ ہین گریزان ہوئے | یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوئے | پھر آیا نہ میدان مین اک سوار | مقابل نکوئی ہوا زینہار
جو دیکھا کہ بیدل ہی سارے سپاہ | تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ | گئے سامنے پہلوان کے دلیر | مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سو تارک سر در مصر رہا | کیا گرز رستم نے جسدم رہا | بجا کردہ ضرب اُسکی بھاگا وہین | ولے بخت بد سے تھا چارہ نہین
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند | ہوا الغرض وہ گرفتار بند | شتابی سے کر زین سے اسکو جدا | اُسے رومان کے حوالے کیا
سپہ کے پھر حملہ آور ہوا | شتابان سوے فوج بربر ہوا | گریزان سواران بربر ہوئے | نہ یک لحظہ وان رزم آور رہے
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا | گرفتار پھر شاہ بربر ہوا | نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر | جہاں تک سواران ہوسے دستگیر
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران | ہوا آرزو مند امن و امان | ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی | [illegible]
جہاندار کاؤس باکرّ و فر | ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر | سپاہ سہ کشور بصد آرزو | ہوئی ہمرکاب اسکے تا جنگجو
روان سوے ایران ہوا بادشاہ | زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالی جناب | سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب | صف جنگ آراستہ وان ہوئی | جہانمین قیامت نمایان ہوئی
سپہدار توران نے پھر یون کہا | کہ اے پہلوانان جنگ آزما | پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد | کرے قتل یا آکے وقت نبرد
کرون صاحب تاج و افسر اُسے | سوا اُسکے دون اپنی دختر اُسے | یہ سن کر کئی مرد میدان مین | گئے اور ہوے کشتہ اک آن مین
پھر آیا سوے رستم افراسیاب | ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب | یل سیلتن لے کے گرز گران | ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
تو سالار توران ہراسان ہوا | سراسیمہ وانسے گریزان ہوا | دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ کین | ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوے کشتہ تورانیان یان تلک | کہ کشتونکے پشتے بنے تا فلک | گیا سوے توران پھر افراسیاب | ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست | ہوے سرکشان جہان خوب پست | ہوے شہ کے محکوم دیو و پری | لگے کرنے جون بندگان چاکری
مکان پائے نالور بر زبر فلک | بنائے بہت کوہ البرز تک | کرون اُن مکانونکی تعریف کیا | کہ تھا ہر مکان در و یاقوت کا
سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے | جہاندار کاؤس کے حکم سے | غرض دیو فرمائش بادشاہ | سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ
ولیکن یہ تنگ آ گئے تھے تمام | وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام | کہ شہ کو کسی طرح کیجے ہلاک | جہانمین رہین تا کہ بےخوف و باک

وہ گستہم اور طوس عالی وقار | وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما | زر و ملک اُن کو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تبہ تائید اقبال و نیروے بخت | جو مازندران سے کیا تاج و تخت
تو پھر سب ایران بفتح و ظفر | روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی | کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے | بلند اقتدار و زبردست ہی

کیا جسنے تسخیر مازندران | ہوئے خیل دیوان برابر حکمران
ہوئے سرکشان سن کے اندیشہ مند | مبادا کہ ہم کو نہ پہونچے گزند

ہیبت بادشاہان گردن فراز | ہوئے گام فرسائے راز و نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج | حضور اُسکے بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر | تو اُسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت بحروان شہ نے سیدھے کیے | مکان ملک توران کے اکثر لیے

نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران | مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایاں ہوئی اُس سے جب سرکشی | تو کی شاہ نے اُسپہ لشکرکشی

کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ | کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام | صنوبر قد و گل رخ و لالہ فام

جہاندار اُسکا ہوا خواستگار | نہ انکار اُس نے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان | ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان

رہا ملک ہاماوران برقرار | مراعات کی اور بھی بے شمار
پیام سپہدار ہاماوران | یہ آیا حضور شہ خسروان

کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے | یہانتک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب سری میہمانی کرو | مرے حال پر مہربانی کرو

کیا شہ نے منظور اسبات کو | ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
قبولی کہ اے خسرو نامدار | مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے | بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نجاؤ غرض قلعہ کے درمیان | کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بشاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار | گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان سات دن رونق افزا رہا | نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا

تمنائے سالار ہاماوران | برآئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت مین حاضر رہا | جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کمون کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا | شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو | کیا بند گودرز اور طوس کو

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ | تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہ لشکر سپہدار افراسیاب | سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

تصرف کیا آکے ایران مین | کیا ملک تسخیر اک آن مین
بزرگان ایران نے پھر زینہار | اطاعت نہ کی ترک کی اختیار

گئے زابلستان مین رستم کے پاس | شکستہ دل و پر غم و بیحواس
کیا جا کے احوال سارا بیان | کرے تا کہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا | تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران | کہ نیرو سے بازو سے میرے وہان

ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک | سلے دیو سرکش تہ خون و خاک
تمھین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو | باعزاز و اکرام یان بھیجدو

دگر سہ سواران زابلستان | نچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

گئے جبکہ نزدیک اُس رخش کے
پکڑ لیگئے ترک وانسے اُسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
از حراب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہان ہو وہان نیسے تو لا رخش کو
کرم کیجئے میرے ایوان پر اب
یہ گفتار سُنکر وہ شادان ہوا
لیا چین وہ دان رات کو ناگہان
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
ہوئے تیری مدت سے دیوانہ ہون
کسیکی نہون جفت تیرے سوا
بجا لائی مین شکر الطاف رب
غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی نیک خو
تو لا کر بجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام نریمان کا تھا
تو یہ مہرہ تو اُسکے بازو پہ باندھ
تو اُسکے مقابل نہو پیل و شیر
جُدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی پنجہ مانند سام
سنا کہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بت دلستان نے وہان
یہ گر کوئی پوچھے یہان صبح شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی بعد ازان وہ بت مہ جمال
بھیجون کسی کو حضور پدر

تو اُسنے لکد اور دندان سے
کیا جفت اک مادیان سے اُسے
پیادہ بسوئے سمنگان گیا
تہمتن سے جا کر یہ اُسنے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
بسر کیجئے اب بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا مہمان بنا
نمایان ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پریچہرہ و ماہ پیکر ہون مین
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
تمنا سے دل تھی یہ صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو آ
مجھے باپ سے میرے درخواست کر
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہین
سو رستم نے اُسکے حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو میں باندھ
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
بہت اسکی خاطر پریشان ہوئی
رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان مین لیل و نہار
سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل و
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دختر یا
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہی نام
یل سرکشان گرد کشورستان
ثنا گو ہے سام نریمان و زال
کہ پہونچا ہے دونون طرف کی خبر

کیے چند کس کشتہ اک آن مین
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
ترے ہم ہین فرمانبر و نیکخواہ
مرا رخش لائے ترے مردمان
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپ کا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
سمنبر گل اندام شمشاد قد
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہی نام
مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
ہوئی دال سنکر تری خوبیان
کیے کتنے تعین بہت مردمان
یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
وہ چاہے ہے تجھ سے زیادہ تجھے
سحر سو پدر شاہ کو کر طلب
ہوا اُس سے ہمخواب یکشب جوان
کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجئے کیا اثر مہرے کا
طلب رخش اپنا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے گئے جب گذر
وہ یکماہہ نظر و نمین یکسالہ تھا
ہوا جبکہ وہ سالہ دہ پیلتن
طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر
غرض آکے تہمینہ سے ایکروز
کہون کیا مین انکو بتا دو نہین کیا
دلیران و گردان روے زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال

رہائی ہوئی پھر نہ میدان مین
نہ دیکھا کہین دشت مین رخش کو
کہ آیا یہان رستم نامور
خدا ہی ہمارے سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجھکو پہونچا یہان
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
سحر آپکے پاس آ جائے گا
شراب مصفا و نقل و کباب
پریچہرہ مہ روے و خورشید خد
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
رہون جون پری میں دنیا سے نہان
خدا سے کیا عہد مین نے کہ ہان
کہ لائین ترے رخش کو اب یہان
کرون تا حقیقت مفصل بیان
کریگا نہ انکار اس بات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر تجھ سے ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوار اسپ پہ ہوکر ہوا پھر روان
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل و لالہ تھا
لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک نغز و نر
یہ سنکر پریچہرہ نے یون کہا
کوئی زینہار اسکے ہمسر نہین
تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زنہار دلمین خیال

پھر ابلیس سے سنکے وہ رخیم دیو
گیا بس وہین پیش کیہان خدیو

دنے حیقت ہے یہ کہ راز فلک
نہین تجکو معلوم کچھ ابتلک

اگر تو ہو عازم سوا آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہان

یہ کہنے لگا اُس سے پھر تاجور
کہ تو لے چلیگا مجھے چرخ پر

کیا عرض سے بادشاہ جہان
تو ہو خسرو خسروان زمان

کواکب کی گردش کا بھی زینہار
نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہوگئی عقل پھر شاہ کی

تو مین تجکو انجام دوران شمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اُسکی کرون
سر چرخ پر آپ کو لے چلون

رفتن کاؤس شاہ بہ سیر آسمان وافتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس وہ رخیم دیو
کہا یون کہ راضی ہے کیہان خدیو

ملے اُسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردون پہ کس طرح لیجائیے

گیا پھر سنکر وہ شہ نامدار
عقاب اُسنے جنگل سے منگوائے چار

انھین ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر اُنکو فاقہ دیا

عقابون کو باندھا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

مگر قصد یہ تھا سر آسمان
کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان

جہانتک اُنھین زور پرواز تھا
ہوئے اوج گیر ابر سے ہوا

گرا بیشہ چین مین وہ تاجدار
گزند اسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

چہل روز غمگین و خستہ رہا
پراگندہ وہ دل شکستہ رہا

بشارت ہوئی خواب مین رات کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

کئی آکے دیوون نے پھر یہ خبر
کہ ہے بیشہ چین مین وہ تاجور

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز و رستم نے وان آنکر

ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہے بدخواہ کو تخت گاہ

بنا خوب کیا تجھ سے کار زمین
کیا پھر جو قصد سپہر برین

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
کیا شغل داد و دہش بعد ازان

سر تاجداران تھا کیہان خدیو
پرستار تھے اُسکے فغفان و دیو

وہ شہ دہر مین اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر سر نامور

الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ
رہے اس جہان مین بہ تیغ و کلاہ

بتائی وہین اُسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

کھلایا اُنھین گوشت شام و سحر
قوی زور اُنکے ہوئے بال و پر

رکھی ران بزغالہ کی اک نیزے پر
کیا ایک تیار پھر تخت زر

کہ اب بیٹھئے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

اُڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سو گوشت پرواز کی پھر شتاب

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

کہ پکڑے ہوئے تھا قوی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

وزیرون نے القصہ کی جستجو
روانہ کیے دیو ہر چار سو

روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سو تخت گاہ

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یک قلم گم تری عقل و رائے

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام
شہنشہ سے راضی ہوئے خاص و عام

جہان مین کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

کمربند تھا جاودان بندہ وار
شب و روز رہتا وہ خدمتگذار

سمند قلم کی میں پھیرون عنان
لکھون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایک دن رستم نامدار
گیا دشت مین جو برائے شکار

کسی سمت سے آگئے ناگہان
سواران ترکان عیار وان

ہوا سیر اک گور کے کھا کباب
کیا پھر وہاں اُسنے آرام و خواب

تو رستم کے گھوڑے پہ ڈالی کمند
کیا گردن رخش کو زیر بند

جہانمین تھا گرد آفرید کا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض ہوے سہراب وہ تیغ زن
سنان سے اٹھایا اُسنے زین سے
سوار اسپ پر ہو کے وہ دلربا
اسیر کمند اُس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو مین دون تجھے گنج و زر بیشمار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس زمن مین رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
کیا پیش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہی عمر مین خرد ہی
مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہژبر
نیا مصلحت ہی کہ ای شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو دوز ہی تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے ای پہلوان جہان
ہوا گیو نامے کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اسکی ہان کیونکہ لکھتی یہان
کہ پہونچون وان ہو کے اب نہ شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب ان
نہین اب یہ لازم توقف یہان

ہنر جنگ کے یاد اُسکو تمام
لباس نبرد اُسنے کر زیب تن
تو سہراب حیران رہا دیکھ کر
ہوئی جون نگہ اپنی ناوک فگن
سر خاک ٹپکا وہ زین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سمر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اُس پر وہین
کہ اس قلعہ مین ہی مرا اختیار
پدر اور برادر سے اُسنے وہین
گریزان ہوے الغرض وقت شب
گیا قلعہ مین پھر لی نام جو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر زلف وار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہی
تو وہ لیگیا کرکے دو مین اسیر
تو غافل نہ ہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشور ستان
جہانگیر ہی تیر اگر ز گران
زبون اُس سے ہین پہلوان سب تمام
نہین کوئی اُسکے مقابل یہان
بفرمان شہ ہوے زابلستان
کہ کس شکل و صورت کا ہی وہ جوان
کہ حاملہ تھی جو بنت سمنگان نہان
جسے سام پیکر کہے ہی جہان
بھلا کسلیے مجھ سے رکھتی نہان
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن تک وہ شادی کنان
بجا لائے حکم شاہ جہان

سُنا جبکہ گرد دلاور ہژبر
شتابی سے ہو باد پا پر سوار
گمان لیگیا زن ہی یہ نامرد
لگی سنجطا چھوڑنے تیر جب
ولے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دلیری یہ اُسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دلستان نے یہ سہراب سے
رہا اُسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نہ پایا کہین وہ مان کا نشان
اُدھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہی توران سے
ولے پیلتن ہی جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ تیار جب سربسر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہین یہ خاص و عام
تولد ہوا ہووے اُس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا
یہ بولا وہین رستم نامدار

ہوا وقت بیگاہ زندہ اسیر
دلیرانہ آئی پئے کارزار
ہوا یا کوئی طفل یہ خاص جو
سپر رکھکے سہراب نے منھ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزے کو بس وہین
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوے سر بسر موے سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے
ولے عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی یہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان
ادھر گژدہم قلعے سے بھاگ کر
مشابہ ہی سام و نریمان سے
قوی بازو و چیست مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہی سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہی اک گرد توران سے
یہان زور کا اُسکے ایک شور ہی
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اسکی ہی مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھ سے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان لکھی خبر
کہ ہی اسطرح حکم کیہان خدیو
ذرا بادہ لعل گون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

ترا نام سنکر جو رستم تجھے بلاوے تو پھر رنج و غم ہو مجھے
سوا اسکے وہ شاہ افراسیاب کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
رکھے تجھ سے باپ سے بغض و کین یقین ہے کہ وہ تجھ کو چھوڑے نہین
غرض یہ ہے بہتر کہ تو زینہار نہ کر باپ کے نام کو آشکار
ہوا تند وہ کودک ارجمند یہ بولا نہین بات یہ دلپسند
رکھوں مین نہ پوشیدہ نام پدر نہین مجھکو ہرگز کسی کا خطر
سواران ترکان و مردان کار فراہم کرون لشکر بیشمار
پھر اک دم مین لون تخت کاؤس کا مٹاؤن مین نام و نشان طوس کا
بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر کرون اسکو ایران کا تاجور
کرون قصد پھر سوے افراسیاب سر تخت لون اسکا جاکر شتاب
جو رستم پدر ہے اور مین پسر نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
پری چہرہ مانند ابر بہار یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
ہوا گرم سہراب پھر بہر زین کیا اسپ سنے طلب بعد ازین
دکھائے اسے گلے شہ نے تمام کہ تہمین ہر اک اسپ تھا تیز گام
پسند اسکو لیکن نہ آیا کوئی سواری کے لائق نہ پایا کوئی
سر پشت ہاتھ اسنے جسکے رکھا شکم اس ہیونکا زمین سے لگا
ہوا بچۂ رخش جب روبرو تو شادان ہوا وہ یل نامجو
کہ وہ بادپا جیسے شایستہ تھا قوی زور و چالاک و بائستہ تھا
سوار اسپ پہ ہوکر یل شیرزاد نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راه دار ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا مہیا لڑائی کا سامان کیا
زرہ پوش مردان جنگ آوران فراہم کیا لشکر بیکران
لگا کہنے پھر یون کہ اب ہے یہ عزم کرون شاہ کاؤس سے چلکے رزم
سر تخت کاؤس رستم کو دون سپہدار اقلیم ایران کرون
ہوے متفق اسکے تورانیان لگے کرنے اغوا اسے ہر زبان
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب نہ چھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب پھر اسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کہ بدخواہ میرا ہی کاؤس شاہ یہی آرزو اسکو کیجیے تباہ
کمر باندھ کر کینہ خواہی پہ چست کیا قصد ایران جو تو نے درست
تو مین ہون نیواب ترا اے جوان کرون تیرے شامل سپاہ گران
روانہ کیا فوج کو پھر ادھر کیے اسمین سرکردہ دو نامور
سنو نام کا انکے مجھ سے بیان کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
یہ افراسیاب انسے کہنے لگا کہ رکھیو ذرا دھیان اس بات کا
کہ سہراب رستم سے واقف نہ ہو تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
پدر سے پسر اور پسر سے پدر نہ ہو آشنا زینہار ہمدگر
کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما
قوی زور سہراب ہے اور دلیر یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر
بوقت دغا رستم نامجو اگر ہووے کشتہ تو سہراب کو
کسی حیلہ سے کیجیو تم ہلاک اسے بھی ملانا بخون و خاک
جو کشتہ ہون یہ دونون جنگی سوار رہے پھر کسے طاقت کارزار
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر ہلاک بداندیش آسان ہو پھر
سوا فوج کے اسنے بید و دریغ روانہ کیا پیش سہراب گنج
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان ہوا سوے اقلیم ایران روان
کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا سو جنگ سہراب مائل ہوا
مبارز کیا جبکہ اسنے طلب گیا سامنے اسکے سہراب تب
یہ سہراب نے اس سے پوچھا کہ ہان ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
دیا اسنے پاسخ کہ ہون مین ہجیر قوی بازو و زورمند و دلیر
کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
بہت زور اسنے کیا کین سے ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
دلیری سے سہراب نے بعد ازان روان کرکے پہلو مین اسکے سنان
اٹھا زین سے ٹپکا وہین خاک پر اسے لیگیا پھر گرفتار کر
وہان ایک تھا گژدم پہلوان اور اسکی تھی اک دختر دلستان
سو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر ہنرمند دانا شجاع و دلیر

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر / تو کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کرکے طلب / یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
یل پیلتن با سپاہ گران / ہوا آگے سہراب والے سے وان
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز / نہان ہوگیا مہر گیتی فروز
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین / تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی / گئے گیو گودرز و طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ / تو دیکھا کہ ہے بیکران یہ سپاہ
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو / کہ ہے کسقدر لشکر جنگ جو
جو یہ کثرت فوج آئی نظر / تو ہومان کے ہوش اڑ گئے سر بسر
یہ سہراب بولا ہراسان نہ ہو / کرون قتل اکدم مین سب فوج کو
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار / بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اُس سراپردہ مین رات کو / خبر کے لیے رستم نامجو
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہان / لگا کرنے احوال دریافت یان
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر / چپ و راست ہین اسکے سب نامور
مہیا ہے بزم نشاط و طرب / خوشی سے می لعل پیتے ہین سب
کوئی بزم مین ژندہ تھا پہلوان / پڑی جو یہ اسکی نظر ناگہان
اُٹھا وہ وہین اور اسکے روبرو / لگا پوچھنے یون کہ ہے کون تو
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت / تو کشتہ ہوا ژندہ خفتہ بخت
گیا وانسے پھر رستم نامور / اور اک شخص ناگاہ آیا ادھر
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان / کہ ہرگز نہین اسکے قالب مین جان
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ / تو ژندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
یہ سہراب لوگون سے کہنے لگا / کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
نمود اپنی دکھلا گیا اس جہان / خبر لے گیا آن کر بیگمان
عوض ژندہ کا صبحدم جاکے لون / کرون ایک لشکر کو مین غرق خون
نچھوڑون سحر ژندہ کاؤس کو / ملاؤن تہ خاک خون طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن / ادھر شاہ سے رستم پیلتن
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان / کرون کیا مین سہراب کا امتحان
جوان قوی ہیکل و زورمند / قد اُسکا ہے مانند نخل بلند
تکلف نہین سچ مین کچھ زینہار / بعینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ / پدر اور پسر مین باہم ہو جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم بزم / پر اب سنیئے سہراب و رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے / کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
جب آراستہ اپنا لشکر کیا / یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو / کرو اپنی آراستہ فوج کو
ہجیر دلاور کو کرکے طلب / کہا گر کہے راست تو مجھ سے اب
تو بخشون ہاتھی تجھے بند سے / وہ بولا وہین اُس تنومند سے
دروغ آگے مردم کے ہے بیفروغ / بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ
ہجیر اور سہراب یل پھر وہین / گئے وانسے بالائے حصن حصین
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر / پلنگ سراپردہ گردون نظیر
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو / کہ ہاتھی ہین جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ / یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
[illegible] ریت کسکا ہے خیمہ کیا / وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ / یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما / خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان / سراپردہ سبز کسکا ہے وان
کھڑا ہے جہان کا دیائی درفش / کہ ہے یکقلم سرخ و زرد و بنفش
سوا اُسکے جون تخت کا ہے یکے / رکھا اک سراپردہ مین تخت ہے
یہ سنکے تھا واقف دلاور ہجیر / کہ ہے خیمہ رستم شیرگیر
دلے دل مین اندیشہ اُسنے کیا / مبادا کہین ترس جنگ آزما

نہین کوئی ہو بچے مرے یہ ورگو
غنیمت ہی یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
زوارہ جو اُسکا برادر تھا خرد
تو دو دن وہ شاہنشہ نامور
کہا اتنا توقف وہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جھٹکا وہین اپنا دست
سمجھتا نہین کون کاؤس ہے
مخاطب ہے اُبھر سے شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر رکھو اپنے تاج شہی
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نہ کر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہے
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کہے ہی یہی گرد ہر ایک یان
خدا کیلئے اے یل نامور
سمند عزیمت کی پھیر اب عنان
زبانپر ہو لوگونکی پھر یہ سخن
یہ سنکر وہین رستم پہلوان
یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذرخواہ
کرے آج ترتیب بزم طرب

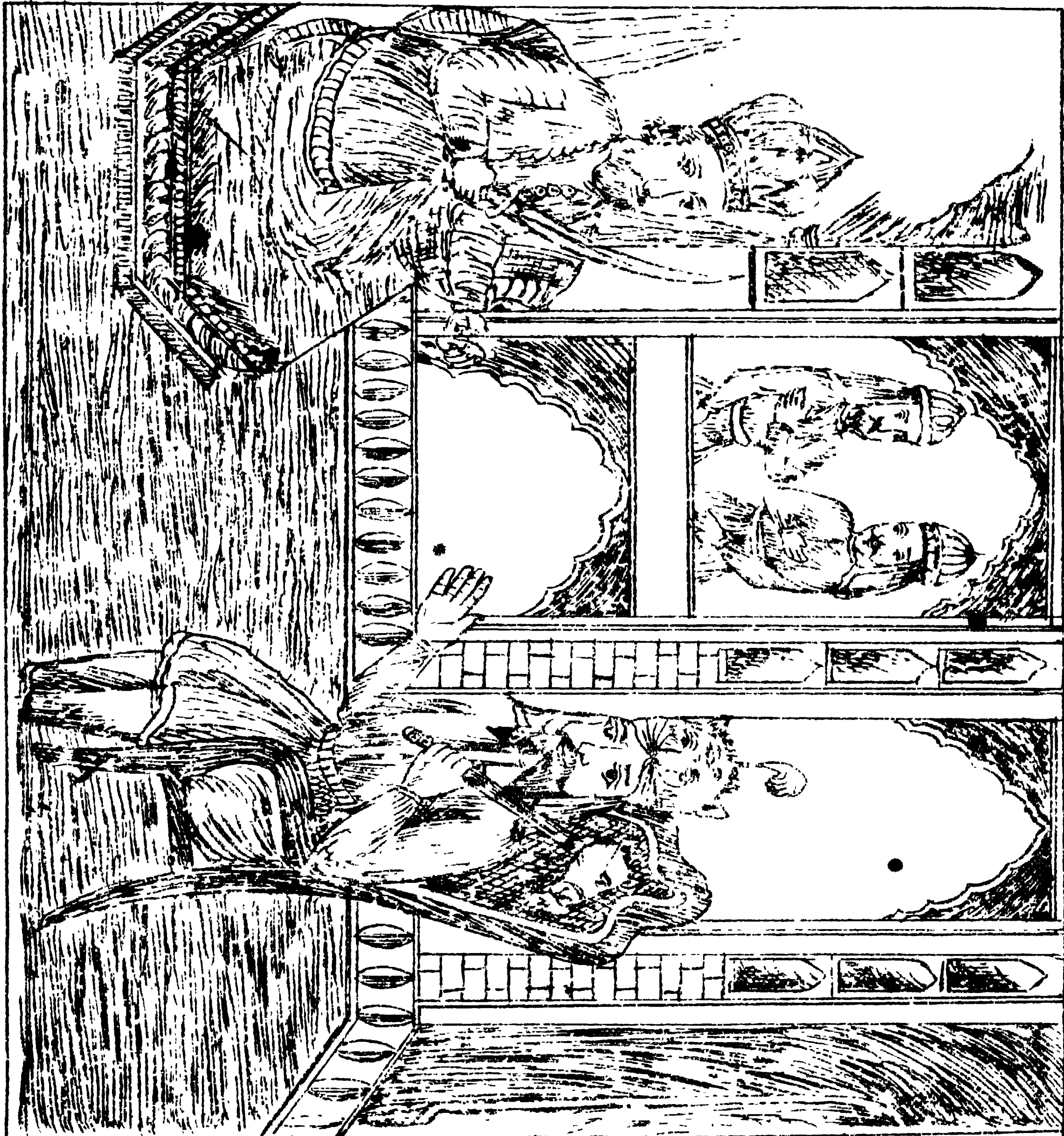
یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہی آخر کار چلنا اُدھر
تو پھر زابلستان سے باکر و فر
اُسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگین رستم و گیو پر
مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
کہا جا لیجا اُنھین سوے دار
خردمند پھر ہوکے جوان تمیز
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تو خس سے بھی کمتر ہی پھر تاجور
کرو ملک ایران مین فرماندہی
پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ مہی
روان سوے زابل ہوا شہریار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب نتھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاجز ہی دل سے کاؤس کے
سر نو کئے عہد ہو عذرخواہ
کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان
تو ایرانیون پر ذرا رحم کر
تو ہرگز نہ جا سوے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹتی مجھ سے خوے زشت
ہوا تند پھر تجھپہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا یہی بادشاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت یہ شب

کہ دائونگا جب رخش کو جا کے وان
رہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض ہوکے منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون ز روے غضب
زبردست تھا طوس ہر چند پر
پھر اُسنے سوے رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہی کونسا نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
نہ ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تبہ کاری کی تونے اب اختیار
دلیران دیگر دمکش و ناجو
ولیکن نہ اقبال مین نے کیا
ہی میری سزا تونے جو کچھ کہا
جو آزردہ ہوکر گیا پہلوان
کہا اُسنے یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہو شاہ گیتی ستان
ہوا اُسکے گودرز وہین روان
تمیز اُسکو اے پہلوان کچھ نہین
تو ہو ویگا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہی تو
وگرنہ ہون گردان توران دلیر
یہانتک ہراسان و ترسان ہوا
اُٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے مین نے یان
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
جو کچھ حکم ہووے سو لاؤن بجا
سحر تا اُسے لیکر سپاہ گران

رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
گیا پیش کاؤس جب پہلوان
کہ دونونکو تو دار پر کھینچ اب
کیا رستم نامور سے حذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
نہین ہی کسیکا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہی تمہارا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھ سے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا
بجا ہی روا تو لے جو کچھ کہا
تو پیدا ہوئے وہین پیر و جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہان
تہمتن سے جا کہیا پھر بیان
جو آوے زبانپر کہے بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سربسر
کوئی گرد اُس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین آکے مانند شیر
کہ بے جنگ یانسے گریزان ہوا
کہا پھر کہ اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ گر تجھسے اے پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد جب یون کیا
سوے دشمن کینہ جو ہون روان

کہا پھر یہ سنتے رہ لطف سے ۔ کہ تبلا نشان تہمتن مجھے
جواب اسکو اسنے دیا پھر وہی ۔ جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو ۔ تو رکھ یہ ہستی اب مرے روبرو
کروں ورنہ تن سے ترا سر جدا ۔ کروں قید ہستی سے تجھکو رہا
کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب ۔ عبث ہے مرے ساتھ یہ کینہ اب
یہی جبین ہے تو بہانہ ہے کیا ۔ مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
تن اسکا ہے مثل تناور درخت ۔ زبردست و چست و توانا و سخت
کہا سنکے سہراب نے ای جوان ۔ کہاں تو نے دیکھے ہیں جنگ آوران
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان ۔ کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
کیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ ۔ شتابان ہوا سوے میدان جنگ
عوض زندگی کے رات کھائی قسم ۔ کروں کشتہ کاؤس کو صبحدم
اگر پاس نام اور عزت بھی ہے ۔ تو آ کر مقابل ہو کاؤس کے
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار ۔ کہ آتا ہے اب کونسا نامدار
کوئی جب نہ اسکا ہوا ہم نبرد ۔ ہوا تب خروشندہ وہ شیر مرد
چراتا ہے دل رزم سے جو سہا ۔ تو کیوں نام کاؤس اپنا رکھا
کوئی جلد رستم سے جا کر کہو ۔ کہ یارا نہیں ہے کسی گرد کو
دوان طوس پاس تہمتن گیا ۔ تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ ۔ بد اندیش سے آج ہو کینہ خواہ
وے طوس نے جب کیا یہ بیان ۔ تو ناچار پھر رستم پہلوان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم ۔ ستیزندہ ہوں چلکے یکسو بہم
تو سہراب نے یوں کہا اے جوان ۔ نہیں ہے کسیکو تاب و توان
یہ سنکر وہیں رستم نامدار ۔ لگا کہنے اے کودک خامکار
وہ میں ہوں دلاور یل نامجو ۔ کہ دیو سفید سیہ کار کو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان ۔ کہ شاید تو ہے رستم پہلوان
یہ سنکر اسے یاس افزوں ہوئی ۔ بہم جنگ پھر زیر گردوں ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر ۔ وہ نیزے شکستہ ہوے سر بسر
بہم ضرب یہ ضرب تھی بدریغ ۔ شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود ۔ ہوے آخرش کج سراسر عمود
عرق میں ہوا تر سراپا بدن ۔ ہوے خشک یکدست کام و دہن

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا ۔ کروں تجھ پہ مصروف لطف و عطا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے ہژبر ۔ نہیں یہ تری بات کچھ دلپذیر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر ۔ تو زنہار اب مجھ سے پنہاں نکر
کیا اسنے پھر اس سے انکار صاف ۔ وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہیں ۔ تو کھینچے ہے کس واسطے تیغ کین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یوں ہژبر ۔ کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
ہزاران دیوان و پیل و پلنگ ۔ مقابل نہوں اسکے ہنگام جنگ
جہانمیں ہیں ایسے خداوند زور ۔ کہ رستم کو سمجھے ہیں تند مور
بلندی سے اسنے فرود آن کر ۔ زرہ اور جوشن کیا زیب بر
جدھر قلب میں شاہ کاؤس تھا ۔ ادھر جاکے سہراب نے یوں کہا
سواران ایران کو میدان میں ۔ تہ تیغ کھینچوں نہیں اک آن میں
سوا اسکے ہووے جسے عزم جنگ ۔ نبرد آزما مجھ سے ہو بیدرنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور ۔ کہ تھا دلمیں ہر اک کے خوف و خطر
کہ شاہوں کو غیرت ذرا چاہیے ۔ نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیے
یہ آواز کاؤس نے دی وہیں ۔ کہ اے نامداران ایران زمین
جو اس گرد سے جاکے ہو کینہ خواہ ۔ ہراسان و خائف ہے تمیں سپاہ
کیا تھا یہ رستم نے اسدم قرار ۔ کہ پہلے کرونگا نہیں کارزار
مبادا جو پہچان لے یوں ۔ تو پھر میں نبرد آزما اس سے ہوں
پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار ۔ گیا سوے میدان پئے کارزار
کہا یوں تہمتن نے اچھا چلو ۔ گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو
جو مجھ سے مقابل ہو میدان میں ۔ کرونگا تجھے قتل اک آن میں
نہ کر سختی اب پختہ کاروں سے تو ۔ نہ جنگ آوروں سے ہو پنجہ تو جو
کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ ۔ نہ جانبر ہوئے مجھ سے شیر پلنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہیں ۔ میں اسکا ہوں اک چاکر کمترین
ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان ۔ لگی چلنے باہم سنان بر سنان
دلیروں نے پھر کھینچکر تیغ تیز ۔ کیا گرم بازار کین و ستیز
لیا ہاتھ میں پھر عمود گران ۔ لڑے اسقدر مرد جنگ آوران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم ۔ رہا پھر نہ زنہار گھوڑوں میں دم
جدا گانہ پھر دونوں استادہ ہو ۔ وہ سہراب اور رستم نامجو



سُنے نام رستم کا اور ناگہان ۔ کرے جنگ پرخاش جا کر وہان
وہ غافل ہو اور کشتہ ہووے کمین ۔ قیامت ہو برپا پڑے زمین

یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار ۔ نہ بتلاؤں نام یل نامدار
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان ۔ سپہ لیکے بھیجا ہی اک پہلوان

کہ ہو یادر شاہ کاؤس کے ۔ یہ اُسکا سراپردۂ سبز ہے
وہ بولا کہ اس گرد کا نام کیا ۔ کہا نام اُسکا نہین جانتا

کہا دلمین اُسنے کہ ان نے وہان ۔ بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
وہ سب دیکھتا ہون ولے ہی عجب ۔ کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب

کہا پھر ذرا غور سے رزمگاہ ۔ کہ کس نامور کی ہی یہ بارگاہ
یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا ۔ کہ خیمہ ہی یہ چین کے گرد کا

کہا تھا یہ سہراب نے ہی کہان ۔ سراپردۂ رستم پہلوان
یہ سُنکر دیا اُسنے پاسخ وہین ۔ کہ وہ زابلستان سے آیا نہین

مصمم کیا تونے اب دلمیں کیا ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہ بہتر ہی ہم تم نہ ہون رزمخواہ کرین راستی دونون شام و پگاہ
بہم محفل آرا و مے نوش ہون بجنگ نبرد و طرب کوش ہون
کرین عہد و پیمان کو محکم ہم پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
تو کیسو ہوتا اور کوئی جوان یہان آن کر ہو ستیزہ کنان
مرے دلمیں پیدا ہوئی تیری مہر نہ ہو کینہ ہو تو بھی زیر سپہر
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان دلے نام تیرا ہی مجھ سے نہان
کسی نے بتایا نہین زینہار تو کر نام کو اپنے اب آشکار
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر پل پیلتن رستم نامور
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان پر ایمن نہ تھا رستم پہلوان
کہے تھا یہ دلمیں پل پیلتن نہین طفل کا اعتبار سخن
یہ پاسخ دیا پھر تہمتن ایجوان نہین مین بھی کودک تو گو ہی جوان
بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب نکر مجھ سے گفتار مکر و فریب
کمر باندھ پشت ہیون سے اتر کہ سرگرم کشتی ہون اب ہم اگر
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین تو ناچار سہراب بولا وہین
تو مائل ہوا اسکے کشتی اگر توان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر
نہین چاہتا یہ کہ تجھ سا جوان مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہان
یہ کہکر وہ دونون پل نامدار لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور رستم نے وان جلد بیش گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
ہوا وہ خرد خندہ چون پیل مست کیا زور سے اسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی خرابی تہ چرخ یہ خم ہوئی
گرا خاک پر جب پل نامور تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون
کیا حیلہ رستم نے شوکت دوان لگا کہنے سہراب سے ای جوان
یہان کے یہ آئین نہین زینہار کرے زیر جسکو کوئی ایکبار
تو سر کو کرے اسکے تن سے جدا مگر ہو دگر بار زور آزما
اسے قوت و زور سے لا کے زیر کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے غرض پل تہ اٹھایا وہین کینہ سے
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا کیا اسنے افسوس اور یون کہا
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
نہ دیکھا تھا تک ہے فراز و نشیب تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب
تہ دام آیا تھا شیر ژیان دیا چھوڑ مفت تونے کیا تھا زیان
ہوئی بیوقوفی یہ تجھ سے کمال رہائی تری اس سے اب ہے محال
پل نوجوان نے کہا کیا ہے غم کرونگا اسے زیر پھر صبحدم
گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ
دعا اسنے مانگی کہ اب یا خدا وہی زور دے مجکو پہلے جو تھا
اسے ابتدا مین تھا زور اسقدر زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر
وہ عاجز بہت قوت فنا رہتا زمین پر خرام اسکا دشوار تھا
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار
ہوئی تھی مناجات اسکی قبول مراد اسکی وہین ہوئی تھی حصول
غرض کرکے شب زاری و انکسار ہوا زور پیشین کا وہ خواستگار
خدانے پذیرا کی اسکی دعا وہی زور اسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دیگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

پھر دیکھ کر قوت و زور تن ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار بجا لاکے اور خوش یہ ہو سوار
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ ہوا جلکے سہراب سے کینہ خواہ
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوے کارزار عزیز اپنی شاید نہین جان اسے
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
وہ کرنے لگے پھر در کشتی ہم ہوے مائل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
پکڑ کر کمر بند سہراب کا زمین سے لیا پیلتن نے اٹھا
پٹک کر زمین پر اسے پھر وہین سر سینہ بیٹھا وہ از روے کین

ذرا اس کے کہنے لگے اپنا دم
ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
تہمتن بھی دل میں یہ کہنے لگا
کہ اس قدرت و قوت و زور کا

سمندر شہادہ کیا دبا [illegible]
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
پھر اتنے میں سہراب نے یوں کہا
کہ تیر و کماں سے ہو جنگ آزما

بہم دونوں لیکر کمان خدنگ
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
ہوئے دم میں ترکش تہی سر بسر
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر

پکڑ کر کمر بعد از ان
لگے زور کرنے وہ دونوں جوان
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر

تو دیتا جبل کو زمیں سے ہلا
ولیکن نہ سہراب زیں سے ہلا
کیا زور اُسنے بھی ہر چند پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور

اسے چھوڑ سہراب نے بس وہیں
لیا ہاتھ میں گرز از روئے کین
جو مارا تہمتن کے بالائے سر
تو رستم ہوا رستم نامور

یہ سنکر لگا کہنے سہراب پھر
کہ ہے جنگ کی تجھ میں کچھ تاب پھر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
قریب آگیا اے جوان وقت شام

تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
ترے ساتھ پھر آکے ہوں رزم خواہ
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
سو لشکر شاہ آیا دوان

تہمتن ادھر کھینچ کر تیغ کین
شتابان ہوا کھینچ ترکان کین
کہوں کیا کہ اک دم میں یاں اژدہا
ہزاروں ہوئے قتل پیر و جوان

یہ رستم کے پھر دل میں آیا یقین
مبادا کہ سہراب از روئے کین
کہیں شاہ سے جا کے ہو رزمجو
وہ غیرت سے ضائع کرے انکو

شتابی لگا ورگی موڑ عناں
کہا آکے سہراب نے یوں کہ ہاں
تو جنگ لڑنے سے وقف نہیں
عبث ہے یہ بیباکی و بغض و کین

ذرا صبر کر شکوہ آج اے جوان
ستمگر تو ہے اور میرا گرز گران
سوا اسکے گر ہے خواہان جنگ
تو پھر ہو مقابل کے بیدرنگ

اسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر
گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
دہانے وہ سہراب جید گیا
سرا پردے میں اپنے رستم گیا

تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
بڑا ہی دلاور ہے یہ خرد سال

تن اس کا ہے آہن سے بھی سخت
موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر
اثر اسپہ کرتا نہیں زینہار
مرا زور یا زور دم کارزار

تسلی لگے دینے شہ نے کہا
کرے گا ظفریاب تجھکو خدا
شہنشہ سے رخصت ہوا سلیتن
زوارہ سے جا کر کہا یہ سخن

کہ سہراب ہر چند ہے خرد سال
دیے اسکو ہے زور و قوت کمال
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
ہے سخت گر ہمقرین ہو ظفر

مبادا اگر کشتہ ہو وقت رزم
تو کچھ رنج کا اس کے کیجو نہ غم
سمجھ زال لشکر کو لے جائیو
خیال اور دل میں نہ کچھ لائیو

تو واں باپ کے جائے لیوے ہی
ہوا وہ جو کچھ جیسے تقدیر تھی
عبث زاری و آہ و نالہ و بکا
بھلا چارہ کیا جب آوے قضا

زوارہ سے جب یہ کیا یہ سخن
لگا کرنے گریہ یاں سلیتن
کہا کرکے زاری کہ اے کردگار
ستے یوں کرم کا ہیں امیدوار

تو بدخواہ پیکر سے مجھے جواب
بد اندیش بھلو نے دے شتاب
اُدھر سلیتن کا یہ احوال تھا
ادھر جا کے سہراب جنگ آزما

یہ ہوا تھا ہے بولا کہ اے نیک مرد
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد
قوی بازو و سخت چنگال ہے
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے

وہ پایا ہوں میں سراپا نشان
مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیان
گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
جہان پہلوان رستم نامور

یہ سہراب کو اُسنے پاسخ دیا
کہ رستم کو یوں خوب پہچانتا
تہمتن کے ہے شکل پر یہ جوان
لگا دیکھنے بھی یہی رخش ہاں

ولیکن یہ رستم نہیں زینہار
یقین جان تو اے دل نامدار
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تاباں جو پیدا [illegible]
تو سہراب اور رستم پیلتن
تہمتن زرہ در رخش پہ ہو سوار
گئے سوئے میدان پئے کارزار

شتابی سے رستم سہراب کا [illegible] ہوا
سوئے الفت و مہربانی ہوا
تہمتن سے پہلے ہوا قصد جو
کہا دو وہیں ہنسکر اے تندخو

تڑپتا تھا سہراب بسمل اُدھر   اُدھر رستم گرد تھا نوحہ گر
تو سمجھے یہی دلمین سب پیر و جوان   کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زبان   کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
سوِ رزم گہ جا کے لاؤ خبر   مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ   نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ
کرے ہی فغان اور بیتاب ہے   تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے
اٹھا کر سپر رستم نامور   لگے پوچھنے سب کیا ہی خبر
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم   رہیگا قیامت تلک یاد غم
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا   کہ تن سے کرے اپنے سر کو جدا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا   غم و درد سے شور و فغان کیا
جگر پر میرے زخم کاری لگا   نہین کچھ بھروسا ہی اب زیست کا
پسر سے یہ بخت سے بار رہا   جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے کیا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا   تو پریشان حال اُس سے ہردم ہوا
کوئی کیا کرے کس کا ہی اختیار   نہین چارہ تقدیر سے زینہار
احوال سنکر ہوے نوحہ گر   زوارہ اِدھر اور رستم اُدھر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا   کسی کو نہین اس جہان مین بقا
بحل تمکو میںنے کیا اپنا خون   مرے التماس ایک کہتا ہون یون
نہ ہو جا کے ترکون سے پھر کینہ خواہ   نہ کھینچے سوِ ملک توران سپاہ
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر   مراعات کرتا مین شام و سحر
جگر خستہ نے جو کہ اُسدم کہا   تہمتن نے اُسکو پذیرا کیا
جو ہی خاص ترنوشدارو وہ لا   مگر اُس سے چارہ ہو سہراب کا
لگا کہنے سنکر یہ شاہِ جہان   مہیا ہی وہ نوشدارو یہان
برای پسر مرد خجستہ صفات   ہی کچھ یاد رستم کی اُس دن کی بات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب   رہ و رسم دی ہاتھ سے اُسنے سب
سوا اُسکے سہراب کی گفتگو   سُنی خوب تونے وہ آفت ہے تو
کہے تھا وہ ہر دم سے بزم یہی   کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی
سُنا جبکہ گودرز نے یہ سخن   گیا پھر وہ پیش یل سلیتن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند   گیا آپ پیش شہِ ارجمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا   نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار   کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوار
وہین اڑ گئے یکقلم سب کے ہوش   اُٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
کیا حکم شہ نے کہ ایک بارگی   اُدھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
تو کیجائے تدبیر کچھ اور یان   کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
سواران لشکر گئے جب اُدھر   تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان   لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن   لگا کہنے یون رستم سلیتن
مرے رو و سر پر پڑی ہاے خاک   پسر کو کیا مینے ناحق ہلاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ   لگے رونے گردان فرخ صفات
کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال   وہ بولا کہ ہی درد مجھکو کمال
یل سلیتن کے سراپا نشان   مری ماں نے مجھ سے کیے تھے عیان
مجھے نام رستم بتایا نہین   رکھا ہاے غافل جتایا نہین
رکھا اُسنے بھی نام اپنا نہان   کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان
پسر کی اجل باپ کے ہات تھی   ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان   کیا دیدۂ تر سے دریا روان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو   ذرا صبر کو دلمین اب راہ دو
کہ زنہار اب رستم ارجمند   نہ پہونچا وے لشکر کو میرے گزند
کہ مولد مرا ملک توران ہے   مری جلبے بازی وہ میدان ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے   تلطف مدام آشکارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو   کہ جا کر حضورِ شہِ نامجو
وہین آکے پیش شہِ نامدار   ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
کہ جس سے ہو سہراب پھر تندرست   توانا و زور آور و چاق و چست
کہ کیا کیا مجھے ناملائم کہا   زبان پر جو آیا وہ اُسدم کہا
سخنہاے دشوار کہکر گیا   اُسے قید کوئی نہ یان کر سکا
سمجھ اپنے دلمین کہ فہمیدہ ہی   جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہی
جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان   رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان
کہا یون کہ مجھے بد شہریار   بیان کیا کرون تجھ سے میں آشکار
محل مین تھا اُسدم شہِ نامور   برآمد ہوا جب یہ پہونچی خبر
ہوا اُسکے رستم پیادہ روان   گیا نعش پر اُسکی زاری کنان



یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا دان
جب اس خستہ تن نے سنا یہ سخن
لگا کہنے اس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھ اب رہ کرکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا نزہ کرکے وا
پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں
یہی مصلحت ہے کہ ہوئیں ہلاک

جو پھر اٹھ کھڑا ہو تعجب ہے کیا
یہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ
بملک عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
سخن یہ ہوا جو ہر گز کہیں
کر دن اپنے سینہ کو خنجر سے چاک

غرض کھینچ کر خنجر آبدار
یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دریا میں اب ہے دے سکن گونت
کہا نام کیا اسنے تب یون کہا
پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر
کہ میں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہیں زخم سے اب طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بے گناہ
نہ چھوڑیگا زنہار مجکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدہ

کیا سینہ دل کو کرکے فگار
کہ دیکھے سہراب ہوئیں شاد
دیا جائے بالائے چرخ برین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش تب زار کر
جہان جسکی آنکھوں میں ہو دے سیاہ
ڈھلے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
کہ کھولوں ذرہ اور دکھاؤں تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا

عدم سے جو پھر ناہو سہراب کا
تو کر رستم و زال کا سر جُدا

غرض خوب سمجھا کے وہ نامور
گیا لے کے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدن او از رستم و بعد انقضائے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار
بہم وان لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو گلرخ و لالہ فام
تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دایہ کو وہین کیا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام
تصور تھا سہراب کا صبح و شام

دل اُسکا تھا نالان مژہ خونچکان
گئے آہ کرتی تھی گاہے فغان

پس از مرگ سہراب وہ مہ جمال
رہی زندہ با رنج و غم ایکسال

تو غم سے رہائی ہوئی زینہار
وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار

یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان
سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشۂ خرم و دلکشا
کہ نزدیک دریائے جیحون کے تھا

گئے ایکدن وان برائے شکار
باہم طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہان ایک دختر نظر
پری پیکر و مہوش و سیمبر

لباس اور زیور تھا شاہانہ سب
کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

یہ پوچھا جوانون نے ای مہ لقا
تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا

بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی
کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

کہ گرشیوز اُسکا چچا ہے نام
وہ نسل فریدون سے ہے ذوالکرام

مجھے چاہتے تھے بہت تاجور
ولیکن یہ چاہتا تھا میرا پدر

کہ توران زمین کا جو ہے پادشاہ
پشنگ دلاور خداوند جاہ

مرا باندھے ساتھ اُسکے عقد نکاح
نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح

کرین بے مزہ زشت خو ہے پشنگ
نہ کچھ زشت خو زشت رو ہی پشنگ

کیا مجھسے جب ذکر اس بات کا
تو بس صاف انکار مین نے کیا

خفا ہو کے تب اُس نے مارا مجھے
نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار
شتابی سے لی مین نے راہ فرار

گذر آب جیحون سے آئی اِدھر
کیا اسپ پر ماندگی نے اثر

غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا
تو پھر راہ مین چھوڑ اِسکو دیا

پیادہ ہوئی چند فرسنگ روان
ہوئی آکے اس دشت مین اب نہان

وہ دونون جوان شیفتہ اُس کے ہوئے
خدنگ نگہ کے وہ گھائل ہوئے

ہوئے خواستگار بت سیمبر
لگے کرنے پرخاش باہمدگر

بہم بعد پرخاش پایا قرار
کہ لے چلئے پیش شہ نامدار

جسے حکم دے خسرو نامجو
وہ لے شوق سے اس پری چہرہ کو

گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ
ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

کسی کو نہ زنہار شہ نے دیا
پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا

بندھا عقد باہم بآئین دین
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

گئے نو مہینے جب اُسپر گذر
تو پیدا ہوا ایک رشک قمر

نظر کر کے طالع مین شہزادہ کے
منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کلاہ شاہ اُسکے پریشان ہے بخت
ہوا اُس کے غمگین خداوند تخت

سیاوش رکھا نام شہزادہ کا
وہین پرورش پھر وہ پانے لگا

فغان کرکے کہتا تھا اے مہدم لیے ہاتھ وا جب ہن کے نے قلم
سنے جبکہ ماں اسکی تب کیا کہے جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر جلا کر کیا خاک پھر سر بسر
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس جو دیکھا تو وہ ہی بہت بے حواس
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
کیا عرض رستم نے اے تاجدار ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار
یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار یہ لطف و کرم کا ہوں امیدوار
کرو رخصت اسکو بعز و وقار یہ سن کر لگا کہنے یوں شہریار
پذیرا کیا میں نے تیرا سخن مجھے پاس خاطر ہے اے سیلتن
زوارہ سے رستم نے پھر یوں کہا کہ جیحون تلک ساتھ ہو ان کے جا
جگر گوشہ کو اپنے بھیجے سوا جہاں نہیں بھلا قتل کس نے کیا
غرض رکھ کے تابوت میں نعش کو گیا سوے خیمہ یل نامجو
ہوے اسکے ماتم میں پیر و جوان خروشان و گریان و نالہ کنان
کہا سخت ماتم ہے اور قہر و درد ولے کچھ نہیں چارہ اے نیکمرد
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے شکیبائی و صبر درکار ہے
ولے یہ وصیت ہے سہراب کی کہ ترکوں پہ کیجو نہ لشکر کشی
کہ ہو ان کی حرمت کہو تم نگاہ نہووے پراگندہ اسکی سپاہ
ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم تو میرے بھی دلکو ہوا درد و غم
کریں مجھسے گو ترک اب سرکشی کروں میں نہ زنہار لشکر کشی
زوارہ گیا ساتھ جب بے خطر گیا آب جیحون سے ہو وہاں گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سو تختگاہ روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
غرض لیکے تابوت سہراب کا پراگندہ دل شہر میں جب گیا
خروشان و گریان گئے گھر تلک قیامت تھی برپا بزیر فلک
کہ برپا وہاں شور محشر ہوا غضب ایک دفعے زمیں پر ہوا
گئی جب یہ سوے سمنگان خبر تو تہمینہ کو غم ہوا اس قدر
لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑکر ولیکن چلے سر پسب موے سر
لگی باپ سے کہنے اے نامجو کیا قتل رستم نے سہراب کو
کہا اسنے اے دختر نازنین سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہیں
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ سوسیستان با دل کینہ خواہ
تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن کہ تہمینہ آ پہونچی اے سیلتن
رکھے ہے یہی دلمیں اب عزم جزم کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
یہ سن کر سراسیمہ رستم ہوا پشیمان بہت دلمیں اسدم ہوا
سراپردہ میں اسکے پہونچے جب نکل آئی تہمینہ پردہ سے تب
کہا زال نے سوے خانہ چلو شبستان کو رشک گلستان کرو
مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب کیا جسنے یوں اپنے گھر کو خراب
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان تو کھینچ اسنے پھر خنجر جانستان
پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
یل نامور رستم پہلوان گیا ہوکے رخصت سو سیستان
سیہ پوش پیر و جوان ہوگیا وہاں ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
وہ رودابہ رستم کی ماں اسقدر ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک دل پیر دیرنا ہوا دردناک
کہ آتش وہیں گرکے افروختہ گری آگ میں با دل سوختہ
تن نازنیں بھی ہوا داغ داغ جہاں اسکی نظروں میں تھا بے چراغ
سوسیستان کھینچ جلدی سپاہ تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ
دیا شاہ نے جب اسے یہ جواب تو پھر دلمیں کھا کر بہت پیچ و تاب
قریب آن کر اسنے اک پہلوان روانہ کیا اور کہا یوں کہ ہاں
وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران دلیران و گردان جنگ آوران
فرستادہ پیش تہمتن گیا سنا تھا جو اسنے وہ یکسر کہا
وہیں ساتھ لے زال و رودابہ کو گیا سوے تہمینہ وہ نامجو
بغلگیر دونوں ہوے نوحہ گر کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
لگی کہنے تہمینہ اے نیک مرد مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد
میں پوچھوں یہ اس سے کہ اے کینہ جو کیا کشتہ کیوں تونے فرزند کو
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم کرے غرق خوں اسکو بیدرد و غم
کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار نہیں چارہ پیش قضا زینہار

کیا اُسکو رخصت بلطف و کرم
ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمتیں دختر رشک ماہ
کہا جا کے ای شاہ روے زمین
وہ لائی زبان پر نہان دہن
تو ہمخواب ہو مجھ سے دلشاد کر
تو ہو بانوے شاہ کشور کشا
کیا شاہزادہ نے انکار جب
سیاوش وہاں سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اُسنے برپا کیا
تراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سن کر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یان آن کے
بدرشتاری اُس سے ہوئی ہے بلا
کہا یون کہ اب از کرا آشکار
یہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان مین اُسکے کوئی نازنین
یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی وہ ملعون وہ حیلہ ساز
ہوے بات اُسکی خبر نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کر کے طلب زود تر
شہنشاہ کا دستور سان ہو جب
کنیزین یکایک حرمستان ہوئین
کنیزون کے کاؤس سے یہ کہا

کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اُسکو اسباب شاہی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہان
تجھے دونگی اب آن کے مین پناہ
سیاوش مرے پاس آتا نہین
کہا کچھ نہین عشق مین تیرے ہوش
مجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کس طرح مجھ سے ہو کچھ خطا
وہ سودابۂ فتنہ انگیز جب
وہ دامن چھڑا کر گریزان ہوا
کر اکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کی اپنی زلف دوتا
یہ احوال سودابہ کا دیکھکر
بچھاڑا مجھے زود سر پیچ سے
مرا پاک عصیان سے دامان ہے
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ
خلل ملک مین لائے وہ بدنہاد
تھی مثل سودابۂ مہ جبین
سیاوش کو دیکھا تو ہے بیخطا
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی خوش اُسے سنکے وہ حیلہ ساز
کیا شاد دیکے اُسے سیم و زر
سیاوش کا تو لیجیو نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم ہے جو تیری شہا

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اُسنے روز دگر
سوا اُسکا اسباب شادی جو تھا
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
شہنشہ نے اُسکو تقید کیا
جوانی یہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سن کر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہون تجھ سے اب اے صاحبہ
اُٹھی تخت سے ہوکے پھر خشمگین
لگی کہنے سودابہ کر کے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزین بھی اُسکے اشارہ سے سب
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بے خوف و باک
سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
کیا اُسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اُسکے ملبوس کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دلمین کیا
سوا اسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ
بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اُسی فکر مین تھی وہ بد ترس و بیباک
لگی کہنے پھر اُس سے وہ کینہ جو
کنیزون کو میری ہو اُسدم خبر
ہم دونون سوتے تھے اک رات کو
ہوا اُسکے بیداد فرما تروا
گئے اُس سے بیداد مردہ بسر

ملک زادۂ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ ای نامور
تکلف سے مین نے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منھ موڑ زنہار ای رشک ماہ
توقع یہ مجھ سے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا اُسنے
بلا کیا ترے سر لگاتی ہون یان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
لگین کرنے غوغا و شور و شغب
رہ مکر سے اُسنے ظاہر کیا
کرے میرے دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اُس حیلہ گر کو نہین
کہ پرورد ہے باپ سودابہ کا
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اُس سے کی
نہ ہو خوار عالم مین کر کے فغان
سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا
کسی حیلہ سے اُسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کا کر دے اسقاط تو
کرین تا کہ غوغا وہ سب سر بسر
وہ سودابۂ خسرو نامجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لا کہ انھین زود تر

ولیکن دل شاہ تھا پُرملال   نہ تھا تربیت کا کچھ اُسکی خیال
کہیں اُن دنوں رستم آیا وہاں   لگا کہنے ای خسرو خسروان
اسے زابلستان مین لیجاؤنگا مین   ہنرہاے شاہانہ سکھلاؤنگا مین
کیا شاہ نے دہین اُسکو سپرد   غرض لیگیا زابلستان مین گرد
ہنرپروران کے حوالے کیا   لگے پھر وہ مصروف صبح و مسا
طریق نبرد و شکار و ادب   ہنرہاے شاہانہ سکھلاے سب
سیاوش جہان مین ہوا بےنظیر   ہنرمند دانا شجاع و دلیر
سیاوش نے رستم کو پھر ایکروز   کہا یون کہ ای رستم نیک روز
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر   کہ حاصل کرون پائبوس پدر
یہ سُن کر مہیا کرا اسباب جاہ   زر و نعمت و اسپ و کیل و سپاہ
کیا عرض شہزادے سے یون کہ اب   روان ہو جئے با نشاط و طرب
وہ بولا کہ تجھ بن نہین جاؤنگا   تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بہ حضور پدر بہ معیت رستم و بپیشواز رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی   حضور شہنشاہ با صد خوشی
اُسے لیگئے پیشوا آکے سب   ہوا دیکھ کر شہ قرین طرب
بہت لطف مصروف اُسپر کیا   سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی   تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
حضور اپنے پھر تخت تا ہفت سال   رکھا اُسکو مشغول کسب کمال
یہ دل چاہے تھا پھر شہ دہر کا   کہ ملک اُسکو دے ماوراءالنہر کا
بجاہ و حشم ہوکے یلسے روان   سیاوش کرے حکمرانی وہان
کہ اتنے مین سوداؔبہ مہ جبین   جہاندار کی زوجۂ اولین
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے   کہ ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون   اسے کتخدا ساتھ اُسکے کرون
جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر   سیاوش کو راضی کر ای سیمبر
طلب اُسنے شہزادہ کو جب کیا   تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبین   سیاوش گیا جب تو اُسنے وہین
پکڑ تنگ آغوش مین شوق سے   لیے اُسکے بوسے کئی ذوق سے
ہوئی گرم مہر اُس سے جب وہ پری   وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین   کہ سب نسل سے بادشاہونکے تھین
انھین وان طلب کرکے با صد خوشی   سیاوش سے سوداؔبہ کہنے لگی
ہوا سو بدان سے یہ مجھکو عیان   ترے تخم سے اک پسر ای جوان
خداوند ہو تخت و دیہیم کا   شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
یہ سُن کر تمنا ہوئی یہ مجھے   کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور   کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور
تو انمین سے گر ایک کو اب قبول   تمناے دل تاکہ ہو وے حصول
رہا سُن کے خاموش وہ نامدار   نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
کیا یہ بھی اندیشہ دلمین وہین   کہ پیان حقیقی مری کچھ نہین
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے   تعجب نہین گر عداوت کرے
سو اسکے کہتے ہین سب سحرساز   حذر اس سے بہتر ہے اور احتراز
وہ کہتی تھی ٹک کھول اپنی زبان   یہ دل تنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب   جو دیتا نہین بات کا کچھ جواب
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی   سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
ہوئی منقضی مدت ہفت سال   کہ عاشق ہوئی ہین تجھ پہ ای مہ جمال
تو برلا شتابی سے اب کام دل   کہ تا مجکو حاصل ہو آرام دل
تجھے بعد کاؤس کشورستان   کرونگی مین فرمانرواے جہان
سپاہ و جہاندار کاؤس کے   سراسر مرے تابع حکم ہے
فریب اُسنے ہر چند اُسکو دیے   لب اپنے نہ شہزادہ نے وا کیے
جھکاے ہوے سر کو وہ نامدار   یہ چاہے تھا جاے وانسے راہ فرار
اُٹھا جب تو سوداؔبہ نے بیدرنگ   لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ
یہ سوچا ملک زادۂ نامور   کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
مبادا غضبناک ہو جاے یہ   بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد   بناچار بولا یہ فرخ نہاد
پئے عقد دختر جو تونے کہا   یہ البتہ مین نے پذیرا کیا
ولیکن نہ رکھ اور کچھ آرزو   ادب ہے ترا مجکو مادر ہے تو
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی   تو سوداؔبہ کی جمع خاطر ہوئی

حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
ستم ہی ستم ہے غضب ہے غضب
کیا اور کرتا ہے مجھ کو خراب
یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب

کہا یون کہ مرتی ہون نہین کھا کے زہر
ہوا سنکے ناچار شاہ دہر
یہ ٹھہرا کہ شہزادۂ نامدار
گرے آگ کے درمیان ایکبار

اگر ہے گنہگار جل جائیگا
وگرنہ کچھ ایذا نہ وہ پائیگا
ہوئی آتش افروختہ جب وہان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان

خطر کیا ہے ای شاہ فرخ خصال
نہین راستی کو ہے ہرگز زوال
خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
کہ ہے واقف آشکار و نہان

خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ مین بے خطر
نہ پہونچا اُسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا پھر انجام کار

سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا
سر و چشم پر اُسکے بوسہ دیا
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک
کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک

ولیکن شفاعت سیاوش نے کی
بہانہ ہی چاہے تھا کاوس بھی
سر خون سے گذرا شہ دین پناہ
غرض اُس سپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ ازبسکہ بدکیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اُسکو صبح و مسا

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہین یان سے مجکو نکال

یہ پہونچی خبر ان دنون ناگہان
کہ توران سے بالشکر بیکران
ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سن کر کہا نامدار عالی جناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ ای نامداران جنگ آزما
بداندیش ترکان نخوت شعار
نہین عہد و پیمان پہ استوار

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دلمین خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک آگئی یار
کرون انکو آوارہ و قتل و خوار

سیاوش نے کاوس سے یون کہا
کہ ای شاہ شاہان کشورکشا
مجھے بھیجیے سوے افراسیاب
کرون جاکے اُسکو تباہ و خراب

کہا شہ نے تجکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب
زبردست ہے تجھ سے وہ اے جوان
قوی جنگ مین اُسکے سب پہلوان

یہ مقصود تھا اُسکو اس بات سے
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے
یہ بہتر ہے مین آپ لیکر سپاہ
بداندیش سے جاکے ہون رزمخواہ

وہ بولا کہ اُس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین
یہ لشکر بھی اپنا ہے جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار
مجھے کیجیے رخصت ای شہریار

کرین آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہین شاہ مصروف عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہے یان
پئے جنگ ترکان نخوت نشان

انھین الغرض دیکے سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ اور رستم نامور
دلیری سے پہونچا در بلخ پر

وہان پر جو تھا حکمران تا زمان
سو آیا پئے کینہ خواہی دوان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اُسنے کی وہین راہ گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جا کے محصور انجام کار
یہ سنکر سوے بلخ پہونچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب

دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام
ہوا دیکھکر تازیان شادکام
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوے شاہزادہ سے خواہان جنگ

رہا خوب دو روز تک کشت و خون
کیا فوج ایران نے اُنکو زبون
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرشیوز و تازیان

گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ مین دخل شہزادہ کا
یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا

کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے پاکر ظفر
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ
کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ

سران سپہ نے یہ اُس سے کہا
کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
تو لکھ شاہ کو نامہ ای نامدار
وہ کیجیے لکھے جو تجھے شہریار

سیاوش نے پھر قوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ ای شاہ کشورکشا
گیا حاکم بلخ کھاکر شکست
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

وہ رکھ طشت مین لگئین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تخم سے
دیے نعل دیکھا سیاوش کا اب
وہین اُٹھ کے فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کردگس کے ہین تخم سے
کہا بعد یک ہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سُن کے خاموش کاوس شاہ

لگا شاد حیرت سے کرنے نگاہ
کہ یہ خواب اُسنے کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اُسنے کیا ہی غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
یہ تخم کیان سے نہین زینہار
تو سودابہ سے جاکے شہ نے کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بے گناہ

جب اُس زن سے پوچھا حقیقت ہے کیا
یہ سودابہ نے سُن کے شہ سے کہا
شہنشاہ خاموش حیران ہوا
دکھائے اُنھین سر دو مردہ پسر
وہین طالع و بخت کو دیکھ کر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
سیاوش کو واجب ہے دینی سزا
بد اندیش از بسکہ سودابہ تھی

یہ کمبخت نے تب گذارش کیا
مری بات کا تجکو باور نہ تھا
بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا
کہا اُنکے طالع مین کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
عیان سر بسر پیش شاہ زمن
تہمتن سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ نامور سے یہ کہنے لگی



کہ تیرا معاون ہی پروردگار ظفرمند ہوگا تو ای شہریار
بتر ہوگی افواج افراسیاب وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
حضور شہنشہ جو رستم گیا کیا ماجرا سب بیان صلح کا
لگا کہنے تب بادشاہ جہان نہین صلح منظور ای پہلوان
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا کہ ہی جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر تو مین اور کو بھیجتا ہون اودھر
تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا کہ حاضر رہونگا مین ای خسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب جہاندار نے سوے افراسیاب
کہا کچھ تامل توقف درنگ نہ کیجیو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

آزردہ شدن پادشاہزادہ سیاوش از کیکاوس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب ہوا دل پریشان آزردہ تب
سران سپہ کو بلا کر کہا کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا
دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے کہ لاؤ بجا حکم کاوس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب
کرے قتل ہر اک کو ہی یقین کہ دلمین بھرا اسکے ہی بغض و کین
کرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار نکوئی کریگا یہان زینہار
سوا اسکے سودابہ ہی کینہ جو مری دشمن جان ہی وہ زشت خو
خدا جانے کیا ظالم نابکار مرے سر پہ لاوے بلا اکی بار
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر
یہ دلمین ہے یان چھوڑ کر سب سپاہ سپہدار توران کی لون پناہ
یہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین یہ گودرز و بہرام بولے وہین
نہین مصلحت یہ قرین صواب کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب
سمجھ ای ملک زادہ نام جو کہ ہرگز نہین اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب کرے گر مجھے قتل افراسیاب
تو بہتر ہی اس سے کہ لیل و نہار رہون مین حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا سو شاہ توران روانہ کیا
لکھا یون کہ ای خسرو نامور مرا باپ اب بھی نہین صلح پر
عوض میرے بھیجا ادھر طوس کو کہ ہو تم سے اب کن کے رزمجو
مرا عہد و پیمان ہے استوار اگر سر بھی جائے تو ہان زینہار
نہ پھیرونگا مین سر عہد و پیمان سے گاہ رکھون راہ و رسم مروت نگاہ
غرض کچھ نہین شاہ کاوس سے نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہی قصد اب ہے کہ چرخ برین کہین و رجا کر ہو مین مسکن گزین
نہ پہونچے جہان ہاتھ کاوس کا رہون مین وہان صبح و مسا
بتا دیجئے کوئی ایسا مکان کہ جا کر کرون مین اقامت وہان
لکھا ہے عزیزان خویشان کو اب کیا مین نے رخصت بعیش و طرب
گیا پڑھ کے حیرت مین افراسیاب لکھا اسنے نامہ کا پھر یہ جواب
اگر مجکو سمجھ عہد و پیمان مین چست ترے ساتھ ہی صلح میری درست
لڑے وہ ہی کینہ ہی کاوس سے وہی جنگ پرخاش ہے طوس سے
کہان طوس کو تاب ہی نیک مرد کہ ہو آن کر مجھ سے اب ہم نبرد
جو منظور رکھو گے تم پاس وفا ہوا میری خاطر پدر سے جدا
تو مین نے کیا تجکو اپنا پسر محبت کرون مین بطور پدر
کرون بلکہ فرمانبری روز و شب تو آ شوق سے یان بفرط طرب
جو تو چاہے تجکو وہ اقلیم دون زر و گنج و اورنگ و دیہیم دون
تجھے بعد کاوس بیدادگر کرون ملک ایران کا مین تاجور
یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب ہوا بند سے غم کے آزاد تب
وہین عزم توران مصمم کیا اور اک نامہ کاوس کو یون لکھا
کرون عرض کیا ہی یہ تجھ پر عیان کہ پہلے تو ای شاہ کشورستان
کیا متہم مجکو سودابہ نے کیا پر غضب تجکو سودابہ نے
یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
کیا آخر آتش مین یہ خاکسار ولیکن بالطاف پروردگار
سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر کیا بلخ کو فتح یان آن کر

گزر جاؤں جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سے ہوں رزم جو

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
تو ہرگز اُدھر کا ارادہ نہ کر

لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
کہ ہے سخت پیکار افراسیاب

سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا بلخ میں پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایا نزد سیاوش بدرخواست آشتی و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گئے جب وہ گرشیوز تازیان

گیا خواب میں شب کو افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب

یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر

یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہے میں نے یہ خواب

نمایان ہوا ابر میں ایک بار
ہوا رخ سے ایران کے آشکار

کیا میرے لشکر کو اُسنے ہلاک
ملایا مراک کو تہ خون و خاک

جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ

ہوا دلمیں از بسکہ اُسوقت درد
خروشان ہوا پھر میں از نیمرد

نہ دلمیں ذرا خوف و اندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر

طلب اُسنے دانشورون کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا

وے ایک نے عہد و پیمان کیا
سپہدار توران سے پھر یون کہا

وگرنہ خرابی بڑے ہے نظر
مبادا کہ ہو جائے نوع دگر

روان پھر کیا شہ نے داماد کو
سو بادشہ زادہ نام جو

گیا جبکہ گرشیوز نام جو
سیاوش اُٹھا وہین تعظیم کو

سیاوش ہوا دیکھ کر شادمان
پھر اک بزم آراستہ کی وہان

اُٹھا وہین داماد افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
ہوا جائے سرگرم آرام خواب

وے سخت پیکار رہے بدنہاد
نہیں اُسکے کچھ قول پر اعتماد

جنھیں ہم کہیں سو وہ آدین یہان
برسم دگر یان ہین جاودان

ہمیں اس طرح صلح منظور ہے
وگرنہ رہ آشتی دور ہے

یہ احوال لکھ اُسنے قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سپحال سے تھے سبھی

تہمتن نے جسکا لیا نام تھا
روان پیش شہزادہ اُنکو کیا

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
کئے تحفے توران کے ارسال سب

اُڑے ہول سے جسکے ہوش و حواس
بہت دلمیں اُسکے ہی خوف و ہراس

گذارش کیا اُسنے احوال جنگ
یہ سنکر اُڑا اُسکے چہرہ کا رنگ

ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان
سنا جب تو گرشیوز آیا وہان

جو یکبارگی تو خروشان ہوا
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

کہ اک دشت میں سیکڑوں سانپ ہیں
مری فوج بھی ہے وہان اور وہین

وہین بادصرصر ہویدا ہوئی
پھر اُس میں سے اک فوج پیدا ہوئی

پکڑکر مجھے لے گئے مردمان
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان

اُٹھا وہ وہین اور کھینچکر اُسنے تیغ
کیا چاک پہلو مرا بے دریغ

لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب

یہ تعبیر اُسکے نہ آئی پسند
گیا دل سے ہرگز نہ خوف و گزند

ہوئے سُنکے خاموش دانشوران
کہ تھا دلمیں ہر ایک کے خوف جان

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

پسند آئی گفتار اختر شناس
عطا کی اُسے نعمت بے قیاس

فقط نامہ اُسکے حوالے نہ تھا
تحائف بھی انواع وہ لے گیا

وہ تحفے دیا اور نامہ دیا
پئے آشتی اُسنے کی التجا

ہوئے محفل آرا بعیش و طرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اُسنے سوال

سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا

فرستادہ کو دیجئے یہ جواب
کہ گردان و خویشان افراسیاب

تعلق میں ایران کے جو کچھ کہ ہو
کہ اُس سے بھی اب دست بردار ہو

سحر کو جو گرشیوز آیا وہان
کیا اُسنے مرکوز خاطر عیان

کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
ہوئی آرزوے دلی سب حصول

عزیزان و خویشان و فرخ نہاد
دلیران و گردان عالی نژاد

ہوا شاد شہزادۂ نامدار
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار

سُنی تھی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

سوا اُسکے اختر شناسون نے بھی
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

فرنگیش کی ماں نے سونپا اُسے
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے

کیا کتخدا رسم و آئین سے
فرنگیش کو ساتھ شہزادے کے

کہ جسکا نہیں ہو سکے یان بیان
سوا اسکے ہو کر بہت شادمان

سُنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
کہ وہ بادشہزادۂ نامور

ہوا پیچ و تاب جدائی کا درد
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد

سپہدار توران سے پرخاش کا
ارادہ جو کاؤس کے دلمین تھا

رہا شاد ان جشن شاہانہ وان
بصد حشمت و جاہ و توقیر شان

در و لعل و اسپان و فیلان و زر
جہیز اُسکو وان سے ملا بیقدر

دیا شہ نے اُسکو دیار ختن
کیا لطف سے شہریار ختن

گیا بلخ سے پیش افراسیاب
ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب

خفا ہو کے شہ سے سوسیستان
روانہ ہوا رستم پہلوان

رکھا شہ نے موقوف در طوس کو
لکھا یون کہ پھر آتو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا روانہ شدن طرف دریاے گنگ و تیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادہ نامجو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان
معین کئے آدمی جابجا
لب گنگ اک جاے دلچسپ تھی
بنایا وہان ایک حصن حصین
ہر اک جا بنے انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالی جناب
لکھی سکی صورت بخوبی وہان
سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہدار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین
ولے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھ اُسکے مدارا کیا
تو پھر دلمین اُسکے ہوئی اور کد
تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار
دماغ اُسکا نخوت سے یکسر بھرا

گیا سوے شہر ختن شادمان
کہ ہیوے جہان خوب آب و ہوا
ملکزادہ کو آکے دی آگہی
حضور اُسکے تھا بیست چرخ برین
بصد رنگ ان جلوہ گر تھی بہا
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بے درد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اُسے
رکھا پھر خوشی سے فرود اُسکا نام
تحائف بہت بھیجے اُسکے سوا
یہ چاہیے تھا کمبخت بیداد دین
بظاہر تھا مداح شہزادے کا
نہ آیا وہ درتک ولے پیشوا
زیادہ ہوا درکین و حسد
سیاوش سے غافل نہ ہو زینہار
نہ کی میری تعظیم اُسنے ذرا

ہوا جبکہ رونق فزاے ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جا کے ہون
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان
بناے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و سہم رستم و سام و زال
سُنی شاہ توران نے جب یہ خبر
پری چہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا اُن دنون اس سے پیدا پسر
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران
گیا ہے کے گرشیوز نامدار
کہ شہزادہ رہوے نہ اس شان سے
گیا تہنیت نامہ لیکے جب
بزرگی و خردی کا آداب وان
وہ رخصت ہو نامہ کا لیکر جواب
نہیں وہ سیاوش جو تھا پیشتر
فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ

غرض سپہدار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہواے ختن
بآرام عیش و طرب وان ہون
ملکزادہ نے کی سکونت وہان
مکان نہایے دلچسپ و خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ جتنے تھے گرد ان کی صحیح حال
تو کھینچے وہان اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن مین مثل شمس و قمر
لگا اور پنجہ کا اُسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکل جاے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ قرین طرب
نہ لایا بجا وہ ثریا نشان
گیا پاس جب مغل افراسیاب
بیان کیا کرون اُسکا مین کروفر
وہ رکھے ہے دلمین خیال تباہ

سپہدار توران کو جب عیاں کیا
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہے سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملک زادۂ نامدار
بہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا یکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پھر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو ہے نور پور شہ کیقباد
میسر تفاخر کا ساماں ہوا
جھکا کر ادب سے سر انکسار
کوئی نامدار اک وہان دیکھا
بہت تجھپہ ہے مہربانی شاہ
تو ہو کتخدا ای ملکزادہ اب
کہ ہستی سے جب جائیے سوے عدم
جو ویسہ نے شہزادے سے یون کہا
اُسے ویسہ نے با دل پر صفا
لگا رہنے ساتھ اُسکے دن رات شاد
فرنگیش ہے دخت افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا
طلب کرکے پھر موبد خاص شاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین
تری ہو اجازت تو ای دلربا
یہ بہتر ہے ہم کو بھی ای نامجو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جاکے گلشہر خدمت کنان

زر و افسر و ملک اُس سے لیا
توقع مجھے تجھ سے اب کچھ نہین
مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دل خواہ و طرز نکو
تجھے دیکھ کر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تجھ سا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندۂ شہریار
سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
وفور محبت ہے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاہ ایران بہ جاہ و حشم
تو اُسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
نہ کرتا تھا کاؤس کو گاہے یاد
کہ چھپے نہ جسکے حضور آفتاب
دگربار ساتھ اُسکے ہوں کتخدا
لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ
کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
فرنگیس کے ساتھ ہون کتخدا
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
سو خانۂ شاہ افراسیاب
ہوا اُس سے ہر ایک شادان وہان

بخوبی یہان آشتی ہے بہم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سو خسرو نامجو
ترے اب حوالے ہے طوس آوے جب
وہ دریاے جیحون سے گذرے شتاب
اُدھر شاہ اور شاہزادہ اِدھر
در شہر سے تا در شہریار
کیا تو نے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام مے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکو رو و خوش خلق و پاکیزہ خو
سُنی جب یہ گفتار لطف کر
غرض روز و شب پیش گیتی پناہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
یہی اب ہے مقرون رای رزین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
یہان سے ہے نزدیک ایران ہین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہوتا اگر اس دخت کا خواستگار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسرو نامور
کہا جاکے موبد نے سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادۂ نامور
دیا سُن کے گلشہر نے یہ جواب
لبان کنیزان ہین لیل و نہار
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بہم اسباب سب

ولے تو نہ راضی ہوا ہے ستم
سو خانۂ خصم لیتا ہوں راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجیو اُسکو تفویض سب
گیا الغرض سوے افراسیاب
پیادہ ہوئے دور سے دیکھ کر
ہوا سر یہ شہزادہ کے زر نثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شئے
کہ مجھ سے مفخر ہے تو ای جوان
حقائق شنو عاقل و راستگو
ہوا شاد شہزادۂ جم حشم
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جب سے مہمان افراسیاب
کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین
کہ گلشہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
کہ زن چاہیئے شوق سے تین چار
مری پرورش مین مثال پدر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جاکے گلشہر سے یون اگر
کہ راضی ہو تمین کیجئے اب شتاب
فرنگیش کی ہونگی خدمتگذار
فرنگیش کی ہان ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب

مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی ہے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ کیسر سپاہ
بھلا قتل یا بند کس لیے کیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہو کے پھر واں سے افراسیاب
فرنگیس آئی حضور پدر
کہ ایران سے آکے ای بادشاہ

سلامت تجھے لیجا غرض جان کو
کہ پیدا اسیر گر ہوا ای سیمتن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہے فرد
کرے تیر کا اُسکو آماجگاہ
مگر زندہ اُس کو پکڑ لیجیے
تو یون پہلوان پلسم نے کہا
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش تیرے پاس لایا پناہ

سواران جنگی زہ ایک سر ز ال
تو کیخسرو اُس طفل کا رکھیو نام
ہوا اِس سپہ مین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
ہجوم آخرش لا کے مرد دلیر
کہ شہزادہ کے قتل مین تھا
ہوا دیکھ حیران وہ سارے سمان
خروشان و گریان و تن چاک چاک
کیا قصد کیون اُسکے اب قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اُسے دیکھ کر ہو تو شاد کام
ہوا کارزار خنجر و تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی نہ آئیگا
سیاوش ہے ای نامور بے خطا
سیاوش کو بس لیکے کر اسیر
نہین چاہیے جلدی ای شہریار
کہ تھے یک قلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون با دل دردناک
ستم بے خطا پر رکھا کیون روا



اطاعت سے تیری نہیں جسکو کام
سمجھتا ہے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب یہی ہے اور بہتر یہی
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہی مصلحت ہے ای شہ ارجمند
یہ سُن کر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا لکھ کے جب
یہ سُن کر وہ گرشیوز بد نہاد
اتر کر سنے اسطرح وعدہ کیا
وہ چپ ہو رہا پھر یہ پاسخ دیا
سیاوش کو اسنے دیا یہ جواب
نہیں چاہتا ہے زیر تیغ بند
نہیں ہے گمان یہ مجھے زینہار
کیا کس طرح اسکو شہ نے ہلاک
ارادہ یہ اسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
نہ کر جلد اب تو ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ای نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی شفا ہو تو جیتے و سر
حضور شہنشاہ توران دیا
ذلیل اسنے مجکو کیا ہے سخت
کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان
گیا اس طرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی رات نزدیک سے کے تمام
فرنگیس سیسکے گریان ہوئی
کہا اسنے عقل تو ...

یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور کہا بس وہین پیچ و تاب
کرون اسکو ضائع یہ لازم نہیں
کہ جیون اسے بیخ کاوس کے
سب احوال ان کا ہوا آشکار
کہ گئے سیاوش کو اب کے بند
کہ بیشک سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا بڑھ کے اسنے یہ با صد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم رب کی شہزادہ نے پھر کہا
کہ ہے بد گمان شاہ افراسیاب
کہ ہو بیچ تیری جان کو کچھ گزند
کہ تجھ پر کرے کچھ ستم شہریار
بتا ای کہ ہرگز نیا خوف باک
کہ کھینچے تجھے زیر تیغ جفا
غلط شاہ سے ہے گمان بدی
دہن مین بلا کے نہ جا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ وہان لکھیے عذر آنیکا ایکبار
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون وان
قدم بوسی شہ حاصل کرون آن کر
جو یہ سوچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ لیتی بٹھایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تا شہزادہ سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ ذوالکرام
کہ الآن سے خاطر پریشان ہوئی
... سے ... یار ...

کرے ملک توران مین یہ فساد
وہین اپنے دلمین یہ لایا خیال
مبادا جو کوئی لاف اپنے حضور
سُنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
بہانے سے اسکو طلب کیجیے
دلاسا کرے دیکے اب لا یہان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہیں اب وہان
زبان تک سخن کو ذرا لائیے
تو ہے اک ملک زادہ با تمیز
سیاوش نے سُنکر یہ پاسخ دیا
یہ سُن کر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تونے لشکر جو یہان
کیا مین کچھ یہ راز تجھ سے عیان
لگا کہنے گرشیوز بد نہاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
ولے اسنے ہر بات کو رد کیا
قریب عدو ہو گیا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور ہے
وہ گرشیوز مدبر و لئیم جو
سیاوش ملک زادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سُنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جب دم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہے گرنیز افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اس پنج ماہہ حمل مجکو ہے

خبردار ای شاہ والا نژاد
کہ شہزادہ کو یانسے دیجے نکال
دغا ساتھ اسکے ہے دانش سے دور
تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
کہے ملک تسخیر ... بازن
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
بسر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کس واسطے کر بیان
حقیقت ہے کیا مجھ سے فرمائیے
مری جان ہے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے داماد مجکو کیا
کہ اغریرث اسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
ہے دلمین اپنے تو رکھیو نہان
کہ ای نامدار گرامی نژاد
کہ وسواس ہرگز نہیں ہے روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اسنے لے نامہ کو
دماغ اسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سُنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش تہر تب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
گریزان ہوا اب سے ایران و یار
کرونگی ہمن کیونکر بھلا راہ طے

کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا
لگا کہنے وہ ای شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اُس دم مجھے
اور اب دے سزا حق اُس طفل کو
غرض اُس نظر سے مین لایا نہین
سیاوش کو جب سے کیا تھا ہلاک
سُنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پروردہ ہو کر بیابان مین جب
کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو مر وہان
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہی
دہان پیش کیخسرو ذو الاکرام
غرض لیگئے دشت سے نوجوان
لگا پوچھنے اُس سے کچھ شہریار
سُنی گفتگو طفل کی اُسنے جب
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو
نہین کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان
سُنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیش جلدم کر پہونچی وہان

فرنگیش کے پور پیدا ہوا
بیابان مین پھنکوا دیا طفل کو
کہ ضائع کرے تو مبادا اُسے
کرے قتل اگر ای شہ نامجو
اُسے لاکے تجکو دکھایا نہین
رہے تھا دلِ تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا وہ تن اس کا با لطافت ب
سکھائین اُسے الغرض سب ہنر
بیابان مین ڈال آئے تھے تا کہ وان
کہ اُس دشت سے ایک چوپان اُسے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہی
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اُسے بالباس شہانی وہان
وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ دار
سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب
نہ کودن ہی کیون ای شہ نامجو
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہی مزار سیاوش وہان
تو پیران ویسہ نے اُسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان
فرنگیش و کیخسرو مہ جبین

کیا اُسنے اقرار تب یون کہا
یہ سُنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ
تو ایسا نہ ہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہون شام و پگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہے کودک شیرخوار
خوشی سے اُٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیوانہ بن کر تو یان آئیو
کیا تاجور کو سلام اُسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہی بے گمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار
جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزین جاکے ہو
حوالہ کیا بس فرنگیش کے
ملکزادہ کے مشہد پاک پہ
ہوے اُسکے سایہ مین مسکن گزین

کہ اُس طفل کو اب مرے پاس
کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بے گناہ
تو ہووے گرفتار قہر خدا
نہ ہون مین ترا بندۂ نیک خواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ پوچھا پھر اُس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کار آگہان
لگا ایک دن کہنے ای شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون نہان
کیا اُس کو پروردہ مثل پسر
کہ دیکھون مین اُسکو بلا دو شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا اور جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
نہین ہی کسی کام کا زینہار
فرنگیش کے اب حوالے کرو
رکھے پاس اب اپنے فرزند کو
کیا گھر سے پھر اپنے رخصت اُسے
جو دیکھا تو روئیدہ ہی اک شجر

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس از کشتہ شدن شہزادۂ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان را از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

شہنشاہ کاؤس نے جب خبر
کہ رستم کو زابل سے لے آئیں یان
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
ہوا سُنکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
کسی کو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

ترا کر خستہ و خوار مجھکو تو یان ۔ بجائے خدا بخش دے اسکی جان
کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار ۔ نہ دم کا بھروسا ہے کچھ زینہار
سمجھ بات کو اور مت کرو کلام ۔ کہ نفرین کرے خلق تجھ پر مدام
ابھی رستم و زال بھی زندہ ہے ۔ سر تخت قائم ہے کاؤس کے
ہوئی گرچہ زاری کنان رشک ماہ ۔ وَلے بر سر رحم آیا نہ شاہ
نہ خاطر مین لایا ذرا اسکی بات ۔ اُٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
فرنگیش آخر ہوئی نا اُمید ۔ ہوئی بس شب تیرہ روز سفید
حضور سیاوش گئی ماہرو ۔ کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
یہ کہنے لگی ہوکے زاری کنان ۔ کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
رکھا شہ نے تجکو بسان پسر ۔ اُسے تو نے سمجھا بجاے پدر
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا ۔ جواب عہد و پیمان سے وہ پھر گیا
ترے خون پہ ہاے باندھی کمر ۔ خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید ۔ کہ غم سے مین لرزان ہون مانند بید
خدا تیری مشکل کو آسان کرے ۔ دل بدسگالان ہراسان کرے
غرض دوسرے روز اک پہلوان ۔ بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا ۔ سیاوش پہ دل ہر سلیم کا جلا
گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان ۔ سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ پیدا کرے داور دادگر ۔ مرے تخم سے ایک فرخ نسب
دلیر و جوانمرد جویاے نام ۔ کہ لے دشمنون سے مرا انتقام
پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا ۔ کیا تیغ سے شہزادہ کا سر جُدا
کیا سر کو آویختہ پھر شتاب ۔ بہ حکم سپہدار افراسیاب
زمین پر بہا خون سیاوش کا آہ ۔ ہوئی خون سے روئیدہ وان اک گیاہ
کہ پرسیاوشان اس گیہ کا ہے نام ۔ اُٹھاتا ہے سو دُود اُس سے عالم تمام
فرنگیش گریان و نالہ کنان ۔ سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان
سپہدار توران کو وہ دردمند ۔ لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند
وہ گرشیوز اسوقت حاضر تھا وہان ۔ سپہدار اُس سے یہ بولا کہ ہان
شتابی فرنگیش کو باندھ کر ۔ تو کر ضرب شلاق اب اسقدر
کہ گر جائے اُسکا حمل بیگمان ۔ نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان
جو حاضر تھے اُس بزم مین نامور ۔ ہوے دینے نفرین کنان سربسر
نہ طاقت کسے تھی کوئی نامجو ۔ کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب ۔ کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
یہ بولا کہ اے سرور انجمن ۔ روا رکھ نہ ایذا یہ بیچارہ زن
کہ مدہی سنے یہ بات بس دور ہے ۔ کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
جو بیٹی پہ اپنی کرے یہ ستم ۔ کرے خلق نفرین اُسپے دمبدم
فرنگیش خواہان افسر نہین ۔ طلبگار اورنگ یا زر نہین
شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر ۔ تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
یہ سنکر کہا شہ نے لیجا اُسے ۔ ترے واسطے مین نے بخشا اُسے
وے اس سے پیدا ہو جبدم پسر ۔ تو لانا مرے پاس اے نامور
جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا ۔ فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز ۔ کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
ہوا فتنہ انگیز از روے کین ۔ سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین
پشیمان ہوا خسرو نامدار ۔ گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر ۔ رہے تھی بآرام پیران کے گھر
جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک پسر ۔ تولد ہوا حسن مین رشک قمر
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا ۔ پھر اندیشہ پیران نے دلمین کیا
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان ۔ تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
نہ لایا غرض پیش افراسیاب ۔ بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب
ادھر خواب مین شاہ توران کو جب ۔ نظر آئی یہ واردات عجب
لیے شمع اک شخص آیا وہان ۔ سیاوش ہے دنبال اُسکے دوان
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار ۔ یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر ۔ شقاوت پہ ایام کے کر نظر
شب جشن ہے اور روز طرب ۔ کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب ۔ اُٹھا کانپتا شاہ افراسیاب
طلب شہ نے پیران کو دم مین کیا ۔ جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا

یہ بولا کو کرتا تھا جسکو طلب — وہ رستم بھی آیا خبردار اب
تہمتن سے کہنے لگا پیلسیم — یہ ہی شرط مردی کہ تم اور ہم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک — نہ چاہی کبھی مین نے ہرگز کمک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین — اور اس ترک نے تیغ ماری وہین
کہا دلمین رستم نے ایسا سوال — ز ترکون سے دیکھا کبھی نہیا
کمر بند مین پیلسیم کے وہین — کیا بند نیزہ کو از روے کین
سر خاک بدخواہ کو ڈالکر — خروشان ہوا رستم نامور
اسے بخش اب تخت و تاج و سریر — کہ یہ مصلحت ہو بہت دلپذیر
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا — اب اورون سے تو کیا کریگا وفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا — کہ کیسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہ ای نامداران توران دیار — کہو کونسا آج جنگی سوار
سپہدار نے پھر پکر کر کہا — سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اسے جبکہ رستم نے مانند کاہ — اٹھا زین سے پھینکا سوے قلبگاہ
ہمارا ہوا اب قتل منظور اگر — تو پھیریگا کوئی نہ زنہار سر
ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار — جو اس اژدہا سے کرین کارزار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ — گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
تو اب مجھ سے ہو آنکے ہم نبرد — یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب — مقابل ہوا اسکے افراسیاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر — جو مارا اسے رستم نامور
یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند — کمر بند مین کرکے نیزے کو بند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب — لگا بر سر اسپ افراسیاب
غرض ترک نے رخش کو زود تر — دلیری سے مارا جو گرز آن کر
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب — سوار اور گھوڑے پہ ہوکر شتاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان — ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان
وہین لشکر رستم نامور — تہمتن کے شامل ہوا آن کر
سر فرسنگ جن ان ازدہاے دمان — گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب — ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
روانہ کیے بس وہین مردمان — کہ تا شاہزادہ کو لے آوین یہان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا — کہان ہے کہے کسنے یہ پاسخ دیا

یہ سنکر وہین عطفت کرکے عنان — وہ آیا سوے رستم پہلوان
کرین جنگ میدان مین او زنہار — نہ ٹھہرین یہان اب دو تون سوار
کہا پھر یہ دونون سے پھر جاؤ تم — توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود سر — ہوا ایک پر زور رستم کا سر
یہ ترک دلاور ہے چالاک دست — توانا و پر زور جون پیل مست
اٹھا کر اسے زین سے جون برگ کاہ — گیا جانب قلب توران سپاہ
کہا یون کہ ای شاہ توران دیار — یہ ہی پہلوان با شکوہ و وقار
بامید تخت زر و ملک و گنج — یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
یہ کہکر سنبھالے دشوار و سخت — پھرا وانسے وہ گرد فیروز بخت
سر چرخ روز دگر آفتاب — جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
مقابل تہمتن کے ہوویگا وان — رہے سنکے خاموش سب پہلوان
کہ تھا پیلسیم اک یل نامدار — توانا و پر زور جنگی سوار
کسے تاب پھر کون ایسا ہے مرد — کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
یہان ہاتھ سے اپنے ہر ایک کو — تو کر قتل ای خسرو نامجو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن — تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہا شاہ نے وان بہانگ بلند — کہ ای پہلوان رستم ارجمند
کہا جا کے لو شاہ توران سے اب — سیاوش کا کینہ بالطاف رب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان — لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
تو جا پہونچی جرم کمر تک سنان — رہا خیر سے لیک جسم جوان
زمین سے سپہدار کو لے اٹھا — وہین ایک جانب سے ہومان گیا
یہ بیتابی ہمدم ہوئی اسپ کو — کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
ہوا رخش اس ضرب سے دردمند — رہا لیک قائم یل ارجمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو — بچا لے گیا اپنی وہ جان کو
تو ہومان نے لی وانسے راہ فرار — گیا اسکے دنبال وہ نامدار
نہ تورانیون میں رہی تاب جنگ — فراری ہوے سر بسر بیدرنگ
غرض اسطرح ترک گشتے ہوے — کہ کشتون کے تا چرخ پشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو — پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہ ہو
گئے لوگ اور اسکو لائے شتاب — حضور سپہدار افراسیاب
رکھو اسکو دریاے چین کے ادھر — کہ ہرگز نہین ہے وہان کچھ خطر

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
کہ قاصر ہے جسکے بیان سے قلم
یہ بولا کہ تھا ای شہ نامدار
اسے خوف سودابہ نابکار
گیا اس سبب سے وہ یان سے نکل
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
مرا دل بتنگ اس سے اب سخت ہے
وہ بولا کہ ای شاہ آفاق گیر
تو اسکا بھلا کیون ہے فرمان پذیر
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
یہ لازم نہین ہو وہ محکوم زن
یہ بدکیش ہے سخت بیدادگر
کرون تن سے اسکے جدا جاکے سر
رہا سن کے خاموش شاہ جہان
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
کیا قتل وان اسنے سودابہ کو
نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
کہ ای شاہ شاہنشہان جہان
کرون قصد اب سوے افراسیاب
قیامت کرون جاکے برپا شتاب
یہ کہکر وہین باسپاہ گران
روان سوے توران ہوا پہلوان
دلیران و گردان ایران دیار
گئے ہمرہ رستم نامدار
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
سبھی تشنۂ خون تورانیان
وہ پہونچے جو سرحد مین کورنگ کے
مقابل ہوا ایک گردان کے
کہ اس گرد کا نام آباد تھا
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
ولے وقت پیکار رگئے وہ جوان
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
عزیز دل شاہ افراسیاب
لیے جنگ و پیکار آیا شتاب
فرامرز پور تہمتن وہین
مقابل ہوا اسکے از روے کین
کہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
کہا طوس سے اسنے ای نامور
کہ مثل سیاوش اسے قتل کر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
کہ تھا شاہزادہ کا مین دوستدار
بہت اسکے غم سے ہوا اشکبار
تصدق مین شہزادہ کی روح کے
مجھے بخش اور درگذر خون سے
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا کہ ای رستم شیرگیر
کرے ہے یہ الحاح و زاری یہان
کہے تو اسے جان سے دون امان
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
جہاندار کشورکشا کی قسم
نہ ہرگز کرون رحم ای پہلوان
کرون قتل ترکونکو پاؤن جہان
شتاب اسکے تن سے تو کر سر جدا
یہ سنکر اسے ذبح اسنے کیا
وہین پھر سر سرخہ روسیاہ
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
کیا اسکو آویختہ کینے سے
گئی جب خبر پیش افراسیاب
کیا گریہ اسنے مثال سحاب
عزیز اس ستمگر کو تھا وہ پسر
ہوا اسکے غم سے بہت نوحہ گر
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
شتابی سے پہونچا پئے کارزار
سوے پہلوانان ایران دیار
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
ہوا گرد سے مہر تابان نہان
برادر جو پیران کا تھا پیلسم
وہ بولا کہ ای شاہ کیوان علم
کرون جاکے مین ساتھ رستم کے جنگ
کرون غرق خون اسکو بے درنگ
کہا شاہ نے یون کہ گر کشتہ ہو
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
تو مین ملکت نصف بخشون تجھے
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
اگر ساتھ اسکے کرے کارزار
تو جانبر نہ ہو پیلسم زینہار
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان
دلیر و قوی بازو و پہلوان
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
یراق اپنے پھر پیلسم کو تمام
دیے اور اک توسن تیزگام
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان
تہمتن سے کر جاکے جنگ ای جوان
وہین پیلسم سوے میدان گیا
یہ گردان ایران سے اسنے کہا
کہ وہ رستم پیلتن ہے کہان
جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پئے کارزار
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
یہ چاہا کہ کھینچے کسے زیر تیغ
خروشان ہوا سنتے ہین جو ابن سل
سواہزم مین ترک چالاک دست
کمر مین کیا گیو کی نیزہ بند
کہ زین سے جدا ہو پیل ارجمند
ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
گیا کرکے تیغ سرافشان علم
کیا نیزہ کو پیلسم کے قلم
یہ اس ترک نے کھینچکر تیغ کین
کیا کینہ جو اہو نکو زخمی وہین
ہوے جبکہ زخمی فرامرز و گیو
تو پہونچا تہمتن بھی کرکے غریو

کہا اپنے دل مین اُسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک یوان ہے
بہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
ہے اک اور بھی عرض ہے خسروا
مقرر سیہ ہوتا تھا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اُسکو گھوڑے پر اپنے سوار
فرستادہ پیران کے اُس چشمہ پر
ہوے جب مقصد پہ وہی کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کہین مردمان حسود
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
یہ سن کر گیا گیو جنگی جوان
سوار اُسپہ ہو کر وہانسے تبھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
اُسے دیکھکر گیو جنگی سوار
سنی تھی یہ اختر شناسونسے بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک سمت گھوڑیکو دوڑاے تھا
پھرا گیو جنگی بہ فتح و ظفر
کہا گیو سے شاہزادے نے یون
مدد سے شہا تیرے اقبال کی
ہوی راہ پیرا وہان سے روان

کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر وہین پشت زین سے اُتر
کہ ای بادشہ زادۂ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آدین تو پہچان لون بیگمان
نشان کیانی ہے تجھسے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجیے وا
سر بازوے خسروان کیان
وہین اپنا بازو برہنہ کیا
ادب سے ہوا وہ وہین سجدہ کنان
جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
گئے جب تو پائی اُنھون نے خبر
تو بس پھر گئے سوے پیران شتاب
گئے جب فرنگیش کے پاس تب
خبر پاکے پہونچین یہان مثل دم
بہت دلپسند اور ہے تیز گام
بسوے چراگاہ اسپان دوان
فرنگیش و کیخسرو و گیو بھی
کہ ضامن تھا وہ پیش افراسیاب
گیا کرکے بلغر شقاوت شعار
ہوا آکے آمادۂ کارزار
کہ ہو ویگا کیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تھی ان بات سے
نہ ترکونکو خاطر مین کچھ لائے تھا
گیا پیش کیخسرو نامور
کیا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون
مخالف کی سب فوج پامال کی
وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا وہان

وہین گیو نے اُسکو کرکے سلام
یہ سنکر کہا اُس جوان نے وہین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کھنچی صورت پہلوانان تمام
وے کسطرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا ابد پیدا رہو
کہ تھا یعنی ارث کے وکیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب وانسے ہو کر روان
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کے بھی وہین
وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ یان
یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار
سیاوش کے گلّے کا ہے اک سمند
وہین کرکے لایا اسیر کمند
روانہ ہوے سوے ایران دیار
روانہ کیا اُس نے گلباد کو
ادھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت
پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور دلیر شیر زاد
جو میدان مین مغلوب تیرے کمان ہے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شادوان خسرو پاک دین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

گذارش کیا یون کہ ای ذو الکرام
کہ ای پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
تب اُس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا مجھے ماں نے ہر اک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تسلی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
جہان تھی فرنگیش آئے وہان
یہان سے ملکزادہ کو لے گیا
گئے پر کہین اُسکو پایا نہین
ابھی پہونچے تھے رستے ایران وان
کہ اسپان سلطان توران دیار
اُسے جاکے لا ای یل ارجمند
نہ تنہا وہ اسپ اور بھی اک سمند
ہوی ساتھ تائید پروردگار
بدنبال کیخسرو نامجو
کہ پہونچا اُدھر وہ نگونسار بخت
بیابان مین برپا کی اک رستخیز
بتائید فضل خداے کریم
کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد
اسیر یکسر گریزان ہوے
ہوا سنکے خسرو تاسف کنان
کہ بیچین کرتا جگا کر مجھے
کہا مرحبا صد ہزار آفرین
عیان اُسکے چہرہ سے تھا بیم یاس

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہاں / کہ تا کوئی اُسکا نپاوے نشان
سپہدار توران کو کرکے تباہ / تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
بہت ملک تسخیر اُسنے کیا / بہت گنج اور تخت و افسر لیا
سران سپہ کے لگا ہاتھ زر / تونگر ہوئی وہ سپہ سربسر
کیا قتل ترکوں کو بس جا بجا / نہ اک ترک توران جز رعیت رہا
جو لیتا کوئی نام افراسیاب / تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال / رہا ملک توران میں تا ہفت سال
روانہ کیا لشکر بے حساب / بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا / طلب کرکے تب گیو کو یوں کہا
کہا گیو اب جاکے کر جستجو / تو کیخسرو نامبردار کو
غرض گیو کو کرکے رخصت وہ گرد / فرامرز کو ملک کرکے سپرد
ہوا سوے ایران وہاں سے روان / شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان با زین زر / غلامان ترک اور گنج گہر
گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ / بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با کلبہای ایران

یل نامور گیو جنگی سوار / بفرمودہ رستم نامدار
شتابی سے شبدیز پر کرکے زین / روانہ ہوا سوے دریاے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا / فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا
ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر / ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان ترکی زبان / نشان ملکزادہ جم نشان
نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تھا / مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان / اُسے قتل تھا دشت کے درمیان
نہ ہو بخت تا کوئی جاکر کہین / خبر پیش سالار توران زمین
روان ہوگیا گیو جب بعد ازان / یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان
کہ مسکن کا اپنے بتاتا ہے نام / ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
جو دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر / روانہ کئے چند مردم اُدھر
کہ تا گیو کے جاکے ہوں ہمعنان / رہیں ساتھ اُنکے سکے صبح و مسا
بتاوین اُسے اُس جزیرہ کا نام / جہان ہو وہ شہزادہ ذوالکرام
تشابان ہوا زیر چرخ برین / و لیکن ملا گیو اُن کو کہین
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد / شب و روز تھا گیو صحرانورد
خورش گور کی پوشش بھی تھی چرم گور / بجاے نمک تھا وہان آب شور
نہ خواب اسکو تھا اور نہ آرام تھا / بیابان نوردی سے بس کام تھا
گیا گیو دریاے چین سے گذر / نہ مقصد کا پر ہاتھ آیا گہر
کہین خسرو نامور کا نشان / نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
لگا کہنے افسوس کرکے کمال / گئی رائگان محنت ہفت سال
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار / کہ پھر چلئے اب سوے ایران دیار
وے مردمی نے اجازت نہ دی / حیانے بھی زنہار رخصت نہ دی
کیا گیو نے رنج پھر اختیار / رکھا سر سوے وادی کوہسار
دوچار آکے چاکر سے چند کس / یکایک سوے آن کریم نفس
لگے گیو سے پوچھنے ای جوان / تو سرگشتہ کیوں ہے اکیلا یہان
تبر کی زبان گیو نے یون کہا / مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
کیا راز کو گم شکار افگنان / بیابان مین مین آگیا ناگہان
ولے یہ کہو یان تمہارا گذر / کدھر سے ہوا جاؤ گے تم کدھر
کیا گیو سے یہ کہہ کے بیان / کہ سرہنگ ہین ہم فرستادگان
خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم / فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد / ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام / تو پوچھا کیا رہروان نے مقام
کئی دن سے جو گیو بیخواب تھا / اُسے خواب نے رات کو آگیا
ہوے گیو سے کچھ وہ اندیشہ مند / کہ ایسا نہ ہو اُس سے پہونچے گزند
اُسے خواب مین الغرض چھوڑکر / وہان سے وہ غائب ہوے سربسر
وہ جاگا تو آنکھو نپایا وہان / ورے خسرو نامور کا نشان
کیا تھا جو دریافت اُسنے پھر / روانہ ہوا گیو وقت سحر
پھر اک چشمہ پر جاکے پہونچا وہان / یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
گل تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک / کف دست پر اُسکے ساغر ہے ایک
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی / نمایان ہے یکدست فرہی

کہ جاؤ گذر اب تجھے جینے کی
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
ولے اُس جوان کے ذرا جسم پہ
اور ایک ہاتھ سے اسکے ترم وہان
کمند اسکے دے ہاتھ مین جوان
ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہا ای گیو یہ ترک ہے دوستدار
رکھا اُسنے خسرو کو جو پانکے گھر
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
دگر نہ یہ ہین شاہ توران زمین
اگر بعد نیکی کے ای پہلوان
غرض اُسکی جان بخشی اب ہے ضرور
کہ گلگون کرون اسکے خونسے زمین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
غرض گیو نے اس طرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی وہ کیسر کہی
گئے مردمان سخت جیجو وان
سپہدار توران بھی پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پہ
کہا یون سند ہے تمسے پاس گر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ ای نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا ای عزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہے نشانی جد
ولے اور چندین زرہ لیجیے

رہائی مجھے ہاتھ سے اپنے دی
ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان
ہوئی جاکے گردن مین پر اسکی بند
کوئی زخم ہوتا نہ تھا کارگر
چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پئے جنگ تورانیان
گیا پیش خسرو دل ارجمند
وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بد اندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پئے خدمت خسرو تاجدار
کیا چاہیے تھا قتل از روے کین
ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
نہ کیجے تو لطف و کرم سے ہے دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
کیا حکم یون بر گذربان کہ ہان
ہوا آپ خود فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیون کا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھ کر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوندزادہ ہے یہان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کرے تاج زر اسپ لیکر مجھے
نہ اسکے لیے کیجیے زینہار کم
نہ ہٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
ہوے ترک اُسوقت حملہ کنان
یہ دیکھو دلیری گرد بلند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچ کر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض ای خسرو نامجو
زروے عنایات و شفقت وہین
فرنگیس نے بھی کہا یون کہ ہان
بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے خون سے کیا
تو ہرگز نہ رکھ خون سکا روا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گزارش پھر اُس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پر گستاخ کر
رہا کر لے بند سے بعد ازان
روان ہوکے پیران دشت شتاب
تو غمسے ہوئین اُسکی آنکھین پر آب
کہ اس شکل کی ایک تن مرد و
ہو اگرم ملغر شہ کیسر جو
ولے ہے زمان فضل و لطف خدا
گیا گیو وہین گذربانکے پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اُس سے یہ اُس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا ای عزیز

و لیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے
کہ دیکھا نہ زنہار یارای جنگ
لگی چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
جہان تھا ملک زادۂ نامور
ہوئے جادہ پیماے دشت فراخ
کرو دن قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاکدین
یہ اپنا نکوخواہ ہے بے گمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شرائط نکوئی کے لایا بجا
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
کچھ اسکی طرف سے نہ رکھ دلمین کین
یہ کھائی ہے مین نے قسم خسروا
تو اب کان مین اسکے سوراخ کر
کہ تا ہوے یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار یاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر بخوبی یہان سے کرو
ہمارا نہین اسپ کچھ اختیار
کہ اُسکی ہے یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کی ہے تمنے جو یہ چار چیز

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
وہ گلباد کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے توران سے پھر بیکران
سپہدار پیران کینہ پژوہ
ہر اول تھا اُسکا دلاور پشن
نمایان ہوا دور سے جب علَم
جگایا وہین خسرو و گیو کو
ستیزندہ افواج تورانسے ہون
ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین
کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
یہ سن کر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
مرا خالق مہر و مہ یار ہے
یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
تو ہے گیو آیا ہے ایران سے
یہ کہکر اُٹھایا جو گرز گران
نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
تو جوشن سے کرکے پشن کے گذر
وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین
ولیکن خبردار اب ای جوان
نہ رہ پارہ اور خاک کر پس مین
کہ مین ہر دو زن کو تری جان سے
جہان مین بجز رستم شیر مرد
کیا کشتہ و خستہ گردان کے
کوئی زندہ اس فوج مین جو رہے
تو وہانسے پھر آؤ نہین باکر و فر
یہ گفتار جنگی یل نامور

ملامت کی اُسنے اُسے بیدرنگ
نہین سام و رستم سے کم وہ سوار
ہوا آپ پیران ویسہ وان
کہ ہر روز چلتا تھا یکصد کروہ
قوی دست گردن کش و پیلتن
تو سوتی تھی فرنگیس فرخ شیم
ہوئے جبکہ بیدار وے نامجو
تن خیل ترکان کرون غرق خون
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین
کرونگا مدد تیری وقت نبرد
کہ ای تاجدار ثریا جناب
ہنر اور قوت مین یکتا ہون مین
تہمتن نے دی ہے کہ شادان کمال
اور اقبال شاہی دگار ہے
گیا سوے میدان پے کارزار
کہ تو کون ہے ملک تیرا جوان
چُرالے چلا شہ کو توران سے
تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان
رہا پشت توسن پہ قائم وہ شیر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر
لگا گیو سے کہنے از روے کین
کہ مین آن پہونچا یہ گرز گران
عوض اُسکے پہناؤن تجھکو کفن
پکڑ لے گیا تھا وہ کین سے
نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد
ہزارون سوارون کو تو مان کے
تو پھر کیو مت مرد میدان مجھے
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا اسکے پیران کا دل پر خطر

کہ اک پہلوان ہے بافر و شان
ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
فرنگیس رشک مہ آفتاب
تفحص کنان جاکے پہونچا وہان
وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان
کہ پیران ویسہ اب آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
مرے تن مین ہے جب تلک جان زار
ادھر تو ہے تنہا ادھر کینہ جو
تہمتن کے مانند مین نے کہین
بہت اُسنے ہان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
بلندی پر آکر تماشہ تو دیکھ
اُدھر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
دیا پاسخ اُسنے کہ ہون مین پشن
یہ ذر دی تو کرکے کہان جائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر
سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
ہوا غرق خون مین سراپا بدن
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
دیا ہنس کے اُس مرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہے جو میدان مین تو
تہمتن کو دیکھا ہے تو نے وہان
اور اب فوج کو تیری میدان مین
گرفتار کرکے پھر ای نابکار
نہ توران سے پھر افراسیاب
ہوا ناامید اپنی وہ جان سے

گریزان ہوے تو مین جو پہلوان
ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین
نہ رکھی تھی یہ نہا یلغری کی تاب
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان
نہین تاکہ لیجاوے پا بند کر
کہ ای پہلوان مین بھی تو ایک بار
تو ہے نوجوان بلکہ ہے خرد سال
یہ شایان نہین تو کرے کارزار
رکھے ہے بہت ساتھ اپنے سپاہ
مدد وقت پیکار جاہی نہین
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامجو
سر جنگ کرتا ہون کیا تو دیکھ
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما
سر افراز گردان یل پیلتن
یہان سے تو جانے نہین پائیگا
روان خون ہوا ہر تن ہوشبر
جو مارا دلاور نے از روے کین
ہوئی لاش خاک جان پشن
کیا سربلند و نکو یکدست پست
تہ خاک دیتا ہون تجھ کو سلا
وہی ہو نہین ای ترک خانہ خراب
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو
کہ تنہا کئے یازدہ پہلوان
تہ تیغ کھینچو نہین اک آن مین
تجھے لیچلون سوے ایران فرح یار
کرون ملک تیرا مان کو خراب
لگا کہنے اُس مرد میدان سے

یہ خسرو کہ پور سیہ ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا

ہوے وہ مین خسرو کے فرمان بر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر

کہ تو شاہ کاؤس کا ہی نبیر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر

بہت اُسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر

کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر

بزرگان ایران گئے سب وہان
بفرمان کاؤس شاہ جہان

یہ کہنے لگا گیو سے ای جوان
تو اب طوس کو جا کے لے آ یہان

یہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھکون
نہ اُس جنگلی کی مین اطاعت کرون

تو ای گیو یان اُس کو لایا عبث
یہ رنج اُسکی خاطر اُٹھایا عبث

دلاور جوان ہی قوی جنگ ہی
سزاوار دیہیم و اورنگ ہی

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو

ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
ولے طوس ہر دم تھا نفرین کنان

کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان

یہ کہکر گیا اپنے ہو سوار
سوے طوس جنگی پئے کارزار

پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
غرض طوس حشمت سے گیا سوے دشت

رکھے ساتھ تھا گاویانی درفش
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش

جو ہو گرم بازار پیکاریان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان

بہم دیکھ کر جنگجوئی شتاب
کرے قصد ایران کا افراسیاب

خبر شاہ کاؤس کو بھیجئے
کہے شاہ جو کچھ سو سُن لیجئے

تو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
کہ ای گرد گودرز جنگ آزما

مناسب ہے اب درمیان صلاح
کہ تو اور طوس آئے یان بے سلاح

کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہون جا کے بندۂ بارگاہ

کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ
وہ ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

یہ سن کر وہ گودرز کہنے لگا
سیاوش نہین پور تھا شاہ کا

کرے درج کو اب سیاوش کی شاد
نہ دے ہاتھ سے رسم و آئین و داد

بسان فریدون فرخ خصال
نگاور کو دریاے جیحون مین ڈال

فریبرز کو ہی یہ طاقت کہان
کہان یہ دلیری یہ جرأت کہان

تو کیون جہل کا کار فرما ہوا
مگر تجھ کو ای طوس سودا ہوا

کہا طوس نے یون کہ ای تیرہ بخت
تو کہتا ہی اب کیا سخنہاے سخت

تم اُسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بہ حکم شہ نامدار

تہی مغز و بے عقل جو طوس تھا
فریبرز سے جا کے کہنے لگا

اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
کرو نہین تو ہی عقل و دانش سے دور

سپہر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب

سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار

ولے طوس بے عقل و بے دین و داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
کرے ہی مسخر ترا باپ اب

وہ ہی عقل و ہوش و خرد سے تہی
نہین ہی سزاوار تاج شہی

فریبرز فرزند کاؤس کا
رکھے ہی دلیری و فہم و ذکا

کرو نہین اب اُسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

بہ تدبیر و فرزانگی فرد ہی
دلیر و شجاع و قوی مرد ہی

غرض ہو گئے آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین

بزرگون سے گودرز کہنے لگا
مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا

دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ تھے

گیا طوس بھی سامنے ایک بار
سواران جنگی لیے کئی ہزار

مقابل ہوئے ہمین جبکہ دونون سپاہ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ

ہمین کچھ بھی ہرگز نہ ہو فائدہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا

پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار موقوف یکدم رکھو

جو پہونچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر

سپہ کھینچی ہی کس لیے طوس پر
خرابی پہ کیون تو نے باندھی کمر

گئے طوس گودرز یان سے بہم
حضور جہاندار کیوان علم

جو شہ سر شاہی پہ آیا تو ہان
فریبرز ہو بادشاہ جہان

نبیرے کو شاہی حضور پدر
نہین پہونچے زنہار ای نامور

ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
مناسب یہی ہی کہ کاؤس شاہ

کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
کہ ہی وہ سزاوار تاج و کلاہ

دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار

دلیران بہ حکم شہ دادگر
ہوئے تابع خسرو نامور

یہ سچ ہی کہ تو زر کا ہی پور تو
تو دیوانہ ہی اور وہ تھا تند خو

ہوا مجھ سے گستاخ یون نا بہ غضب
مگر آپ کو تو گیا بھول اب

گر انکو سے دو گے نہ تم ایک بھی
تو یانسے نہ ہوگا گذارا ابھی
لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان
کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان

ولیکن گذربان رہا تند و سخت
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
کہ ناچار دریا مین آتے ہین ہم
گذر پانسے پار آپ جاتے ہین ہم

وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسیکی نہین تاب زنہار ہے
جو اس طرف دریا سے جاوے گذر
کہ ہے جسمین مرغابیون کو خطر

پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
توقف نہین یان مناسب ہے اب
کہ ترکون کا یلغر پڑا ہے غضب

مبادا کہین شاہ افراسیاب
یہان کرکے یلغار پہونچے شتاب
فریدون کو لایا تھا یان فوج جب
وہ جیحون سے گذرا تھا پایاب تب

پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فریدون بہ فضل خدای کریم
لگا ورکو اب دے تو دریا مین ڈال
کہ فضل خدا سے مبارک ہے فال

سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
کیا اسنے جیحون مین گھوڑا روان
فرنگیس اور گیو بھی بعد ازان

گذر کر گئے وانسے پایاب بس
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
گذربان تعجب مین تھے سر بسر
ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر

پھر اتنے مین پہونچا وہان مثل [illegible]
کنارہ پہ جیحون کے افراسیاب
فرنگیس و کیخسرو و گیو کو
جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو

تو وہین گذربان سے کشتی منگا
اترنے کا شہ نے ارادہ کیا
لگا کہنے ہومان کہ ای بادشاہ
ترے ساتھ آئی بہت کم سپاہ

تو ہرگز نہ جا یانسے دریا کے پار
کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
نگہبان تو رہ ملک توران کا
نہ کر قصد اقلیم ایران کا

غرض پھر گیا شاہ توران زمین
بصد رنج و غم سوے توران زمین
فرنگیس کیخسرو و گیو جب
قلمرو مین ایران گئے ہین تب

بجا لائے وہ شکر یزدان وہان
ہوے بیخطر پھر وہانسے روان
کسان نے زمیندار کرکے طلب
رقم کرکے اک نامہ باطرب

روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
ہوا شاد پڑھ کرکے کیوان کلاہ
وہین طوس و گرگین و گودرز کو
کہا جاکے تم پیشوائی کرو

گئے پیشوا سر بنام آوران
گئے اور بھی ساتھ والا نشان
جہاندار نے با نشاط و خوشی
شتابی سے آرائش شہر کی

جب آیا وہ کیخسرو نامدار
ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
اٹھا تخت سے پھر بغل مین لیا
سر و چشم کو اسکے بوسہ دیا

وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
ادب سے حضور شہ سرفراز
طلب کرکے پھر ایک اورنگ زر
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور

کہ اس تخت پر بیٹھ ای کامگار
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار
نہ تنہا ہوا خوش شہ بے نظیر
ہوے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو و عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعہ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بہ توران

جہاندار کاؤس فیروز بخت
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
بہت اُس سے راضی تھا لشکر تمام
وہین بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نیو تار

جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت
اطاعت کرین اُسکی ایل و نہار
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوے سیستان سے اُدھر کو روان
اُٹھا تخت سے خسرو نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

بٹھایا جہاندار نے تخت پر
یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم زال زر
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہی
کہ لون جاکے ترکون سے خون پدر

رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
تو وہین فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا مصروف نصاف و داد
ہوے شاد و خرم یہ سن کر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ اک گرانمایہ ہی



ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
غریب ایک آہنگر اصفہان

نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ

ہماری جو کی بندگی اختیار
ہوا تب وہ سالار عالی تبار

دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خاموش ای طوس خانہ خراب

تو سن گوش جان سے کہ کچھ زینہار
نہین مجھ کو آہنگری سے ہے عار

کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی
ہنرمندی و خلق و فرزانگی

مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
تہور مین یکتا دلیری مین فرد

کیا عہد ضحاک کا جسنے چاک
نہ لایا ذرا دلمین کچھ خوف و باک

فروزندہ کاویانی درفش
وہ کاوا ہے ای طوس زرینہ کفش

کہ جسکا پسر مین ہون جنگی سوار
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گزار

یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
کہ ہو ساتھ میرے نبرد آزما

کہا طوس نے ای سرافراز پیر
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر

اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
تو مین ہون شجاعت کے بیشہ کا شیر

گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
مری تیغ بھی آب البرز ہے

کرے تیر جوشن سے تیرا گذر
سنان میری توڑے جبل کا جگر

ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت

کہ ناحق بہم کینہ آور نہ ہو
نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو

یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب

جسے دیکھیے لائق سروری
سزاوار شائستہ برتری

ولیعہد شاہا اُسے کیجیے
بلندی و جاہ و حشم دیجیے

لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ دونون ہین یکسان مرے روبرو

کرو ہمین جو رتبہ بلند ایک کا
توپھر دوسرا مجھ سے ہووے خفا

مین اب اور کرتا ہون تدبیر نیک
کہ خوشنود و راضی ہو جس سے ہر ایک

یہ کہکر کیا شہ نے اُنکو طلب
وہ جب آگئے وان یہ کہا اُسنے تب

بلند ایک دژ ہے یہین مین بعد میل
سر کوہ ہے نزدیک دریائے نیل

نکلتی ہے آتش وہان سے مدام
اور اُس قلعہ مین دیو کا ہے مقام

کرے فتح جو ہو مبارک وہین
اُسے بادشاہی ایران زمین

یہ کی جبکہ گفتار کاؤس نے
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے

ہوا اسکے تدبیر بہتر نہین
یہ سُن کر فریبرز بولا وہین

مجھے پہلے ای بادشہ حکم ہو
کہ جاکر کرون فتح اُس قلعہ کو

فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
سپہ لیکے طوس اسکے ہمراہ گیا

وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین

ہوا ہوتی تھی ہر دم آتش فشان
ہوے سوختہ وان بہت پہلوان

بسر کرکے اک ہفتہ گرد حصار
تردد کیا خوب لیل و نہار

ولیکن در دژ نہ آیا نظر
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر

فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
پھر آئے حضور شہ شیروان

شہنشہ نے بعد اسکے با کرّ و فر
کیا دوہین خسرو کو رخصت اُدھر

سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب
کسی نے ملک زادہ کو وقت شب

بتا خواب مین اسم اعظم دیا
خدا نے غرض رحم اُسپر کیا

ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
رقم کرکے کاغذ پر اُس اسم کو

لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ہان
سر نیزہ اب باندھکر ای جوان

تو رکھو اُسکو دیوار پر قلعہ کی
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی

جو کچھ اُسکو خسرو نے فرمان دیا
وہی گیو جنگی نے اُسدم کیا

وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر
ہوا ظاہر اک برق تاریک تر

بلند اک ہوئی بانگ اُسدم وہان
کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان

شکستہ ہوا سب وہ جادوے سخت
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت

کہ یکبارگی تیر باران کرو
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو

لگی ہونے پھر بارش تیر وان
ہزارون ہوے دیو تسخیر وان

نمایان ہوئی روشنی دمبدم
ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم

در دژ نمایان ہوا تب وہین
گیا قلعہ مین خسرو پاک دین

ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
ہوئی ہمقرین کے فتح و ظفر

بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
کہ رفعت مین وہ ہمسر چرخ تھا

پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
حضور شہنشاہ کشور کشا

وہان سے سپہدار عالی جناب
گیا جانب ملک افراسیاب

کیا فتح اُس قلعہ کو بھی وہین
بفضل خدائے جہان آفرین

ہوا شاہ کاؤس خوش دیکھکر
لگا کہنے ای خسرو نامور

سپہر خلافت کا نیّر ہے تو
سزاوار اورنگ و افسر ہے تو

رفاقت میں اب تیری ہی نا مجو
ولیکن سیاوش کا ہی اک پسر
وہاں دخل مت کیجیو زینہار
یہ سمجھا کے طوس فریبرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے وہ تیغ نامور
یہ کہہ چلا کے اس سے کہ یہ خاش کین
یہ پیغام سن ریو وہین گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اسنے بھیجا ادھر
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار
شتابی سے بس جنگ ہو گیا وہ پیر
فرود دلاور کا خالو وہ تھا
گریزان ہوا وانسے وہ پہلوان
جو شبدیز پر طوس نے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے از روے کین
جہان تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ مین ہو کے زخمی جوان
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
سوا اسکے پھینکے بہت خار و سنگ
لگا کہنے یون طوس کھا کر قسم
پری چہرہ گلشہر کو وقت شب
ہوئی خواب جبکہ بیدار تب
نہین غم کچھ اے مادر مہربان

مقرر کیا گیو گودرز کو
فرود جوان مرد فرخ سیر
کہ میرا برادر ہے وہ نامدار
یہی بات کہ گیو و گودرز کو
روان سوے صحرا ہوا مثل شیر
یہ سمجھا فرود جوانمرد تب
ہوا سدرہ طوس کا آن کر
ترے ساتھ زنہار ہمکو نہین
جو پیغام تھا سو مفصل کہا
گیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ
کہ لائے فرود دلاور کا سر
سیہ نیلے کیسر لیے کارزار
گیا وانسے پھر قلعہ مین ڈر کر
سوار دلیر و نبرد آزما
گیا بھاگ کر قلعہ کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اسوقت پاسخ دیا
پھر اتنے مین آیا ادھر سے جو شیر
پکارا یہ اسدم کہ ای نامدار
خدنگ ایک پھر اور مارا وہین
یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دود
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ ای جوان مرد جنگی سوار
ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم
یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب
پسر سے کہا قصۂ خواب شب
کہ ہے سب کو آخر فنا بیگمان

تو کرتا ہوا ملک کیسر خراب
کلات و خرم مین ہے مسکن گزین
خبردار کوئی نہ جاوے ادھر
روانہ ہوا خسرو کامگار
وے طوس سوے کلات و خرم
کہ یان پھر یہ خاش آیا ہے طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو
تو ہٹ جا سر راہ سے ای جوان
نہ ہرگز کیا اسنے کچھ اعتبار
غرض ریو داماد تھا طوس کا
پسر طوس کا بھی ہوا کشتہ وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اس قلعہ کو
کیا طوس نے اسکو آخر زبون
نکل قلعہ سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا باد پا طوس کا
پسر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ اسکو کرون غرق خون
کیا کشتہ اس تیر نے اسپ کو
تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سر سے گذر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا
کہ اک تن پیادہ سے بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
پس کوہ جب مہر روشن کیا
کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان
لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پسر

پہونچا سر تخت افراسیاب
سجایا ہے اک اسنے حصن متین
کرے اور جانب سے لشکر گذر
سو رستہ بار ستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
بعزم وغا فوج لایا ہے طوس
کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو
کہ ہو بیشتر یان سے لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زینہار
کیا طوس نے اسکے غم مین بکا
یہ سن کر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آکے تن خوار تب رزم جو
ہوئی فوج تنخوار کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
گیا پھر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے کر کے گھوڑا دوان
قسم ہے کہ ہرگز نہ یانسے پھرون
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کہ ہے ساتھ تیرے تمنائے جنگ
ہوا بند جوشن مین تیر آن کر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
کیا قلعہ سے تیر باران وہان
سو خیمہ تب وانسے بیژن گیا
نہ چھوڑون کسی کو بھی زندہ وہان
ہوے سر بسر سوختہ مردمان
کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہم ملکے دونوں ہوئے ہمکنار — یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہوں میں ترا بندۂ کمترین — تو ہر شاہ شاہان روئے زمین
ہوا زال سے پھر بغل گیر شاہ — لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیئے — بہت پیشکش لعل و گوہر کئے
گئے پیش کاؤس و زدگر — ہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ان روز ایک — بآئین فرخندہ و طور نیک
وزیر و امیران شہزادگان — گئے سب رکان ایران ہاں ان
ملک سے وہ کیخسرو تاجور — کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک — نہ لوں شاہ توران سے میں تب تلک
نہیں مجکو زیبا آرام و خواب — نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ مسند نہ میں تخت و افسر سے ہوں — نہ شادان نہ رنج و گوہر سے ہوں
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا — کہ اے پہلوانان کشور کشا
کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ — یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا بیشتر ملک افراسیاب — کیا میں نے جاکر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر — خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب — کروں کوتہی جانفشانی میں کب
فریبرز و گودرز اور طوس و گیو — یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یوں کہا — کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا
یہ سن کر لگا کہنے ہر پہلوان — کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو ہاں
دیا الغرض اسکو لشکر تمام — بتایا دلیروں کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران تھے از روئے کین — کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہیں ترتیب سب فوج کو — بآئین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو باصد و دہ جوان — کہ تھے اقربا اسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش — کیا ساتھ پر طوس فرخندہ کیش
جوان مرد گودرز عالی وقار — یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت — جو رنگین کریں خوں سے دشمن کے دشت
مقرر ہوئے جانب دست راست — بہ حکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا طوس کا — اسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر — ہوئے ساتھ گستہم کے سر بسر
ترشاد و پشنگ و لاور سے ہاں — نبرد آزما سی و سہ پہلوان
نستوہ و بہرام دلاور سے بھی — بچاسی جوان با نشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سے — کہ کیدست با قوت و زور تھے
گرازہ کے تھے یکصد و پنج تن — نہایت قوی زور و اور صف شکن
مقرر ہوئے قلب میں یک قلم — بفرمان کاؤس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا — اسے شاہ کاؤس نے یوں کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگ جو — نہ ہو تا جدا شاہ خسرو سے تو
یہ تھے جس قدر نامور پہلوان — ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
عرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے — وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سو ملک توران روانہ ہوا — معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران — کیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — سو دست چپ لیکے گرز و غا

گئے گیو و بیژن جو میدان مین
نبرد آزما بیژن پہلوان
ولے اور جانب سے تورانیان
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ
ہٹا جا کے تھا ولے گودرز بھی
تو ہے صاحب گرز و تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کر کے محکم وہان
یہ کہہ اس سے پہونچا یہان آپکو
بھلا کس طرح مین آؤن وہان
فریبرز نے یہ کہا اس سے جب
کرون کیا بیان ماجرای ستیز
روان خون تھا مانند دریای آب
رہا زندہ گودرز با بست تن
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک توران کی غالب سپاہ
ہوا سن کے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہانبین تم رکھو ایران زنہار
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک سنے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
پھر آیا وہین قید سے طوس کو
تہمتن نے وعدہ مین پذیرا کیا

تو برپا ہوا حشر اک آن مین
جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز بیروان ہوا وقت جنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہانبین بہت تونے دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہے چیز کیا
نہ چھوڑونین اک ترک میدان مین
لگے کہنے میدان مین کھا کر قسم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا پایا بھیج ای نامجو
کہ غالب ہین اسوقت تورانیان
ہوا بیژن جنگجو پُر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
ز روے عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تم نے کیا مرحب
ادھر لیکے آوینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تب با دل پر ملال
ہوا اسکو اپنے برادر کا غم
شب و روز آنکھون کو پر غم کیا
کہ چارہ قضا سے نہین ہے نہان
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا

ہوا جس طرف گیو نا ک فگن
ہوے قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور سو قلب گاہ
تھا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن وہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہر سکا پیران کے گرد و برد
اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون
پھر اتنے مین گستہم آیا دوان
کہ مرجائیے کر کے اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب جا کے اس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ ای نامور
علمدار کو قتل کر کے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان نسل کاوس گستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
سوا اسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
پے سروران خلعت پر گہر
پر اس فتح پر صرف قانع نہو
ملاؤ انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی روان ہو کے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بے گناہ
سوزگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اٹھایا اسے
کہ ای رستم پہلوان جاشتاب
کہ مجکو اجازت ہو پھر اکبار

ہزارون ہی کشتہ ہوے پیلتن
بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا دوہین میدان سے بالای کوہ
لگا کہنے یون ای سرافراز پیر
رہیگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سربلندان فگندہ کرون
ہوے متفق آگے جنگی جوان
نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤن اپنا درفش ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
ستارہ دم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوے بندے غم کے آزما و دل
برای سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دلمین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہانبین یہ فتح و ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا ای ثریا علم
یہ بزم مسرت بٹھایا اسے
پے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے کارزار

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
در دژ شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگجو
اثر کچھ نہ جوشن مین ہر گز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
کہا ای وای افسوس مثل پدر
پھرا اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک
یہ پہونچے خبر ہائے خسرو کو جب
وہان سے بصد شوکت و کر و فر
نکل کر بلاسان ہوا گرم کین
نژادہ کو بھیجا برائے نبرد
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
یہ چاہے تھا بیژن کہ پھینکے کمند
نژادہ کو وان سے اُٹھالے گئے
ہوا وان سے پیران ویسہ روان
سوکاسہ دلاکے تورانیان
غرض مست و مدہوش و غافل تھے جب
خطرناک بیدل ہوئی سب سپاہ
گیا نامۂ خسرو نامور
بسوے کلات و خرم یہ گیا
یہ فرمان کیخسرو نامور
رکھا اُسکو زندان مین شام و پگاہ
اگر ہے جوانمرد تب بیدرنگ

سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
گئے وژ مین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اُس جوانمرد کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بہ حکم قضا
رہا ہم دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
کیا آپ کو اُسنے ودہین ہلاک
خدا جانے کیا کچھ آئے غضب
کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
کیا کشتہ بیژن نے اسکو وہین
بکار اوہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اسکو ہوس
کرے تا کہ بدخواہ کو اُس سے بند
تگاور پر اُسکو بٹھالے گئے
پئے جنگ پرخاش ایرانیان
کہ لشکر تھا ایرانیوں کا وہان
دلیران ایران تھے مین وقت شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھ کر
ہوا آپ سالار کیسر سپاہ
دلیرون کے آسامنے پھر جنگ
کرینگے بہم بعد یک ماہ جنگ

ہوا حملہ آور بسوے حصار
پکڑ و نیزہ اُس دم فرود دلیر
فرود دلاور نے از روے کین
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اُسکی ماں دوڑی آئی وہان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
پھر اک ماہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا
کہ اتنے مین گھوڑا نکو کرکے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائے تاب
سواران ترکان لیے چل ہزار
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آکے شامل ہوا
لکھا تھا کہ ہے طوس تقصیروار
غرض طوس کو قید کر لیجیو
کہا سخت دشنام وی بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ ہان
فریبرز کا جبکہ نامہ پڑھا
مہیا ہے یان گرز و تیر و خدنگ

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم جو آکے مانند شیر
رہا اک کیا زخم اُسپر وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
فغان اک اُٹھا زیر چرخ کبود
ہوئی اُسکے ماتم مین نا آگہان
کہا کرکے نفرین کہ ای تندخو
فراوان غم پور و درد فرود
جوان اک بلاسان تھا وان قلعہ دار
تو سالار توران نے سن کر خبر
ہوا کارزار یہ تیغ و سنان
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
سواران تورانی آئے وہان
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
نبرد آزمایان و مردان کار
تو ناچار بس قصد شبخون کیا
ہزارون کیے قتل ایرانیان
فریبرز کا پُرالم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
خطا کی سزا اُسکو اب دیجیو
کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
یہ شبخون نہین کار جنگ آوران
تو پیران نے اُسکو یہ پاسخ دیا

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

غرض جب گیا ایک مہینہ گذر
ادھر نامداران ایران مین
ہوئی آتش جنگ افروختہ

ادھر لشکر ترک آیا بے کین
ہوا خانہ آشتی سوختہ

صف آرا ہوئے آن کر ہر دو سو
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ

دو لشکر مقابل ہوئے آن کر
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار کیسر سپاہ

خوشی سے دلیران ایران دیار — اُسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بداندیش سے باسنان خدنگ — دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعۂ ہمایون باستمداد و استغاثت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ بارستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر — کہ محصور ہی طوس والا گہر
تہمتن کو کرکے طلب یون کہا — کہ یاور ہو تو جاکے اب طوس کا
یہ سن کر وہین رستم پہلوان — ہوا سوے کوہ ہمایون روان
اگا کرکے یلغار نزدیک جب — ہوا خرم و شادمان طوس تب
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا — کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے اسنے بفرط خوشی — تہمتن سے جاکر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان — کہا پھر کہ ای پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ — یہان تو نہایت ہوے ہم تباہ
وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ — غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوے وہ پہلوان — در شہر تک طوس جنگی جوان
تہمتن کے لینے کو آیا وہین — ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو ذی خستگی یہان — نہ تک آ سکا پیشتر ای جوان

بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی — گئے قلعہ مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان — یمین و یسار اُسکے سب پہلوان
یلان سرافراز ایران دیار — یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنیسے یان — وگرنہ نہ تھی ہم کو اُمید جان
ہر ایک کی تسلی تہمتن نے کی — ہوئی اُسکے آنیسے سب کو خوشی
خبر لاؤ پیران و لشکر کی اب — کرون مین بیان آگے احوال سب

لکھا اُسنے تھا شاہ توران کو — کہ کرکے زبون فوج ایران کو
کیا مین نے محصور ای بادشاہ — ہر اک ڈر مین لی ہے اُنھون نے پناہ
کہ کوہ ہمایون پہ ہی وہ حصار — نہین تاب جنگ اُنہین اب نہار
جو فوج اور بھیجو تو انکو شتاب — کرون مین ہلاک و اسیر و خراب
سپہدار توران نے دو پہلوان — کیے سوے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنگل دلیر — دلیری کے بیشہ کے غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن — توانا و پیل افگن و پیل تن
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا — کہ پیران کی امداد کو خسروا
روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ — کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تھا — کیا پاس خاقان نے اخلاص کا
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین — روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان — کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان

شتابی سے پیران کے شامل ہوکر — پے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آکے جب رستم پہلوان — ہوا شامل فوج ایرانیان
وہین پیش کاموس پیران گیا — ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہی ایسا سوار دلیر — مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
یہ کہتے لگا ہو کے وہ گرم و تند — کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہو کند
تو کرتا ہی تعریف کیون اسقدر — مرے سامنے آوے میدان مین گر

تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین — ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
جو میدان مین جاؤنگا مین دڑاہیون — کرون دشت کو سر بسر بحر خون
یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل — ہوا ابنہ سے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین — کہا اُسنے ای شاہ روی زمین
تو ہو یان نگہدار تورانیان — تو ہو اب مددگار و یاری رسان
سحر کرکے مین گرم بازار جنگ — کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
تو ہو قلب مین با سپاہ گران — رہے تا قوی پشت جنگ آوران
لگا کہنے پیران سے خاقان چین — پے رزم یکدل ہین ترکان چین

لاوین انکو تہ خاک و خون / تلافی تقصیر سابق کرون / یہ سن کر سو رستم پلیتن / لگا دیکھنے سرور انجمن
تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ / سزا وار جیتر و سریر و کلاہ / اجازت ہو کافی ہی طوس دلیر / کریگا یہ پیران و ویسہ کو زیر
جو آویگا نے فوج افراسیاب / تو مین ہونگا ہمرزم اسکا شتاب / یہ سن طوس کو اسنے رخصت کیا / دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

بار دیگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان / ہوا سامنے پیران ویسہ وہان / گیا کرکے یلغار نزدیک جب / مقابل ہوا آکے پیران بھی تب
بہم سر دو لشکر ہوئے گرم جنگ / رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ / ہوا آٹھوان روز جب آشکار / تو میدان مین ہوان دلاور سوار
جدا ہو کے لشکر سے نکلے گیا / کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا / بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب / کیا طوس نے قصد پیکار تب
کہا دو وہین گودرز نے طوس کو / توقف ذرا کر تو ای نامجو / کہا گیو سے پھر کر ای شیر مرد / تو ہووان سے اب جاکے ہو ہم نبرد
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو / ہوا ساتھ ہووان کے پیکار جو / گہے گرز تھا گاہ تیغ و سنان / لڑے خوب باہم وہ دونون جوان
نہ کوئی ہوا کامران زینہار / گئے پھر سو لشکر انجام کار / دلیرون نے پھر تیر باران کئے / بہت پہلوان اُنکے بیجان کئے
وہان ساحر اک شخص پر زور تھا / کہ بازور تھا نام اس شخص کا / لگا کہنے پیران کہ اب زود تر / یہان سے تو جا قلۂ کوہ پر
وہان جا دو ایسا تو کر ای جوان / کہ ہو بارش برف و باران یہان / ولے کچھ نہ ترکو نکو ہوئیے ضرر / بتہ ہو وین ایرانیان سربسر
یہ سن کر سر قلۂ کوہسار / وہ ساحر ہوا جاکے مشغول کار / ہوا ابر تیرہ نمایان وہین / ہوئی بارش برف و باران وہین
نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اوطرف / برستی تھی لشکر مین ایران کے برف / ہر اک جوش سرما سے تھا کانپتا / ہوئے سب کے بیکار دست و پا
پھر لشتے مین پیران و ہومان وہان / ہوئے حملہ آور یہ فوج گران / بہت قتل ایرانیون کو کیا / ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون / سواران ایران پڑے سے تھے نگون / بصد زاری و عجز پیر و جوان / لگے مانگنے یہ دعا بر زبان
الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب / کہ تا دور ہو برف و باران شتاب / قرین اجابت ہوئی یہ دعا / کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کوئی غیب سے مرد فرخ سیر / رہام دلاور کو آیا نظر / کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار / کرے ہی اشارہ سو کوہسار
یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہین اُتر / پیادہ گیا قلۂ کوہ پر / وہ ساحر تھا ازبسکہ مشغول کار / نہ تھی کچھ خبر اُسکو وان زینہار
جدا ہو کے اُس جاکے از روی کین / پس پشت ہاتھ اسکے باندھے وہین / کہا پھر یہ اُس سے کہ ہان زود تر / تو اس برف و باران کو اب روک کر
ہوا قید جسدم وہ خانہ خراب / ہوئی دور وہ برف باری شتاب / اُتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس / اُسے قتل لاکر کیا پیش طوس
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ / گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ / پھر آیا سحر ہو کے پیران سوار / ہوا آکے آمادۂ کارزار
ولے تھی نہ تاب اقامت یہان / کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان / زبون ہو کے ناچار سوی عقب / وہ لڑتے ہوئے ہٹتے آتے تھے سب
غرض بادل پر غم و اضطراب / گئے اسی سے کوہ ہماون شتاب / حصار ایک تھا کوہ پر استوار / لیا زخمی و خستہ نے وان قرار
سر دامن کوہ طوس دلیر / ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر / دوان آگئے ترکان پیکار جو / کیا آکے محصور وان طوس کو
یہ پیران سے ہومان نے اُسدم کہا / کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ / سر راہ مسدود مت کیجئے / جدھر جاوین جانے ادھر دیجئے
پسند آئی اُسکو یہ گفتگو / کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو / بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا / مہیا تھا ساماں ہر قسم کا

سنو آگے خاقان رستم کی جنگ
ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا خشمناک

یہ بہتر ہی عطف عنان کیجیے
سو خاقانہ لشکر روان کیجیے

کرون صبح اُس کو اسیر کمند
تو بیدل نہ ہوا اے یل ارجمند

تہمتن کے سینہ کو ہنگام جنگ
کرون مین سحر گہ نشان خدنگ

تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار
بہت دون تجھے گوہر شاہوار

پکارا کہ اے رستم سرفراز
مرے ساتھ ہو آن کے رزم ساز

کرون مثل کاموس تجھکو ہلاک
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک

جو دیکھا کہ ہی تیر جوشن گذار
سپر سر پہ لایا وہین نامدار

علم کر کے شمشیر کو بعد ازان
تہمتن ہوا سوے جنگیش روان

یہ دیکھکر تہمتن نے یکبارگی
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی

یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
بسان ہزبر ژیان ہر طرف

دنے بعد دیر آکے ہومان وہان
لگا کہنے رستم سے وہ اے جوان

وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
کہ ہوتا نہ ترکو نے اب گرم کین

نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
تو ہوتا مرا سینہ کینہ سے پاک

وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
کسی طرح لیکن سیاوش ہو دور

یہ سن کر وہین پیش پیران گیا
یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا

وہ چلے گیا پیش خاقان چین
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین

اُسے منع خاقان چین نے کیا
خردمند ہومان سے پھر یون کہا

کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
تہمتن سے پیکار لازم نہین

جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
مقابل نہ ہو اُسکے شیر و پلنگ

نہ ہو رزم ساز اُس سے افراسیاب
کہ البرز ہی نام سے جسکے آب

دگر بار پیران بہ عجز و نیاز
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز

بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
تو جانے کی دی شہ نے پروانگی

بہار رستم گرد کا مع خوان
کہا اس سے پیران نے یون بعد ازان

بہت کی ہی چین نے پرستندگی
فراوان ہی میرا حق بندگی

لگا کہنے خاقان سے اے نامور
سپاہی بیدل ہوئی سربسر

ہمین تاب پیکار رستم نہین
کہا سن کے خاقان نے کچھ غم نہین

پھر اتنے مین اک گرد جنگیش نام
یہ کہنے لگا اے شہ ذو الکرام

لگا کہنے خاقان کہ اے جنگ جو
کرے قتل رستم کو میدان مین تو

غرض گرد جنگیش روز دگر
دلیرانہ میدان مین آن کر

پکارا رستم گرد خندہ کنان
کہا تجکو لائی ہے اب موت یان

ہوا تند جنگیش نے لی کمان
کیا تیر سوے تہمتن روان

ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ
ہوا بند جوشن مین آکر خدنگ

وہ ہیبت سے اُسکی گریزان ہوا
غضب آ سکے رستم شتابان ہوا

تو جنگیش ہوا پشت زین سے جدا
اُسے قتل رستم نے دو ہین کیا

کہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا

نہ زنہار ترکان کو برباد کر
وصیت تو سہراب کی یاد کر

یہ سن کر تہمتن نے پاسخ دیا
سمجھ اُس سخن کو جو کچھ ہی لکھا

سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
بجا ہی جو ہون تم سے گرم ستیز

لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
اگر آوے تو راز دل ہو عیان

تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب
تو جا پاس اُسکے کہ بہتر ہی اب

بلاتا ہی اب رستم پہلوان
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان

تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
ترے دلمین ہی اُس سے خوف و خطر

کہان تاب ہی لشکر شاہ کو
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو

تہمتن ہی پیل افگن و پیلتن
سوار جہان گیر و لشکر شکن

یہ سن کر ہوا تند خاقان چین
کیا دور ہومان کو وان سے وہین

سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا

کہ تہمینہ نام بردار کا
یہ مخلص بھی ہی بندۂ باوفا

رہا قتل سے مین نے اُسکو کیا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

یہ سن کر ہوا وہ قرین طرب / گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
اُدھر آکے پیران خاقان بہم / ادھر رستم و طوس انجم حشم
خروشان ہوے نالے ترکی وہان / ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ولے یاد دہین خدا کو کیا / ذرا دی نہ اندیشے کو دل مین جا
کہ تھا اشکبوس اُس کے لاور کا نام / دلیر و جوانمرد مشہور عام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان / ولیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب / پھر اُس مرد جنگی نے ہنگام حرب
ولے اس قدر گرز کارگر نی لگا / کہ توڑی سپر کو خستہ کیا
جو زخمی ہو رہام یل پھر گیا / تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا
ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر / لگا کہنے اُس ترک سے وہ دلیر
پھر اشکبوس نبرد آزما / سو پیلتن تیر باران کیا
نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر / کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
ہوا اُسکے سینہ پہ کیا کارگر / کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
جو دیکھا کہ ہے برق خونناب پر / ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھ کر
تو اسے گرد پیران سکے تھا درست / کہ رستم ہے مرد توانا و چست
خطر سے نہ آیا کوئی نامور / مقابل تہمتن کے با کرّ و فر
کیا رات کو سب نے آرام و خواب / سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین / کہ اے نامداران و ترکان چین
تہمتن سے لیتا ہے ازروے کین / کہا سن کے کاموس نے پھر وہین
گیا اسپ کو سوے میدان طلان / دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان
تہمتن کا شاگرد الواے یل / کہ ہے جنگ اسکو نہ پڑتی تھی کل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان / تو الواے جنگی نے دی اپنی جان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان / مجھے سمجھے اشکبوس اے جوان
وہ بولا کہ جب صید آوے نظر / تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
تہمتن شتابی چڑھا سر گیا / ہوا اُس سے وابستہ ترکش کا
گیا از در کاموس و رستم نے جب / شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
کہ رشتہ نیزہ اپنے ہو کر سوار / گردن مین تہمتن سے پھر کارزار
ہوا اُسکا گھوڑا وہان سے فرار / کیا فوج خاقان مین اسنے قرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین / سواران پیران تھا ازرہ کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر / دلیرون نے کینہ پہ باندھی کمر
ہوے لشکر آرا القصد و غا / گیا نہ فلک پر فغان بوق کا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر / گیا سچ مین رستم نامور
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ / شتابان ہوا سوے ناوردگاہ
گیا یان سے رہام جنگی سوار / ہوا جاکے آمادۂ کارزار
جوانمرد جنگی نے از روے کین / سر ترک پر گرز مارا وہین
اُٹھا گرز مارا جو بالاے سر / تو اُس وقت رہام نے لی سپر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ / گیا وان سے رہام پھر سوے کوہ
طرف اپنے لشکر کے موڑے عنان / کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
پکارا کہ پہونچا ترا ہم نبرد / مقابل ہو پھر کر اگر تو ہے مرد
ولے اتنی بھی دہشت پیلتن / کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
رہا تیر جب سوے دشمن کیا / سر دو مہر نے تب کہا مرحبا
ہوا اشکبوس نعش ان ہلاک / ملا جسم اُسکا یہ خون و خاک
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن / جو دیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن
نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد / کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
دبا ہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ / گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ
تو میدان مین گردان پیکار جو / صف آرا ہوے آن کر ہر دو سو
کہو کونسا آج جنگ آزما / عوض اشکبوس جوانمرد کا
کہ رستم سے کرتا ہون مین جاکے جنگ / یہ کہہ کر شتابان ہوا بید رنگ
شتابان ہوا اے رستم نامدار / مرے ساتھ کر آن کے کارزار
دلیرانہ آیا سو رزمگاہ / ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ
دوان کرکے میدان مین رخش کو / ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو
ڈرون مین نہ ہرگز ترے شور سے / کرون آج تجکو زبون زور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند / رہا کی سوے رستم ارجمند
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند / ہوئی رخش کے سُم مین جاکے بند
ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا / ولے اُسنے پھر یہ ارادہ کیا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند / کیا مثل نخچیر اُسے پا سے بند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر / کشان لے گیا رستم شیر گیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار / ہوا پھر نہ آمادۂ کارزار

پیام اُسنے بھیجا کہ اے نامور / نہ ہو گرم پیکار بس صلح کر
یہ سن کر لگا کہنے وہ نامجو / جو خاقان کو ہے صلح کی آرزو
تو پیل سفید اور دیہیم و زر / مرصع وہ اورنگ و گنج و گہر
بیان بھیجے اب کہ ہے یہ تمام / سزاوار کیخسرو ذوالاکرام
غضبناک سُن کر ہوا شاہ چین / سپہ سے یہ بولا کہ از روئے کین
کرو تیر باران سو پہلوان / دلیرانہ ہو گرم پیکار یان
ہوئی بارش تیر ہر چند پر / تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر
پہونچکر جو رستم نے پھینکی کمند / تو خاقان کے سر مین ہوئی جابلند
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین / لیا باندھ ایرانیون نے وہین
زد و کشت اُسدم ہوئی اسقدر / کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
غرض لشکر چین گریزان ہوا / سو کشور چین شتابان ہوا
شہ چین کا اسباب و زر جو تھا / سواران ایران نے غارت کیا
نہیں اک وطیرہ پہ یہ دور چرخ / ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
زمانہ کا ہر دم ہے رنگ دگر / کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا / شہ چین پیادہ گرفتار تھا
اسے طوس کے پاس لایا کشان / دلیرون سے پھر رستم پہلوان
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو / یورش کرکے ہر چار سو گھیر لو
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام / ہوا جاکے آسودہ لشکر تمام
گریزان ہوئے شب کو تورانیان / نہ ہرگز رہا وان کسی کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلۂ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم پہلوان بہ حضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار / تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ / تھین شب ہوا میل آرامگاہ
سواران توران کو فرصت ملی / بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
سلامت گئے حیف تورانیان / رہے خواب غفلت مین ایرانیان
یہ کہہ کر کیا مال مغفر و تہ کو / روان پیش کیخسرو نامجو
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج / فراوان زر و گوہر و گنج و تاج
گیا لے کے اس دادگر کے حضور / فرامرز رستم کا فرخندہ پور
ہوا شاد کیخسرو نامدار / شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
فرامرز کو خلعت و زر دیا / اُسے مورد لطف و احسان کیا
تہمتن کو بھی خلعت پُر گہر / ز روئے عنایات با گنج و زر
پئے طوس و گودرز و گیو و رہام / کہا تک مین لون پہلوانون کے نام
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما / ہر اک کے لیے خلعت و زر گیا
روانہ ہوا سوے افراسیاب / تہمتن کرے تاکہ اُسکو خراب
حضور سپہدار توران دیار / کیا جاکے پیران نے یون آشکار
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست / کیا سربلندون کو رستم نے پست
شہ چین کو میدان سے روز نبرد / پکڑ لے گیا رستم شیر مرد
ہوا پر الم سن کے افراسیاب / بہت دل کو اُسکے ہوا اضطراب
کیا نامدارون کو اُس نے طلب / کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
لگے کہنے مردان جنگ آزما / کمک چین سے ناحق طلب کی شہا
نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر / ذرا حکم ہووے تو اب زودتر
کرین رستم گرد سے جاکے جنگ / ملا دین اُسے خاک مین بیدرنگ
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن / توانا و زور آور و پیلتن
بہت جنگ مین آزمایا اُسے / کسی نے ذرا بھی نہ پایا اُسے
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر / بدن پر نہ اُسکے ہو کچھ کارگر
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے / نہین سہل یہ کام زنہار ہے
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا / طلب بہر امداد اُس کو کیا
ختن کا سپہدار پولادوند / دلیر و نبرد آزما زورمند
ختن سے روان ہوکے پہونچا شتاب / ہوا شامل شاہ افراسیاب
بہم شاہ توران و پولادوند / سوئے لشکر رستم ارجمند
شتابان ہوئے با سپاہ گران / دلیران گردان و جنگی جوان

یہ سن کر لگا کہنے وہ پیلتن
کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن

کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار
کرون ہون مین اب تجھسے عہد استوار

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
نہ کر اسقدر فوج توران کو تنگ

کیا تجھ کو اس واسطے یان طلب
مری بات سن گوش جان سے تو اب

حوالے کرے میرے افراسیاب
زر و مال بھی دے مجھے بے حساب

جو خسرو کرے سر کو اُسکے جدا
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا

دے پاس خاطر ہی تیرا ضرور
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور

سنا جبکہ خاقان نے احوال سب
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب

کیا عرض شنگل نے اے شہریار
نہین صلح منظور یان زینہار

یقین ہی کہ کوئی ہل کینہ جو
کریگا زبون رستم گرد کو

یہ سن کر خوشی سے لگا کہنے شاہ
کہ بہتر ہی پھر جنگ کیجے پگاہ

وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
کہ مجلس کا سو تفت تھا اور رنگ

گیا سوے میدان ہوا نعرہ زن
پکارا کہ اے رستم پیلتن

کمین مین مخالف کے از رہ کین
کیا بند رستم نے نیزہ وہین

وہ اُٹھ کر پیادہ گریزان ہوا
سو لشکر چین شتابان ہوا

سلامت وہان سے اُسے لیگیا
یہ شنگل نے خاقان سے جاکر کہا

دلیری مین یکتا ہی وہ شیر مرد
نہین کوئی اُسکا یہان ہم نبرد

عبث تھی وہ مجلس مین لاف گزاف
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہے صاف

شہ چین نے شنگل کو انجام کار
سواران جنگی دیے شش ہزار

ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

گئے پھر دلیران پیکار جو
ادھر سے بھی رستم کی امداد کو

نہ ہوا انکے انبوہ سے بیمناک
کرد کوشش و جہد بیخود و بیباک

یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
قیامت وہان اک پدیدار تھی

ہوا ساوہ داماد کاؤس کا
تہمتن سے آکر نبرد آزما

مقابل ہوا آکے یہ کاک سال
ولے اُس سے غافل کہ آیا زوال

دہن سے نکلتا تھا رستم کے خون
کیے کشتے صدہا گیا جسطرف

تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ

سواران چین بسکہ کشتے ہوے
جو صحرا مین کشتونکے پشتے ہوے

ولیکن دو ویرہ ہے اے نامجو
اسیر بلا اس سبب سے ہے تو

کہ فرمانبری سے نہ مین پھیرون سر
رہون تابع حکم شام و سحر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
تری بات کا ہی مجھے اعتماد

جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
تو پھر شیوۂ مفسدہ ہر کو

کہ کیخسرو نامور کے حضور
روا نہ کرون پھر ہو پرخاش دور

تو یہ جانتا ہی ترے شاہ سے
نہین صلح منظور ہرگز مجھے

تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا

کہ اے نامداران کہو تم شتاب
تہمتن کی ہی بات کا کیا جواب

بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
بفضل خدایان ہین بسیار گرد

جو یہ بات شنگل نے اُسدم کہی
تو سب نامدارون نے تائید کی

ولے دلمین پیران کے تھا پیچ و تاب
نہ دیتا تھا اس بات کا کچھ جواب

غرض شنگل گرد زرین کمر
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر

رکھون ہون مین تجھسے تمنائے جنگ
گیا سن کے وہ گرد بولا دبنگ

اُٹھاکر گرایا اُسے خاک پر
کیا چاہتا تھا تہمتن اسکا سر

ہوا اُس کے دنبال رستم دوان
ولے آن کر لشکر چینیان

کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست
بجا ہی اُسے کہیے گر پیل مست

یہ سن کر ہوا شاہ چین پر غضب
لگا کہنے یون کیا ہوا تجھکو اب

وہ بولا مرے ساتھ ہو گر سپاہ
تو پھر جاکے رستم سے ہون کینہ خواہ

دگر بار شنگل بہ قصد وغا
سو رزنگ لے کے لشکر گیا

ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
بیک تیغ و نیزہ تھا کرتا قلم

دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
کہ اس جنگ سے یان نہین کچھ زیان

بہ گرز گران اب ستیزہ کرو
سر چینیان ریزہ ریزہ کرو

پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
کہ جس طرح سے پتک آہنگران

خروشان ہوا لیکے گرز گران
کہ ساوہ نے دی سادہ لوحی سے جان

لگا گرز جو ایک بالا سے سر
تو بس چور ہو کے بیدم گرا خاک پر

وہ شنگل کہ تھا گرد جنگ آزما
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا

سواران ایرانیان یکہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

جو رستم کی دیکھی دلیری وہان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

یہاں سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ۔ بھلا کس لیے ہو جیے گرم کین
چلو پھر سوے دیار ختن ۔ یہ کہہ کر گیا شہریار ختن
لگا کہنے پیران سے شاہنشہا ۔ سپہ لے کے شاہ ختن اٹھ گیا
ہوئی ان سب سے یہ بیدل سپاہ ۔ نہیں سوے پیکار مائل سپاہ
مناسب نہیں ہی توقف یہاں ۔ سو خانہ بس ہو جیے اب وہاں
غرض جنگجو دائمے بعد اضطراب ۔ گریزاں ہوا شاہ افراسیاب
لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج ۔ مبدل ہوا ساتھ راحت کے رنج
تہمتن نے ہر اک کو با صد طرب ۔ کیا ملک توران کو تقسیم سب
بر فتح و ظفر کے پھر مال و زر ۔ گیا پیش کیخسرو نامور
ہوا شاد کیخسرو نام جو ۔ دیا گنج و زر رستم گرد کو
سوا اسکے سب مال مغرور تر بھی ۔ تہمتن کو بخشا بہ فرط خوشی
کیا بیژن و گیو کو پھر طلب ۔ وہ توران سے آئے تھے لیکے سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

کہوں قصہ اب در باب درنگ ۔ سنا ڈنیمن اکوان و رستم کی جنگ
ہوا جشن آراستہ ایک روز ۔ سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز
امیران دگر دان ایران دیار ۔ حضور اسکے حاضر تھے سب نامدار
کہا ایک چوپان سے ندان آن کر ۔ کہ گلے میں اسپان کے اک گورخر
کہیں دامن دشت سے آ گیا ۔ گئی سب کو اُسنے ضائع کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور ۔ نہیں زور میں ہمسر اسپ گور
تعجب سے حیرت کا ہی یہ مقام ۔ کہ آ کر کیا گورخر نے یہ کام
یہ سن کر وہیں موبدان کہن ۔ لگے کہنے یوں پیش شاہ زمن
کہ ہی ایک اکوان دیو لعین ۔ سر چشمہ صحرا میں مسکن گزین
ہوا دشت میں آشکار آن کر ۔ وہی دیو ہی صورت گورخر
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا ۔ تہمتن سے خسرو نے تب یوں کہا
کہ اے پہلوان رستم پیلتن ۔ ترا کام ہی کشتن اہرمن
نہیں اور کو تاب یہ زینہار ۔ یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
وہیں لیکے گرز و کمند دستان ۔ تہمتن ہوا سوے صحرا رواں
سو گورخر جا کے پھینکی کمند ۔ وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
پھر اک دم میں پیدا ہوا وہ لعین ۔ یہ دوڑا وہیں کھینچ کر تیغ کین
کیا چاہیے تھا زخم اُسپر ولے ۔ نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور ۔ کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور
غرض اس طرح سے وہ دیو پلید ۔ لگے تھا نمایاں گہے ناپدید
رہا تین دن تک تہمتن خراب ۔ نہ آرام تھا دن کو نے شب کو خواب
بروز چہارم سوار دلیر ۔ ہوا اور صحرا میں آرام گیر
گیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان ۔ تو پھر آن کے دیو اکوان نے واں
زمیں کو شتابی بریدہ کیا ۔ اُٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن ۔ لگا کہنے تب اُس سے یوں اہرمن
کہ دریا میں پھینکوں میں یا کوہ پر ۔ جو ہو خواہش دل بیاں کیجیے
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر ۔ کہ برعکس ہی کار دیو شریر
کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر ۔ کہ تا استخواں ریزہ ہوں سر بسر
اسے دیو ناپاک نے پھر وہیں ۔ دیا پھینک دریا میں اُسکو کہیں
گرا جبکہ دریا میں تب بیدرنگ ۔ سو رستم گرد دوڑے نہنگ
جوانمرد اس وقت لایا پناہ ۔ سوا آفرینندۂ مہر و ماہ
زرہ سے دلیری علم کر کے تیغ ۔ لگا قتل کرنے نہنگ بیدریغ
یل پیلتن خوب تیراک تھا ۔ دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
شناور رہا یکدست سے پہلوان ۔ بدست دگر تھا سلیح و کماں
بہوں عنایات و لطف خدا ۔ کنارے سے پہونچا وہ جنگ آزما
سلاح و لباس اپنا کر خشک واں ۔ ہوا پھر سوے دیو اکوان رواں
یہ اُس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا ۔ کہ گھوڑوں کا یعنی چراگاہ تھا
جوانمرد کا رخش چرتا تھا واں ۔ ہوا پھر سوار اپنے وہ پہلوان
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا ۔ وہاں اُسنے گلہ کو رکھا تھا
سپہدار توران کا گلہ بان ۔ کہیں اپنے گلہ کو لایا وہاں
رواں لے کے گلہ ہوا پیلتن ۔ سو خسرو خسروان زمن
خبر پا کے چوپان افراسیاب ۔ سو رستم گرد آیا شتاب
اسے دیکھ کر رستم نامور ۔ خروشندہ واں ہو کے جوں شیر نر

تہمتن بھی ہر روز تھا رہ نورد
توقف نہ کرتا تھا وہ شیر مرد

وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
عدم کی طرف اُس نے لی دو مین راہ

سپہدار توران کے جب متصل
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل

جو شب گذری اور صبح ہوئی آشکار
گئے دن جا کے رستم سے مین کارزار

مبارز طلب آن کے جب کیا
پئے جنگ تب گیو جنگی گیا

یہ چاہا کہ لے جائے کھینچکر
کہ اتنے مین یہ حال کر کے نظر

ہوا شاہ کا بند باز و دسر
ولیکن کیا شہ نے زور اسقدر

ہوا اس سے گردان جنگی دوان
کیا اُسنے زخمی کئین بعد ازان

جو میدان مین زخمی ہوئے ہر تن
تو گودرز با خاطر پر محن

ہوئے یاس زخمی نبیرہ پسر
شتابی سے تو جا کے امداد کر

کمند آکے رستم نے جب کی رہا
تو شاہ ختن نے پھرا سر لیا

گیا اور مارا جو اس گرز کو
تو رنجہ ہوا رستم نامجو

تو لے درد سے تھی نہ تاب اسقدر
رہا جو کرے زخم بدخواہ پر

وہ طاقت مجھے بخش اے بیچگون
کرون تاکہ بدخواہ کو اب زبون

نہ جوشن مین لیکن اثر کچھ کیا
یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا

جو یہ کھا کے یہ ضرب گرز گران
نہ ہرگز بلا زین سے پہلوان

پہر لے دلے اس گرد کے جسم پر
تو را بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر

تہمتن نے سن کر پذیرا کیا
ولیکن یہ اُس وقت اُسنے کہا

کرے آکے پیمان و عہد استوار
اگر بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار

سپہدار توران گیا پھر وہان
تہمتن نے اس سے کیا یون بیان

ہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان

رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو دیگا
تو پھر کام دشوار تر ہو دیگا

ہوے دونون مصروف کشتی بہم
لگے کرنے ہر دم درشتی بہم

اُٹھا کر جو پٹکا اُسے خاک پر
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور

یہ سمجھا وہین رستم ارجمند
کہ بس مر گیا شاہ پولادوند

کہا جا کے اے شاہ افراسیاب
تہمتن زنہار آدمی کی یہ تاب

رہائی مجھے اس سے سوجھی بھی کب
ہوا مگر د حیلے سے جانبر مین اب

تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

کہین راہ مین ایک آیا حصار
کہ وان گرد کا نور تھا قلعہ دار

وہ حصن متین فتح جس دم ہوا
روان بیشتر وان سے رستم ہوا

تو سالار ترکان سے پولادوند
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند

غرض دوسرے روز وقت پگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ

رہا کر کے شاہ ختن نے کمند
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند

رہام اور بیژن نے جا کر کمند
رہا کی سو شاہ پولادوند

کہ دونون گئین ٹوٹ دونون کمند
علم کر کے پھر تیغ پولادوند

پہونچکر بیک ضرب شمشیر کین
کیا خستہ بس گیو کو بھی وہین

گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
کہا یون کہ اے پہلوان جہان

یہ سن کر گیا رخش پر ہو سوار
سوے رزمگہ رستم نامدار

جو خالی گئی پہلوان کی کمند
تو گرز گران لیکے پولادوند

ہوا خون روان سر ہوا دردمند
رہا زین پہ قائم یل ارجمند

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا

پھر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
روان تیغ کی گرد کے کتف پر

کہ افسوس یا بیدل یہ وہ گرز ہے
کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے

مری تیغ بران بھی خارہ شگاف
دو پارا کرے سنگ و آہن کو صاف

پھر اُسنے کیا میل کشتی وہان
تہمتن سے کی خواہش دل عیان

کہ افراسیاب دلاور کو یان
طلب کیجیے تاکہ اے پہلوان

غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
کہ رستم نے دم راست بنا کیا

تھا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
کہ ہٹ جائے لشکر عقب سربسر

پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
پھر آہستہ آکر شہ پیلتن

جگر چاک اُس کا وہین کیجیو
توقف کو تو راہ مت دیجیو

گیا کہنے افراسیاب دلیر
فرود آئے گھوڑے سے دونون وہ شیر

کیا زور رستم نے انجام کار
کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار

دلے دم چرایا بد اندیش نے
کیا مکر بدخواہ و بدکیش نے

گیا یہ سوے رخش تا ہو سوار
گریزان ہوا اُٹھ کے وہ شہریار

کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
حضور اُسکے ہو کوہ البرز گرد

عقب اُسکے پہونچا جو گرد دلیر
تو گردان توران نے برسائے تیر

لگا کہنے لشکر سے پولادوند
کہ تخت و زر و گنج و نام بلند

یہ کہکر وہین بیزن پہلوان
گرازون کے بیشے مین پہونچا وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچکر خنجر آب گون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان
کہ یان دشت ہی ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہی وان سیر کو
کہ صحرا مین ہی اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہی وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہی یہان
منیزہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایۂ خوشخصال
پے جنگ خوکان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اُس کو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیزن دوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرون یہان
یہ جانا کہ وان بیزن پہلوان
وہین یکے بیزن نے شبدیز کو
کیا پھر بہجت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بعز و طرب
ہوا مستئ بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا

گیا شاہ سے ہوکے رخصت وہان
گرازان مقابل ہوے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اُنکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سربسر
رہا جاکے پھر دشت مین پہلوان
ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وہان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
پے سیر اس جا اقامت گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہی کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے قریب پاس جا
ہوئی جاکے بیزن سے پرسان حال
کیا دفع مین نے اُنہین سربسر
بعز و تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اس سے کہ اے پہلوان
تری پاسبانی کو اے نوجوان
اسیر بلا ہووے گا بیگمان
روان سوے ایران ہوا تا بجھ
منیزہ نے بیزن کو بے اختیار
رہی عیش سے وان سہ روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیزن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
نہایت دل اُسکا پریشان ہوا

وے اُسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیزن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سوے پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگادی وہان آگ بھی چارسو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیزہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیزہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیزن نامور
کنیزان مین بیرامن نازنین
گیا بیزن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اس طرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مین نے یہ دخت ہی خوبرو
یہ کہکر اُسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیزہ کے پاس آنکر
منیزہ یہ بولی کہ لاؤ اُسے
منیزہ نے تجھکو کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا اگرچہ گرگین رنگ
گیا جب اُدھر بیزن نامدار
گیا جبکہ بیزن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بیخبر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے شیری یل شیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
چلے سب گرازان پیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اس سے کہا
نہین روکش اُسکے مہ و آفتاب
لگے کہنے تب وانکے باشندگان
بیان حسن کی اُسکے توصیف کی
تو یہ دور سے اُسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیزہ کا دل
کہ ہی اس قدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز کیا اُسنے کچھ بھی حذر
کہ یہ آن پہونچا ہی کیونکر ادھر
مرا نام ہی بیزن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
تماشاے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اُسے
گیا ساتھ اُسکے وہ با صد طرب
وے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا نہ وان زینہار
گئی سوے خرگاہ اُٹھکر وہین
میسر ہوا سربسر کام دل
گیا خواب مین بیزن نامور
منیزہ اُسے لے گئی سربسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے علم آشکار و نہان

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
نبرد آزمائی مرا کام ہے

بھلا کس لیے تم مقابل ہوئے
عبث سوے پیکار مائل ہوئے

یہ مردانگی دیکھ حیران ہوئے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے

دلے تھا وہ منزل بمنزل روان
کہ ترکون کی پہونچی سپہ ناگہان

گیا کر کے یلغار بہر نبرد
مقابل ہوا اُسکے وہ شیر مرد

کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
بہل نامداران ہنگام جنگ

وہ سرکردۂ فوج توران دیار
ہوا جادہ پیماے دشت فرار

طرف سے تھا خسرو کے اک نامدار
گیا پیش اُسکے وہ جنگی سوار

روانہ بسوے بیابان ہوا
پے جنگ اکوان شتابان ہوا

کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد
تو اے دیو آ سامنے کر نبرد

دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
لگا کہنے رستم سے کر کے غریو

یہ سن کر تہمتن نے ڈالی کمند
گلے کو کیا دیو اکوان کے بند

جدا دیو کے جسم سے کر کے سر
شتابی سے فتراک سے باندھ کر

جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا

پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا

رہی بزم عشرت وہاں چند روز
رہا دور جام مے دل فروز

مرے دل میں ہے آرزوے وطن
مجھے کیجے رخصت بسوے وطن

دو منزل گیا اُسکے ہمراہ شاہ
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

کہوں کیا کہ ہے یہ عجب داستان

تمہارا جو ہے شاہ افراسیاب
کیا میں نے اُسکو تباہ و خراب

یہ کہہ کر وہیں کھینچ کر تیغ
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز

تہمتن ہوا پھر روان بیشتر
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر

خبر پا کے رستم کی اک نامدار
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار

کیے کشتہ گردان بہت تیر سے
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے

سواروں کو یکدست کر کے تباہ
لیے گرد نے چار پیل سیاہ

بہ فتح و ظفر رستم پہلوان
ہوا بیشتر پھر وہاں سے روان

وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
سپرد اُسکے کر کے یل ارجمند

پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان
خروشان ہوا مثل شیر ژیان

نہیں کار مردان بیکار جو
کہ آزار دیں خواب میں مرد کو

کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا
پھر آیا یہاں تو براے دعا

بیک ضرب گرز گران پھر وہیں
پریشان کیا مغز دیو لعین

روان ہو گئے پھر پیش خسرو گیا
شہنشہ نے اعزاز اس کا کیا

طلب کر کے پھر سیم و زر بیشمار
کیا رستم پہلوان پر نثار

بہم خسرو و رستم نامور
ہوئے مائل عیش شام و سحر

کیا عرض رستم نے یوں بعد ازان
کہ اے خسرو خسروان جہان

تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
بہت مال و گنج اُسکو دیا

اب آگے بیان رزم بیزن کو سن
کہن قصہ کو تازگی سے لکھوں

کہ سننے سے ہو اشک جسکے روان

رفتن بیزن پسر گیو طرف ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیزہ دخت افراسیاب بر جمال بیزن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ بیستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم پہلوان از بند و رفتن سوی ایران

کہیں آ کے ارمانیان ایک روز
حضور جہاندار گیتی فروز

کہ ارمان میں خسرو سرفراز
تعدی کنان ہیں ہزارون گراز

ستم سے گرازون کے ہم آ گئے بجان
نظر کر بہ حال ستم دیدگان

اُٹھا بیزن پور گیو دلیر
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر

ولے گیو بولا کہ اے شہریار
یہ کار آزمودہ نہیں زینہار

بسان غریبان و بیچارگان
لگے کرنے فریاد و شور و فغان

نہ چھوڑیں زراعت نہ برگ شجر
ستاتے ہیں مردم کو شام و سحر

یہ خسرو نے لشکر نظر کی وہیں
سو پہلوانان ایران زمین

تجھے حکم ہوا ہے شہ نامجو
کہ گردن قتل خوکان خونخوار کو

یہ سن کر لگا کہنے مرد دلیر
جوان ہوں ولیکن بتدبیر پیر

پری نے سے ہو چمکر غضب یہ کیا
کہ مجھکو عماری مین بٹھلا دیا

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
پڑھا اُسپہ افسون پری نے وہین

اثر سے فسون کے وہین بے خطر
پری رو مجھے لے گئی اپنے گھر

نہین آہین زنہار میرا گناه
نہ آلودہ عصیان سے ہر رشک ماه

نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا
کہ جس نے کیا یون اسیر بلا

لگا کہنے پھر شاہ توران دیار
کہ اے بخت برگشتہ روزگار

تو وہ ہے کہ با گرز و تیغ و خدنگ
گدا اسپ کرتا تھا امید جنگ

اور اب دست بستہ مثال زنان
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان

نہین راست تیرا سخن زینہار
تو جابر نہو دیگا انجام کار

سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو بیژن نے اُسکو دیا یہ جواب

مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
دلے تیرے داماد نے کی دغا

تو اک توسن دگر زاب مجھکو دے
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے

دلیران و ترکان جنگی سوار
مقابل مرے کر شہا ایک ہزار

تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
کرون قتل سبکو مین اک آن مین

رہے زندہ ترکو نسے گر اک سوار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار

ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
یہ کر شیوہ کینہ جو سے شتاب

لگا کہنے کھینچ اس کو اب دار پر
نگون بخت کو تو نگونسار کر

اُسے لے گیا وہ سوے دار جب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب

برادر نہ تھا نے کوئی یار تھا
خدا لیکن اُسکا مددگار تھا

سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ پیران اُدھر آگیا ناگہان

یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ پیران دلیر نے سنکر کہا

کہ یارو نہ جلدی کو یان راہ دو
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو

یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
شتابی گیا پیش افراسیاب

ہوا ایستادہ ادب سے وہان
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان

نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
کہ از بس تو کرتا ہے کیا مدعا

اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے

جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم

مگر بیژن نامور کو ہلاک
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک

کئی بار دی پیشتر مین نے پند
نہ سنتا ہوا جب شہ ارجمند

ہوا کام سے دست بردار تب
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب

کہ مین سیاوش کو تا زہ نکر
درخت بلا کو شرار بار ور

سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
تو پھر کیا اُٹھایا بھلا فائده

کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون

کیا سنکے پیران نے پھر یون بیان
کہ رکھئے گرفتار بند گران

یہ سنکر رہ جور و بیداد سے
کہا شاہ نے لشکر دانا دسے

کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
ہر اک طرح سے اُسکو پہونچا گزند

اور اک دیو اکوان نے سنگ گران
بیابان مین پھینکا جو تھا بیکران

دہن پر تو رکھ چاہ کے اوس سنگ
نہ زنہار ہی بات مین کر درنگ

منیژہ کو بھی یان سے لیجائیے
نگونسار چشمے مین لٹکائیے

بفرمودہ شاہ افراسیاب
سنا جب تو اُس کینہ جو نے شتاب

کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کنوئین کے رکھا منہ پہ سنگ گران

منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

کہ دختر یہ ایذا نہ رکھئے روا
گزند اُسکو پہونچائیے مت شہا

شفاعت ہوئی گو عقوبت سے بر
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر

سبب سے محبت کے اور چاہ کے
رہی جاکے نزدیک اُس چاہ کے

گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اُسکو طعام

وہ بیژن کو روز سے پہونچاتی تھی
کچھ اک اس مین سے آپ بھی کھاتی تھی

جہان آفرین داور دادرس
ہوا آخر کار فریاد رس

سنو کارسازی جان آفرین
کہ گرگین گیا سوئے ایران زمین

کہا گیو گودرز سے جاکے جب
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب

لسان ہے کہ بتا بیژن پہلوان
یہ راز نہان سر بسر کر عیان

یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
کہ نزدیک ارمان ہم اپنے نامجو

جو پہونچے تو اک چشمہ آیا نظر
پہونچے جا بجا تھے بریدہ خنجر

گرانمایہ خونخوار آئے وہین
ہوے اُنسے ہم گرم پیکار کین

ملائے گزاران ترخون و خاک
کیا دشت کو تہنے خوکان سے پاک

سبب یعنی اُسے پھر سوے ایران وہان
طرب ساز و شادان صید افگنان

بیابان مین اک گور آیا نظر
پسندیدہ حسن سم دخوب تر

طرف اُسکے دوڑا کے شبدیز کو
شتابان ہوا بیژن نامجو

بڑھے مجھپہ گرگین نے صد افسون
منیزہ نے کی جمع خاطر کمال
فدا ہون مین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نہ تھا دخل نامحرمون کو وہان
پھری گردش چرخ انجام کار
گیا دو ہین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہے لائق قید و بند گران
کر لیجا سواران بیکار جو
یہ سنکر جو گرسیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکھا پہونچکر در خانہ پہ
نہ جنگ و دد و دود تنہا وہان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
کہ یان ہے نہ توسن نہ گرز و خدنگ
نہین کوئی اس دم مرا یار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
جو دیکھا کہ بیزن دلاور جوان
گیا ساتھ بیزن کے عہد استوار
وہ سے گیا سوے افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیزن کہ اے تاجور
سراپا رگم ہو گیا ناگہان
بکایک ہوا اک پری کا گذر

سو راہ بد وہ ہوا رہنمون
کہا یون کہ دل کو نہ کھو پر ملال
رضا جو تری با دل و جان ہون
تو جان ہو مری تیرے آگے سپر
ہوے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
کہ یکسان نہین دائما روزگار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
فراحان سالار کو بس وہین
کوئی جاکے وان دیکھ لے ایکبار
عقوبت ہے اُس پر روا بیگمان
تو محصور کرجا کے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا آکے جوان تیز تر
تو کھودے سر اپنا وہین رایگان
چلون ساتھ تیرے سوے شہریار
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اُس سے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت
بجنگ گرازان مین آیا ادھر
سو دشت آیا تفحص کنان
اڑا لے گئی مجھ کو وان آن کر

اسیر بلا اُسنے مجھکو کیا
جوانون کو دربیش ہو رزمگاہ
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
کئی سال گذرے بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان مین دیکھے کسیکو اگر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیزہ ہے اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکھا تو گرسیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیزن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
کہ بیزن ہون مین پور گیو دلیر
مین اس خنجر تیز سے اب کرون
روا شاہ مجھ پر نہ رکھے ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
نہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیسے توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
ہوا خفتہ پھر مین بزیر درخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی

عوض اُس سے نے یار سیات کا
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
مری جان مجھکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جاے اندیشہ ہے
نہ تھا کار جز عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور
ہوا اُسکو اندیشۂ خوف جان
منیزہ کا اک گرد ایران ہے جفت
فراحان نے یہ عرض شہ سے کیا
تو پھر اس مین کیا جاے انکار ہے
یہ گرسیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آ کشان یان اسے باندھکر
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ
بہم بیحجابانہ ہین بادہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو
لگا کہنے تھا کر دہین پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا زینہار
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
شجاعت کے بیشے کا اک نرہ شیر
بہت نامدارون کو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کھا قسم
کہ مرنے پہ اب اُسنے باندھی کمر
گرفتار بیزن کو اُس دم کیا
تو ہرگز نہ کچھ کام آوے ظفر
شبستان مین کس طرح جانا ہوا
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوے خفتہ گویا مرے ہاتھ بخت
عمارت اک ایسی نمایان ہوئی

سوے کشور گرگساران نگاہ
اور اک دخت اسکی ہی خدمتگزار
مگر چاہ مین قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہی پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زبان پر سخن اور آنکھون مین نم
کہ آرام سے اب وطن مین رہون
ہے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بچنگ وے دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ رخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوس ہوکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہون اب مثل بازرگان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ دہشت ادہم باد پا
شتر بار پر از پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما یک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہوکے آوے ادھر

پڑی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ
کہ نسل کیان سے ہے وہ گلعذار
سلاسل سے بس دست پابستہ ہی
شتابی سے پروانگی مجھکو ہو
بنے گا یہ کام اُس سے بس بیدرنگ
شتابان سو رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہان سے نہ زنہار جنبش کرون
ہوا تھے اے گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا بہم تا سہ روز
تو دوہن بحکم شہ کامگار
وہان تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارہ تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کرکے کہنے لگا
ترے حکم سے مین نہ موڑون عنان
یلان قوی جنگ چننے ہین تن
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
کرون جلکے تدبیر ایسی وہان
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اُشتر براز گوہر بے بہا
تحایف ہر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے اُسوقت اُس سے کہا
کہ صادر ہوئی تجھسے ایسی خطا
ہوے پور گرگین کے گریہ کنان
مرے ساتھ رخصت اُسے دیجیے
تو جانبخشی اُس کی بجا ہو زود تر

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے
کیا شہ نے پھر گیو سے یون بیان
نہ اندیشہ رکھ کر خدا پر نظر
کہ جاؤن چھڑالاؤن بیژن کو یان
مرا نامہ لیجا سیہ سیستان
اُسے جاکے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت مین نے کھینچے ہین رنج و محن
تھے درد سے مین جگر خستہ ہون
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اضطراب
بروز چہارم بسامان و ساز
گئے اُسکے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اُس تخت پر
مددگار گردان ایران دیار
کہ تیرے سوا اے یل نامدار
کہ اے شاہ شاہان روئے زمین
مین اس کام پر چست باندھون کمر
اُنھین ساتھ لیجا جنھین چاہے تو
تو ایسا نہ کھائے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو تیار یکدست سامان ہوا
پر از جامہاے سیہ صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہنے ہوے جامۂ کاروان
رہا کرکے اے گرد فرخندہ خو
کر لینا خطا ہمکو اب اسکے تو بخت
کیا عرض رستم نے پھر لاجرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون عرض گرگین کو بیشک رہا

بصد رنج و خواری گرفتار ہی
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
کہ آوے رہا ہوکے تیرا پسر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن مفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن
پے کار بیژن کمربستہ ہون
کہ لاؤن رہا کرکے اُسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور
بجز افگنی تو ہے پیل و نہار
نہین چارہ گر یان کوئی زنہار
ترا ہون مین اک بندۂ کمترین
چھڑالاؤن بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم روان سوے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پراز تحفہ خوب و دلخواہ تھے
بنے سربسر صورت ساربان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان علم
کہ اس عہد مین تونے یہ دل مین کیا
ملاؤن تبھی اسکا تہ خون و خاک

سو بیژن آیا وہ مانند پیل
خروشان و جوشندہ چون رود نیل
ولیکن ہوا گور دانسے روان
عقب اُس کے تھا بیژن پہلوان
نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
نہ دیکھی کہین صورت پہلوان
ہوا دل مرا سخت اندوہگین
گئی دن ہوا وان اقامت گزین
یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا
اُسے پیش کیخسرو نامدار
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہان گم کیا تو نے اے کینہ جو
کہے ہے تو اب مکر کی گفتگو
ملاؤن تری خاک مین آبرو
شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
کرون مین جدا جسم سے تیرے سر
دو صد تازیانے لگائے وہین
کیا خستہ گرگین کو از روے کین
گیا گیو لیکر اُسے پیش شاہ
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
مرا ہاے تھا ایک نور بصر
کہ دلشاد تھا جس سے شام و سحر
کرے ہے یہ گفتار مکر و فریب
کہ سنکر اڑا ہے قرار و شکیب
پہونچ داد کو میری اے شہریار
کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار
کہ گرگین نے تجھسے بیان کیا کیا
سنا تھا جو اُسنے وہ شہ سے کہا
شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان
کیا پھر گرفتار بند گران
نظر کرکے وہ طالع و وقت پر
لگے کہنے پیش شہ نامور
یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
چھڑا لاؤن بیژن کو اب بند سے
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے
کہ اختر شناسون کی گفتار کا
اُسے کچھ بھی زنہار یاور نہ تھا
نشان پاوین اُسکا تو فہو المراد
خبر دین ہمین آن کر شاد شاد
تو نوروز کا کیجیو انتظار
کہ جب آوے نوروز فصل بہار
ہوا گیو شادان یہ سنکر سخن
دعا دی کہ اے سرور انجمن
یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
وہین پھر سواران پرخاش پر
ہوے ہر طرف وہ تفحص کنان
ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
گیا گیو با خاطر پر الم
دل زار بیتاب اور چشم نم
طلب کرکے پھر جام گیتی نما
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
بہت غور سے تھا نظارہ کنان
سو ہفت کشور شہ خسروان

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
کرے گور کے سر کو تا دو مین بند
نظر سے ہوا گور بیژن نہان
شتابان ہوا مین تفحص کنان
ولے توسن بیژن نامدار
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار
غرض بادل و درد آیا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
گرفتار رنج و بلا ناگہان
کہا لیک گودرز نے پھر وہین
کہ مت کھینچ اسیر تو اب تیغ کین
وہین گیو پھر بادل دردمند
یہ گرگین سے بولا بہانگ بلند
کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب
کیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب
تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی
اُسے اس حقیقت سے دون آگہی
پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
اُسے لیچلے وانسے گردن کشان
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
مرے سر پہ آئی یکایک بلا
اسے کرکے گم آپ آیا یہان
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
بجز توسن بیژن پہلوان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب
کہ توران مین ہے زندہ وہ پہلوان
ولے ہے گرفتار بند گران
سو ملک توران مین کھینچون سپاہ
وہان جاکے ترکونسے ہون کینہ خواہ
یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
پے جستجو بھیج ہر سو سوار
مبادا نہو وے اگر آگہی
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
نظارہ کرون جام گیتی نما
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
جہان مین تو وہ جبتلک ہے جان
بصد حشمت و دولت و فر و شان
رواہ کیے گیو نے چار سو
کرین جاکے بیژن کی وہ جستجو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
تو پھر پیش کیخسرو نامور
جو خسرو نے دیکھا اُسے بیقرار
پریشان دل مضطر و اشکبار
ستارے جو ہین سات افلاک کے
لگے تھے وہ اس جام مین سر بسر
نشان بیژن نامور کا کہین
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین

طعام اُسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھ اُس سے اے مرد زور آزما
شتابان ہوئی وانسے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کنوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کنوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر
کرون ایک شبخون مین اسدم شتاب
اسیری سے بیزن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آن کر
چلون ساتھ تیرے یہان شیر مرد
غرض رستم و بیزن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیزن گرفتار تھا
تلافی کو بیزن کی آیا مین یان
پہونچکر تہمتن نے از روے کین
ہر اک گرد اک اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جا کے آرام و خواب
ہزار اُسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
وے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرارت کی
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دیرانہ تم گرم پیکار رہو
سنی جب سوارون نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب نہ میدان مین کچھ کامیاب
کیے کشتہ و خستہ صدہا ہزار

سنا جب یہ بیزن نے تب یون کہا
تو بیزن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیزن کہا
تہمتن نے اُسوقت باندھی کمر
دیا پھینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ
نکالا اُسے ڈال کر پھر کمند
لگا کہنے بیزن سے پھر نامور
بسوے شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
شتاب شب ہوا خوف سے اسیر
کرون چلکے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانۂ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہی رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر کچھ نہین ہی تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوارون سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ یہ بیزن و رستم جنگجو
ہوے حملہ آور سوے رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوے چین وانسے افراسیاب
پھر آیا بفتح و ظفر نامدار

یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاروان
کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اُسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
کہ تا اُسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیزن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نے پر
ز روے دلیری شتابان ہوے
سپہ ساتھ اُنکے ہوئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جور اسقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اک نازنین پریچہرہ کو
سوا اُسکے کتنی پریچہرگان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہی تو نے مجھے
زبون سخت ہین مجھسے تیرے سوار
کہ اے نامداران توران نہ مین
نہ جا تبر ہون میدان سے اب نہار
سواران توران ایرانیان
ہوے کشتہ تورانیان سربسر
گیا اُسکے دنبال رستم دلیر
زر و مال و اسباب افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلا ور گیا
ہلی اُسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اُسے
منیژہ کو تو لیکے جا یانسے اب
کہ آگر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تھا یہ ستم پہلوان
نہ جاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہی داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھرا وان سے لیکر پیل نا مجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی وہین سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہی بیحساب
کہ دی مین نے تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہی رزمگہ جاے عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار
ہوے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب

ہوا منا من ہبات کا پہلوان
تہمتن غرض شل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
لئے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے اسے خجستہ جوان
تو کون ہون مین لیے سرور انجمن
وہ بولا کہ تو شہر مین جاکے رہ
ہوے جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
سو رستم گرد آئی دو دان
خبر بیژن نامور کی کہین
دہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچاری ہون اور ستمدیدہ ہون
سر رحم سے پھر تہمتن د ہین
بیان کرکہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پھرون ہون نہین در در بحال تباہ
وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے
تو نہین کے دہن پر ہے سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اسے کچھ طعام
کہ بیچا تو یہ مرغ وبریان دنان
وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
جہانکا ارادہ تھا پہونچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
تو ہے کون آیا کہان سے یہان
متاع گرانمایہ و دل پسند
مرے پاس اب شوق سے آئیو
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھے وہان مشتری
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوے ایران زمین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہین تم نہار
نکر مغز میرا تو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پر کینہ ہے
کیا سنکے کل ماجرا سب بیان
وہ پہونچا تی تھی جسطرح سے مدام
رکھی اُس مین اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اُس جوان کے لگی
سبب کیا جو ہمدم کیا قاہ قاہ
ترے عشق مین مال و جان کو فدا
کہا اسنے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہوے قید اُسکے پسر
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن نہ جانا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آکے وارد ترے شہر مین
نہین مال کا تجھسے تیمار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
کہا اتبک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہم نہین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار
نہین چاہیے سردمہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبار گی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کرکے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
کہون کیا مین جو حال بیژن کا اب
بندھے اسکے زنجیر مین دست و پا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جاکر دیا جب طعام
کیا قہقہہ دیکھ انگشتری
وہ بولا رکھے راز کو گر نہان
دے اب تلک بھی تو ہے کرو بدگمان
کیا یہ منیژہ نے اُس سے بیان

بحکم شہنشہ بجا سے بدر
مقام اُس جگہ پیلتن نے کیا
سو دشت اک روز پیران گیا
کہ اُس جام مین بے بہا تھے گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہو نہین ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر مین
کسی کو نہین تجھسے بیکار کچھ
خریدار دیبا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر
تجھے کچھ ہے گودرز یل کی خبر
کسینے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا او پرو سے مرے دور تر
نہ سردار ہو نہین نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار
نکر دور رنگ روبرو سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کرون حال اپنا مین اب کیا بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اُسکے سر پر غضب
فغان اُسسے کھینچے ہے صبح و مسا
لگی کہنے اُس سے کہ اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شاد کام
لگی کہنے دوہین وہ رشک کی
تو آگے ترے مین کہون میر جان
بڑا حیف ہے تجھپہ اے پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

توہی کو دان محض اور بے ہنر
نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر

یہ سن کر گیا پیش افراسیاب
سلاح و سلب جاکے لایا شتاب

نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
موافق نہ برزو کے زنہار تھے

نئے اور تیار انجام کار
مہیا کیے بعد ازان شہریار

بلا کر سپہ گر جو تھے با ہنر
یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر

ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب

اٹھارہ جوانان زور آزما
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا

یہ علم و ہنر وہ یگانہ ہوا
سر سروران زمانہ ہوا

بہ نیرو سے سرپنجہ وہ نامجو
زبون روز کرتا تھا استاد کو

غرض برزو سے پہلوان ایک روز
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز

جو استاد ہین میرے ہژدہ یلان
کسے تو نہین باندھ لاؤن یہان

سنی شاہ توران نے یہ بات جب
لگا پوچھنے پہلوانون سے تب

کہ ہے راستی کا کچھ اس مین فروغ
یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ

وہ بولے شہا برزوے پیلتن
نہین آدمی ایک ہے اہرمن

درشت و تنومند چست و دلیر
حضور اسکے اک پشہ ہے پیل و شیر

شب و روز برزو کو ہے میل رزم
غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم

ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب
دیا گنج برزو کو پھر بیحساب

لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ
مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ

کہ ہو نہین شتابی یہان سے روان
سو خسرو و رستم پہلوان

نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا
کرون تجکو ایران کا فرمان روا

ہوا شادمان شاہ توران دیار
طلب کرکے پھر تخت گوہر نگار

یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت
تو با صد طرب بیٹھ بالاے تخت

کہا نامداران سے پھر یون کہ اب
کرون اسکی فرمانبری روز و شب

وہ بیٹھا جو بالاے زرین سریر
تو یکسر ہوے گرد فرمان پذیر

ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد

یہ بولا سپہدار توران دیار
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار

عقب تیرے مین بھی بصد عز و شان
پہنچتا ہون لیکر سپاہ گران

دو سردار جنگ آور و ذو الکرام
کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام

گئے ہمرہ برزوے نامدار
سواران جنگی لیے دہ ہزار

شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
سپہدار با لشکر بیکران

گئی سوے ایران یہ جس دم خبر
تو بولا یہ کیخسرو نامور

کہ گردان ایران جو کرتے تھے عزم
نہ ہوتی تھی ترکون کو پھر تاب رزم

تعجب کہ اب وہ بھی تورانیان
براے دغا سوے ایران دوان

فریبرز اور طوس کو پھر شتاب
پے جنگ گردان افراسیاب

کیا شہ نے رخصت بصد عز و شان
روانہ ہوئے ہر دو نام آوران

سواران جنگی و مردان کار
گئے ساتھ انکے وہ بارہ ہزار

عقب انکے شہ بھی بصد کر و فر
جہاندار کیخسرو نامور

فریبرز اور طوس کی فوج جب
گئی سامنے فوج برزو کے تب

ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان

ہوئی فوج ایران کو آخر شکست
سواران توران ہوئے چیرہ دست

فریبرز اور طوس میدان مین
جو آئے مقابل تو اک آن مین

اٹھا زین سے برزو انھین لے گیا
بہ بند گران انکو بستہ کیا

ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا غمزدہ خسرو نامدار

طلب رستم نامور کو کیا
یہ احوال خسرو نے اس سے کہا

ہوا پر غضب رستم پہلوان
لگا کہنے اے خسرو خسروان

تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب
سو پہلوانان افراسیاب

فریبرز اور طوس کو کر رہا
ترے پاس لاؤن بہ فضل خدا

یہ کہہ کر گیا رستم جنگ جو
و لے لے گیا ساتھ گستہم کو

گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان
اسیران بند بلا تھے جہان

یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے

سر تخت زرین ہے افراسیاب
خوشی سے پیے ہے پیالے شراب

چپ و راست با خاطر شادمان
نشستہ ہین پیران و برزو وہان

فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
کھڑے ہین بندھے دست و بازو کو سخت

یہ کہتا ہے انکو وہ کمبخت شاہ
کرون قتل مثل سیاوش بیگناہ

اسیران کو پھر لے گئے مردمان
کہ منظور تھا انکو رکھنا جہان

نگہبان جو غافل ہوا تب یہین
تہمتن نے کھینچا ہے تیغ کین

اٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر
شتابان ہوا رستم نامور

اٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل
سر برزو سے دو ہی آگے نکل

سنا جبکہ یہ مژدۂ دل نواز ہوا شاد کیخسرو سرفراز — گئے پیشوا نامداران تمام ہوئے دیکھکر اُسکو سب شادکام
گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ تو آکر جہاندار گیتی پناہ — تہمتن کو باصد خوشی لے گیا ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی شہنشہ کی لایا بجا بندگی — منیژہ بھی اور بیژن پہلوان گئے جب حضور شہ خسروان
ہوا شاد کیخسرو پاک دین ہوئے گیو گودرز بھی خوش ازین — ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم لگے رہنے مسرور و خرم بہم
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان — سنو قصۂ برزو سے پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب سوے چین گیا شاہ افراسیاب — تو آیا نظر راہ مین اک جوان تنومند مانند پیل دمان
ہوا شہ اُسے دیکھکر شادمان لگا اُس سے پھر پوچھنے ای جوان — مجھے نام کا اپنے تو دے پتا یہ سنکر وہ اسطرح گویا ہوا
کہ اے بادشا ہون مین دہقان پسر نہین جانتا لیک نام پدر — سنا ہی یہ ماں سے کہ اک روز ماں کہین اک سوار آگیا ناگہان
ہوا آن کے وہ طلبگار آب پلایا اُسے اُسنے پانی شتاب — ہوئی اُسکے دلمین جو غالب ہوس جوان نے کیا اُسکو ہمخواب بس
روانہ ہوا یان سے پھر وہ سوار بحکم خدا یہ ہوئی باردار — خدا جانے تھا کون وہ پہلوان نہین اُسکا معلوم نام و نشان
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا مرا نام مادر نے برزو رکھا — جو دیکھا اُسے شاہ نے یلتن روان ساتھ اُسکے کیا یہ سخن
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام دلیری و مردی مین مشہور عام — مجھے سخت اُسنے ہی عاجز کیا پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا
اگر یہ نہووے تو جرأت نہین کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین — گمان ہی یہ مجھکو کہ ہنگام جنگ تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا کہ افسوس صد حیف شاہنشہا — تو اک گرد سے ہی زبون اسقدر ترے ہاے دلمین ہے خوف و خطر
لگا کہنے سالار عالی وقار وہ ملکین ہی مانند یکصد ہزار — توانائی اُس کی بیان کیا کرون بجا ہی اگر کوہ آہن کہون
نہ تیر ہو گر زدستان کارگر نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر — یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان کیا شاہ سے اُسنے پھر یون بیان
کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون — سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہی کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے
نہین ہی اگر رزم کی تجھکو تاب رکھا نام کیون تونے افراسیاب — نہین تجھکو شایان ہی نام شہی نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ ہوا اُس سے خواہان امداد شاہ — کہا یون کہ گر کشتہ ہو ای جوان ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
تو دون تجھکو مین دختر مہ جبین کرون تجھکو سالار اقلیم چین — قسم کھاکے برزو نے پھر پیش شاہ کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ
شہ چین کو اور شاہ ایران کو کرون بند مین ہوکے پیکار جو — لگا دون مین اب آگ ایران مین کرون خون روان زابلستان مین
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب سو خانہ برزو کو لایا شتاب — سراپردۂ خیل و اسپان زین دو صد نازنینان ماچین و چین
زر و افسر و گنج و لشکر دیا سرافراز برزو کو شہ نے کیا — ہوا شاد برزو سے گردنفراز جہان مین ہوا الغرض بے نیاز
وے اُس کی مان دوڑتی آئی یہان کیا آکے برزو سے اُسنے بیان — کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال اُٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
تہمتن سے عہدہ برآئی نہین تجھے تاب جنگ آزمائی نہین — وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا نکر قصد تو اُس سے پیکار کا
کئی بار دی شہ کو اُسنے شکست کیا نامداران تورانکو پست — تو اُن نامدارون کے ہمسر نہین دلیری مین اُنسے فزون تر نہین
وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند مرے آگے ہے پست پیل بلند — دیا پاسخ اُسنے کہ وہ شیرزاد ہنر پہلوانی کے رکھتا ہی یاد

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
گئے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
ترے دست و سر کو نہ رنجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ دل مین کیا
پر اتنے مین آخر ہوا روز شب
بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجھ سے آج آن کر
نہین اسکو پیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہین اور آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کرون سوے ہندوستان
یہ سن کر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
نہین مجکو زنہار کچھ خوف جان
ہمارے ہی قالب مین جبتک کہ جان
مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہین گردن فراز
دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر
ہوے رستم گرد جنگ آزما
عماری تو اس وقت تیار کر
بلاؤن مین وان جا کے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سن کر خبر
نہ ٹھہرے یہان گر تو اے پہلوان

اٹھی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گرز کی بس ستوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تعجب ہوا اسے گرد جنگ آزما
یہ سن کر تہمتن نے اس سے کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
تو پھر برزو و رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالی جناب
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
مرا دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
کہ جس کا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہرگز رہا زور بازو سے دست
کہ ہو برزو سے گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہے سوے ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو پس دہین رخصت کیا
تو برزو سے مین جا کے ہون رزمخواہ
نہ میدان سے موڑون مین ہرگز عنان
سو جنگ کیون شاہ لاوے عنان
کرون غرق خون مین اسے بیدرنگ
دلیرانہ ساتھ اسکے ہون رزم ساز
تو جو دل مین آوے کرے نامور
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبح دم مین شتابان ادھر
شتابی ہون سیمرغ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سر بسر
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
ہوا دست پیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
رہا اب کرے زخم گرز گران
ہوے سب عاجز ہوا وقت جنگ
گئے رزمگہ سے سوے خیمہ گاہ
مگر مجھے زور پیدا نہ تھا
تن سخت پر اسکے ہنگام جنگ
نہین مجکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا اولاد و پسر
وہ جیپال ہندی سے ہے گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یان جب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنان سے کرون سفتہ اسکا جگر
کہا سن کے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو شب و روز بزم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کہا غصہ سے گودرز نے اس طرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جا
پہونچ جلد وہان زال زر سے ملون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر ایک اے پیلتن
زرا یان سے جنبش نہ کر زینہار

ہوا میل کشتی نہین جاودان
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی لور
تو بس ریزہ کرتا اسے سر بسر
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہے اگر رہیے غافل یہان
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
ولے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ
ملے خاک مین کون انجام کار
تو باچشم تر شہ سے کہنے لگا
نہین مجکو مقدور پیکار کا
یہان اسکے جاندار ہوتا الگ
یہ دل مین ہے اک گرد کو بیدرنگ
بہم جنگ موقوف ہے تب تلک
لگا کہنے یون خسرو نامجو
ملاؤن تہ خاک و خون سر بسر
کہ اے خسرو خسروان زمین
کہ حاضر ہیں بندے پے جنگ و رزم
ستیزندہ ہیں جو مانند شیر
کرین جاے بر نعرہ بر بر زمین
کہ مین نے کیا اب یہان جس طرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر و دست کا اپنے درمان کرون
کہ ہے عزم رستم سو سیستان
تمھارے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہان رکھ تو اے ثبات و قرار



وہ بندگران زور سے سر بسر
سراپردہ مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کہ لے کر سپہ جا سوے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو
ترے سر کو توڑ دون ابھی گرز سے
بجا ہے کہ سکھون مین تجھ سے
یہ کہہ کر وہین ہاتھ مین لی کمان
چلانے پہ ہوئی بارش تیر پر

شکستہ کیے یک طرف بیٹھ کر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آن کے
اسیرون کو جو لے گیا آن کر
وہین آن کر برزوئے کینہ خواہ
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ جو
سمجھیو نہ کم مجھ کو البرز سے
مرے ساتھ مت تند ہو سقدر
خدنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض بادل خرم و شادمان
دہ بندی جو تھے یان انھین لیگیا
دم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین کہنے لگا
تو برزو سے اب جا کے ہو گرم جنگ
کہا نعرہ زن ہو کے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم پھر ہوے لیکے گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار سن کر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ لے رستم اب سامنے میرے آ
یہ سن کر گیا پیلتن بے درنگ
کہ جاے تہمتن مین آیا دلیر
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح دیر تک گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

خدا نا جرا سینے اک روز کا — کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
دلیران ایران زمین تھے تمام — مہیا سرود و مے و رود و جام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد — لگے کرنے وان گفتگوے فساد
لیا طوس نے خنجر ازروے کین — رہام دلاور نے اُٹھ کر وہین
رہام دلاور پہ غصہ ہوا — یہ پھر برزدے پہلوان سے کہا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو — کہ طوس دلاور کو اے نامجو
لگا کہنے گیو یل نام جو — کہ گودرز اور طوس ہین تندخو
مناسب یہ ہی ہے مین بھی جاؤن وہان — کرون نکو سمجھا کے لاؤن یہان
تہمتن سے پھر گستہم نامجو — برادر تھا طوس دلاور کا جو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو — مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
تو ہونے نہ دیجیو بہم کارزار — یہ سن کر گیا وہ یل نامدار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤن مین — ملکزادے کو ساتھ لے آؤن مین
پھر آتا ہون اب سوے آغاز کار — لکھون حال طوس یل نامدار
یہ دیکھا کہ خیمے سے افراختہ — اور اک قلعہ محکم ہے نو خاستہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہے تب وہان — لگے کہنے اُس سے کہ اے پہلوان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے — تو پیام سکو آیکن دلخواہ سے
اُتر اسپ سے با دل شادمان — گیا دو ہین خرگاہ مین پہلوان
لگا کہنے اُس سے کہ اے دلستان — حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر — رہے ہن بھی مین آرام سے اسکے گھر
جہان سے جوان لیگیا رخت جب — یہ چاہا سپہدار توران نے تب
خطر سے مین اُسکے گریزان ہوئی — سو ملک ایران شتابان ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا — کہ خسرو کے لائق ہے یہ دلربا
غرض بیٹھ کر طوس عالی جناب — لگا ہاتھ سے اُسکے پینے شراب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لے گیا — پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
جو آیا وہان بعد ازان گستہم — رکھا اُسنے پھر قید گہ مین قدم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال — ہوا امر وہان سے وہ پرسان حال
تو چلا اب زرہ نشاط و سرور — خداوند مہانسرا کے حضور
پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن — نہ با ساتھ اُسکے ہرگز گیا پیلتن
پھر اتنے مین پیش یل نامور — کسی نے کہا کان مین آن کر

وہان گیو گودرز جنگی سوار — یل بیژن و طوس عالی وقار
تھی آراستہ محفل دلستان — قرین مسرت تھے پیر و جوان
زبان پر جو اُس وقت گفتار تھی — سو نالائق و سخت و دشوار تھی
کف طوس سے کھینچ خنجر لیا — وہان سے خفا ہو کے طوس اُٹھ گیا
نہین جانتا کیا تو رستم یلان — کہ لازم ہے دلجوئی میہمان
تو اب جا کے لے آشتائی یہان — ہوا سن کے گودرز و پہلوان
مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز — بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز
یہ کہہ کر گیا گیو رزم آزما — وہ لے ہمراہ گیو بیژن گیا
روانہ ہوا لے اجازت اُدھر — کہ وان طوس تنہا ہے لے نامور
فرامرز سے رستم پہلوان — یہ بولا کہ اب تو بھی جا لے جوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان — کہ شہزادہ اپنا ہے طوس جوان
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد — روانہ ہوا زال فرخ نہاد
روان ہو کے پھر طوس پہونچا وہان — سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
پکاتے ہین باورچیان قلعہ مین — لگا پوچھنے وہ یل نیک نام
زن تاجر آئی ہے توران سے ایک — کہ رکھے ہے وہ خصلت خوب و نیک
کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام — مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
جو دیکھے تو بیٹھی ہے اک نازنین — صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
وہ بولی کہ ہون مین زن نیکخو — مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مال و زر اُس جوان نے دیا — بہت مجکو مسرور و شادان کیا
کہ اپنی پرستار مجھکو کرے — مرا مال لے خوار مجھکو کرے
پے خسرو نام جو آئی یہان — رہون اُسکی خدمت مین تا جاودان
اسے لیچلو پیش شاہ جہان — کہ تا حسن بیجا ہو میرا وہان
ہوا بیخود و مست و بیہوش جب — کمینگاہ سے بیلسم آکے تب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان — ہوا قید مانند طوس جوان
ہوے جا کے پھر گیو و بیژن بھی قید — نہ مہانسرا تھا وہان دام کید
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال — یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
مے و میوہ و نغمہ و چنگ و نے — جو کچھ ہو وے مطلوب سب جو دے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یان — کچھ افسون سے خالی نہین یہ مکان
کہ یہ زن ہے مکارہ اے پہلوان — کیے چار گرد اُسکے غائب یہان

تہمتن یہ بولا کہ میں کیا کرون نہیں مجھ سے ہوتا ہے برزو زبون
ملا کر وہیں زہر بھیجا طعام ہوئے پیش برزو جو پہنچا طعام
تو شہروے اُسکو نہ کھانے دیا نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا
زن مطرب خوبرو بدسیر ہوئی کھاکے سوے عدم رہسپر
ہوا خشمگین برزوے نامدار لگا کہنے اے رستم باوقار
ہوا تجھ سے جو کام سرزد یہان نہیں یہ سزاوار نام آوران
سفید اب محاسن ہوے تیرے سب نہیں شرم لیکن تجھے ہی غضب
ہوا شرمگین رستم نامور خجالت سے ہرگز اُٹھایا نہ سر
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن
اگر مرد تو ہے تو اُٹھ کر نبرد یہ سن کر اُٹھا رستم شیر مرد
دلیرانہ دونوں یل سرفراز ہوے لیکے گرز گران رزمساز
پیاپے ہوے گرز باہم روان ہوے سست بازو ہوے جنگ آوران
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
ہوا میل کشتی انھیں پھر وہان فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
دوال لجام سمندان وہین کمر سے کیا بستہ از روے کین
لگے زور کرنے بجوش و خروش بہنگام کشتی ہوے سخت کوش
ہوے پھر وہ اسپان ہم رزمساز مثال دلیران گردن فراز
تہمتن کے توسن نے وقت ستیز روان جب کیا زخم دندان تیز
تو برزو کا بھاگا وہین بادپا وہ برزو کو بھی کھینچکر لے چلا
یہ تھی خواہش برزوے رزمسا کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز
گرین تا کہ رام اسپ کو زود تر ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
زمین پر گرا برزو انجام کار نشانی سے پھر رستم نامدار
چڑھا اُسکے سینے پہ تا بیدریغ کرے اُسکے سر کو جدا کھینچ تیغ
وہین مادر برزوے پہلوان لگی کہنے رستم سے کر کے فغان
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
تو برزو کو مت قتل کر زینہار ذرا دل میں کر خوف پروردگار
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
گرانمایہ خاتم زرناب کی نشانی میں رکھتی ہون سہراب کی
یہ کہہ کر نکالی وہ انگشتری نگین فروزندہ چون مشتری
ہوا دیکھ کر شاد وہ نامجو بغل میں لیا برزوے گرد کو
گرا پاؤن پر از سر انکسار بفرط خوشی برزوے نامدار
پھر آئے ہم بادل شادمان روان ہوکے وانسے سوے سیستان
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت کہ بیٹھا وہان برزوے نیکبخت
ملایا اُسے زال سے بعد ازان ہوا دیکھ کر زال زر شادمان
بصد شادمانی ہوا ہم کنار کیا سر پہ اُسکے بہت زر نثار
مہیا کیا جشن عیش و طرب نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہر ملک آمدن فراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ توران جو کھا کر شکست دلیران ایران ہوے چیرہ دست
ہوا تھا جو میدان میں برزو اسیر تو بس غم سے افراسیاب دلیر
شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا تحیر میں تمثال تصویر تھا
زن گلبدن ایک سوسن بنام کہ رامشگری میں تھی مشہور عام
یہ بولی کہ میں اے شہ نامجو نہیں صرف رامشگر و نغمہ گو
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد زمانہ میں اس فن کی ہوں اوستاد
تہمتن کے آگے کہ ہے شیر مست نہیں پیش جاتا اگر زور دست
تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا کرون تن سے رستم کے سر کو جدا
ملاؤن فرامرز کو خاک میں دلیرون کا لاؤن میں دم ناک میں
پذیرا نہ کرتا تھا افراسیاب ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
فسونسازی اپنی دکھائی اُسے طرف اُس ارادے کے لائی اُسے
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا سپہدار توران نے اُسکو دیا
وہ ہر شہ سے رخصت شتابان ہوئی روانہ سوے ملک ایران ہوئی
یل جنگی اک اُسکے ہمرہ گیا کہ تھا پیلسم نام اُس گرد کا
وہ جب ملک میں پہونچی ایران کے تو رستے میں پھر زابلستان کے
بنائی سرا اک اور قلعہ ایک پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام تو سوسن کھلاتی اُس کو طعام
مراتب مسافر نوازی کے سب ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
مہیا مے و میوہ و چنگ و رود شراب و کباب و رباب و سرود
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وان کہ نیرنگسازی تھی وان بیگمان

پکڑ کر عنان یون گذارش کیا — کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو — سپہدار توران سے ہو جنگجو

پھر اتنے مین پہونچا تہمتن وہان — تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر — یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور

کہ ہے وہ تنومند و چالاک و چست — فنون ہنر مین نہایت درست
کئی بار کی مین نے ساتھ اسکے جنگ — مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ

بہت جہد و کوشش سے روز وغا — رہا غالب اسپر بہ فضل خدا
دیے کر سکا مین نہ اے بادشاہ — اسے وا اسے پابند میدان گاہ

بعیاری آخر وہ زور آزما — رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا
اگر اب وہ رکھتا ہے دھر عزم جنگ — تو میدان مین جاتا ہون بے درنگ

سوا اسکے موڑین نہ منھ زینہار — فرامرز و برزو سے جنگی سوار
یہ جنگی سواران ہین یان مبتلا — مناسب نہین شاہ کو تب تلک

کہ باندھے کمر سب یہ پیکار و کین — ہوا اسکے فسرد بہت خشمگین
یہ بولا سیاوش کا ہون مین پسر — دلیر و جوانمرد صاحب ہنر

نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما — تہمتن شہ پنجے سے میرے رہا
اگر کوہ آہن ہو افراسیاب — کرون تیغ بران سے دریائے آب

یہ سنکر کیا شاہ نے دو ہین عزم — کہ توسن کو کیجے روان سوے رزم
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان — کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان

کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے — و وان اسپ کو بعد ازان کیجیے
ہوا تند رستم پہ شاہ جہان — یہ اتنے مین برزو بھی آیا وہان

پھر اپنا رکھا شاہ کے پانون پر — لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا — مرا خون ہو گردن پہ تیری شہا

دلیران جنگی ہین یان جس قدر — دکھاتا ہے دہ ہر ایک اپنا ہنر
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو — کرون شاہ توران سے مین جنگجو

ہے تن مین ہر ایک کے جان زار — کرے عزم پیکار تو ... شہا
جو میدان مین ہو کام یہ تمام — تو مختار ہے اے شہ ذو الکرام

کیا عجز برزو نے جب اس قدر — ہوا رزم ... تب خسرو نامور
لگا کہنے تب خسرو پاکدین — کہ اے نامداران ایران زمین

نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان — سخنگوے خوش ... و خوش بیان
مری آتش خشم کی اسنے سرد — نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد

لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ — کہ سالار توران سے ہے رزمخواہ
بفرمان شاہنشہ نامدار — وہین ہوکے آہن پہ برزو سوار

شتابان ہوا سوے افراسیاب — خروشندہ ... دریا سے آب
جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ — تو سالار توران نے کھینچی اک آہ

لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد — نہین ہے مگر تجھکو یہ بات یاد
کیا پرورش مین نے کیونکر تجھے — کیا نامداران سے برتر تجھے

دکھائے ہنر پہلوانی کے سب — نہین شرم آتی تجھے ہے غضب
کہ اب یون دلیرانہ میدان مین تو — ہوا آنکر مجھ سے پیکار جو

کہان اب گیا خسرو نامدار — کہ آیا نہ ہمدم بنے کارزار
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا — ہوا غالب اسکو خطر جان کا

تجھے ہے تری جنگ سے عار و ننگ — تو پھر جا یہان سے نکر عزم جنگ
کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم — زبون خسروان یعنے جویائے بزم

یہ برزو نے اسوقت پاسخ دیا — کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا
ولیکن ہے تو شاہ بیداد گر — ستمگار و پیمان شکن بد سیر

سیاوش وہان نے گیا تھا پناہ — اسے قتل تونے کیا بے گناہ
روا قتل ہے تجھسے بدعہد کا — کہ پیمان شکن ہے عدو خدا

نمک خوار تیرا رہا جب تلک — ادا حق نمک کا کیا تب تلک
اور اب ہون نمکخوار اس شاہ کا — کہ ہے منفعت کشور کا فرمانروا

ترے ساتھ کچھ مکر نہ ہون رزمخواہ — تو ہے دشمن خسرو دین پناہ
یہ کہکر ہوا وہ دلاور روان — اٹھا گرز مانند پیل دمان

سپہدار افراسیاب دلیر — خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
لگا کہنے جون پیل مستی کمر — مرے آگے تو بیشہ ... نکار

کہ اک زخم سے میرے اب بیتہا — رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
نہ آوینگے تجھسے اگر پہلوان — کہ ... اک دم مین سبکو یہان

کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ — روان سوے برزو کیا اک خدنگ
گذر کر گیا اسکے جوشن سے تیر — ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر

ادھر سے وہین پہونچا وہ جنگی جوان — کرے تارہا ضرب گرز گران
سپہدار توران ہنرمند تھا — ہر ضرب وہ ضرب بچانے لگا

رکھے قلعے مین اُنکے پانچون سمند ۔ یہ سن کرو ہین وہ یل ارجمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا ۔ خبر اُنکی دریافت کرکے تو لا
پھر زال زر نے ارادہ کیا ۔ کہ دیجے زن ساحرہ کو سزا
گیا گرز لے کر یل کینہ جو ۔ وہان جا کے توڑا در قلعہ کو
بوقت دغا سوے زابلستان ۔ کسی کو کیا زال زر نے روان
پیلبے فرامرز سے بعد ازان ۔ کہ دروازہ پر قلعہ کے آئے جوان
کہا زال سے تو کنارے جو ہو ۔ تو مین پیلسم سے ہون پرخاش جو
سر شام تک وان رہی کارزار ۔ ہوئی جنگ موقوف انجام کار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو ۔ شتابی سو خسرو نام جو
در قلعہ پر آن کر بعد ازان ۔ ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
ہوئی بارش تیر وان حد گر ۔ نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
ہوے کھینچکر تیغ پھر رزمساز ۔ غرض شام تک ہر دو گردن فراز
گیا جب سوے کوہ مہر منیر ۔ ہوے تب یلان جا کے آرام گیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار ۔ ہوا یہ پدیدار انجام کار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار ۔ تو جا سوے سالار توران دیار
ہوے گرم کین رستم و پیلسم ۔ بسان ہزبران جنگی بہم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان ۔ سو لشکر شاہ توران روان
دیے برزو و رستم و زال زر ۔ جدھر حملہ کرتے تھے جون شیر نر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر ۔ تو پھر قلعہ سے وہ زن حیلہ گر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور ۔ سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
سواران ایران نے وان آن کر ۔ لیے گھیر ترکان دہان سر بسر
ہوا بیدل اسوقت افراسیاب ۔ کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب
کئی بار کھائی ہی تونے شکست ۔ نہین پیش جاتا ہی کچھ زور دست
سرایندہ زن نے تجھے جو کہا ۔ وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
سپہدار نے سن کے پاسخ دیا ۔ کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
لگا کہنے پیران سے یون شہریار ۔ کہ اے مرد دانشور و ہوشیار
یہ کہہ کر روان کر کے گھوڑا شتاب ۔ ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
مناسب ہے میدان مین آوے اگر ۔ سپہدار کیخسرو و نامور
یہ سن کر وہ شاہنشہ نامدار ۔ اتر فیل سے اسپ پر ہو سوار

ہوا پر غضب اور اک شخص کو ۔ کہ تھا جا کر زال فرخندہ خو
گیا اور گھوڑون کو پہچان کر ۔ حقیقت کہی اُسنے جب آن کر
گریزان ہوئی وانسے وہ حیلہ گر ۔ گئی قلعہ مین بادل پر خطر
مقابل ہوا زال کے پیلسم ۔ لگے چلنے گرز گران دم بدم
کہ پہونچا دے رستم کو جلدی خبر ۔ وہین پھر فرامرز پہونچا اُدھر
دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد ۔ یہ سن کر گیا وہین وہ شیر مرد
لگے کرنے پھر دو وہین باہم نبرد ۔ فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
سحر برزو و رستم پہلوان ۔ شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان
شتابان ہوا وہ یل نامور ۔ کہ پہونچا دے جا کر یہ سبکو خبر
کہ اے پیلسم آکے ہو گرم جنگ ۔ وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان ۔ لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
رہے گرم پیکار مانند شیر ۔ نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد ۔ دلیر و جوان برزو شیر مرد
کہ آیا سپہ لے کے افراسیاب ۔ تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
پے جنگ برزو گیا پھر شتاب ۔ سو لشکر شاہ افراسیاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ ۔ ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
تو اگر دانکے سواران ترک ۔ لگے ڈالنے تیر گردان ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک ۔ بہت ترک ہوتے تھے اُسدم ہلاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی ۔ رہائی اُسے غم سے حاصل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد ۔ ہوے برزو و رستم و زال شاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ ۔ سواران ترکان ہوے سخت تنگ
درشتی سے پیران ویسہ وہین ۔ یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین
ترا ملک برباد یکسر ہوا ۔ نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہاے ۔ ہوئی عقل برگشتہ کم دست و پاے
وہ بولا نہین ہم کو تاب ستیز ۔ مگر کیجیے ان سے جنگ گریز
کہانتک مین جنگ گریزان کرون ۔ یہ بہتر ہی میدان مین جان اپنی دون
کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ ۔ کرین خلق کو کس لیے ہم تباہ
مرے ساتھ ہو آن کے رزم خواہ ۔ خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب ۔ دیے نامداران نے آکر شتاب

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
جو مین اُسکو رخصت نکرتا ...
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ مکر تا بیدار ...
کہ اک نامور نامدارون سے گر
تبہ ہووین یکدست ایرانیان
کہا پھر یہ رستم نے لے تاجور
کہا شہ نے شیدکو ... دگر
وہ بولا کہ ہی دل مین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھا یون کہ اب اے شہ کینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہی
تو ہی مثل ... شیر ... گردن
تیرے شیدا نے ... ہی
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ...
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
مرے ساتھ اگر تو کیجیو نبرد
سحرگاہ شیدا اولا ور سوار
لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے بہت
کیا چاک خنجر سے اُسکا جگر
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
جہاندار کا نامہ اُسکو دیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب
بہت جلد ... نے کیا

نہ لیکن ... کو ... عزم
تو کرتا روان مجھپہ ...
ضروری ہے اب شاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
ہوا کم تو یہ گز نہیں کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک ... وہان
سحرگاہ شیدا اور رخصت تو کر
کہ ... رخصت لیا تجھکو ... نامور
کہا اے شاہ تو مجھ سے ...
کیا شیدہ ... جہان ... مقام
... نہیں درجہ گفتگو
اور اقبال و دولت مددگار ...
تو ... ہو ... تیر ...
نہیں مین ... امر ...
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
کہ اب باپ نے تیرے لے ... شعور
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
تو کل جائیو دیکھکر کارزار
مددکو نہ پہونچے کوئی اور مرد
جو میدان مین آیا پئے کارزار
مجھے میل کشتی ہی اے شہریار
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
کہ دارا ... اکیت شیدا کا تھا

غرض سرخ شیدا کی تھین تیرہ چشم
یہ خسرو نے کہا ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اُسکا سخن
اگر شیدا امید ... بلاک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
نہ ز نہار تو مثل آتش ہو تیز
عقب اُسکے نامے کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو اُسکا جواب
کہا ... نے اچھا تو رہ آج یان
سپہدار توران کے پیغام کا
تو دیتا ہی جو گنج توران دیار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
... مین ہون اور تیغ
کہ شیدا سے ... کسی شخص کو
نہ بھیجا تجھے یان برائے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور بھی وہان
اُتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
جہاندار نے اُسکو از روئے کین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
روان ہوکے پھر قارن نامدار
گئے دو وہین شیدا کے ہمراہیان
جہان سے ہوا ایک عالم ناامید
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
... ترک خونخوار ...

نمایان تھا چہرے سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
جفا پیشہ ہی مثل چرخ کہن
تو اُسکی بلا سے نہیں اُسکو باک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
مگر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
دوان پیچھے ہوئے افراسیاب
عقب تیرے لاتا ہی قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار کل ای جوان
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہی تو میرا ہی سر بسر
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اُسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
گیا سامنے مثل شیر ژیان
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر
... گردن ...
کہ شیدا کا سب تن ...
گیا پیش سالار توران دیار
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کمر چست باندھی پئے کارزار
نمایان وہان روز محشر ہوا
نہ ہرگز کہا ... کچھ خطر

کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
کہ خسرو سے کیجیے دلیرانہ رزم

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
فراہم کیا لشکر بیحساب

جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
اسے شاہ توران نے دی کر سپاہ

روانہ کیا سوے خسرو شتاب
عقب اسکے پھر آپ افراسیاب

شتابان ہوا لے کے یکصد ہزار
سواران شائستۂ کارزار

شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
سپاہ گران تب روان کی ادھر

خردمند شہزادہ لہراسپ تھا
اسے شہ نے سالار لشکر کیا

شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لیے جنگ سالار تورانیان

تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
ہوا شادمان خسرو پاک دین

لگا کہنے گرد فرخ خصال
سپہدار لہراسپ ہے خردسال

اتالیق ہو جا کے اسکا تو اب
خبردار رہ اس سے ہر روز و شب

دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا

اگر تھی تو میری طرف سے خطا
ہوے قتل پیران کو ناحق کیا

نہ یہ جور تھا اسپہ ہرگز روا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا

کیا پرورش اسنے تجھکو بجاے
نہ آیا تجھے رحم زنہار واے

خبردار تجھکو نہین کچھ ہراس
کہ ہے لشکر بیکران میرے پاس

دلیران مرے شیر غرندہ ہین
پلنگان و شیران کے درندہ ہین

ولیکن نہین چاہتا مین یہان
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان

یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم

جو باہم ہو قول و قسم استوار
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار

تو اقلیم توران سے جو سرزمین
جو چاہے تجھے دون مین بے رنج و کین

زر و گنج و دیہیم و اورنگ و زر
ترے واسطے بھیجون اپنے [illegible]

دلیران و گردان توران دیار
کرین چاکری تیری لیل و نہار

سوا اس کے دائم مرا ایک پور
رہے تیری خدمت مین با صد سرور

رہے میرے قالب مین جان جبتلک
نہین عہد سے میں پھرونگا تبتلک

اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
تو ہو مجھ سے تنہا تو پیکار جو

کرے کشتہ میدان مین تو گر مجھے
تو اقلیم توران مبارک تجھے

مرے پور رہوان تیرے محکوم سب
وغا ہی اگر ہے تری ہر روز و شب

جو روز وغا مین نے مارا تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے

کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
[illegible]

مری جنگ سے گر تجھے ہو حذر
کہ رکھتا ہون مین تخت و زر [illegible]

تو میرے پسر سے کہ شیدا ہے نام
ستیزندہ ہووے شہ ذو الکرام

اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر درنگ

در زر و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
[illegible] گنج و ملک و سپاہ

یہ ہے جس قدر تجھکو بکدست دین
نہ پھر مین سر دکار ہرگز رکھون

ہوا نامہ شاہ تیار جب
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب

کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
دلیرانہ کیجو سوال و جواب

یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار
[illegible] ہو نہین تجھپر نثار

جو قابو ملا کچھ یہ نیرو سے بخت
تو خسرو کو [illegible] مین بالاے تخت

کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین

یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
دیا نامہ شیدا کو اسنے شتاب

وہ لیکر روانہ ہوا اس ادھر
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر

ہوا خندہ زن خسرو نامدار
بجا لاکے پھر شکر پروردگار

یہ بولا سپہدار افراسیاب
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب

ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
ولیکن ہے مکار و بدخصال

وغا سکے سینے مین لب پہ چین
مرے دل مین ہے دردہاے کہن

کرون جبتلک مین نہ اسکو ہلاک
نہ کین سیاوش ہو سینہ سے پاک

غرض پور سالار توران دیا
جب آیا حضور شہ نامدار

تو لایا بجا داب رسم دیار
بٹھایا اسے شہ نے با اعتبار

دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
پیام پدر روان کیا سب بیان

سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
لگا کہنے تب خسرو ذو الکرام

کہ مین آخر روز دونگا جواب
یہ کہکر کیا اسکو رخصت شتاب

مکان اک بتایا براے فرود
گیا شیدا پھر سوے جاے فرود

کیا نامداران کو شہ نے طلب
لگا کہنے انسے یہ خسرو کہ اب

ہوا مہربان مجھ پہ دشمن مرا
زر و مال و گوہر کرے ہے عطا

وے انکی اس مہربانی پہ خاک
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک

وہ بے رحم مطلق ہے خونخوار ہے
ستمگار ہے مردم آزار ہے

اسے خواہش صلح تنہا نہین
یہ بھیجا پیام اسنے از روے کین

رہا آ کے بالائے کوہ بلند
رہے کچھ نہ تیرا نشان دہر مین
ذرا کر حقیقت تو اپنی بیان
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن
سر افراسیاب جفا پیشہ کا
کیا کشتۂ خنجر آبدار
جو تسخیر سب ملک توران کیا
عمل اپنا کر شوکت و شان سے
جہاندار کاؤس کشور کشا
کہا یون بامداد لطف کریم

کہ تا مجھکو پہونچے نہ تجھسے گزند
کہ تا جلد کے آباد ہون شہر مین
کہ کیونکر بتہ ہو کے آیا یہان
سو تا جور لے کے بدخواہ کو
کشان لیگیا پیش شاہ زمن
کیا تیغ بران سے سر جدا
ادا پھر کیا شکر پروردگار
تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
جو اندیش ہوا یہ دور توران سے
زر و سے مسرت گیا پیشوا
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

دعائین مین کرتا تھا ہر مسجدم
جو چاہا تھا مجھکو خدا نے دیا
بیان ماجرا اُسنے یکسر کیا
وہ بولا کہ تو مجھکو یان قتل کر
ہوا شاد کیخسرو دارجمند
ستمگار کر شیوۂ کینہ ور
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام
ہوا حکم یون رستم گرد کو
لفتح و ظفر پھر شہ پاک دین
خوشی سے بغلگیر باہم ہوے
مخالف سے خون سیاوش لیا

کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
تجھے اب گرفتار میرا کیا
نشان خسرو نامور کا دیا
نہ لیجا حضور شہ نامور
کیا لطف سے ہوم کو سربلند
کہ تھا قید مین اُسکو بھی زود تر
لیا بدلہ گالو نے اب انتقام
کہ توران مین تو اے یل نامور
ہوا رونق افزا سے توران زمین
برنگ گل تازہ خرم ہوے
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار
جہاندار کاؤس انجم حشم
سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال
امور خلافت سے رکھا نہ کام
بزرگان ایران گئے پیش شاہ
کرو حق پرستی مین شب کو بسر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر
دلیران و گردان و ایران زمین
یہ سنکر وہ ایران مین آئے عیان
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
نہین اُس مکان مین نہین بار کو
شتابان تھے سے شاہ جہان
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان

نہین ہے کسی کو بقا زینہار
شتابان ہوا سوے ملک عدم
ہوا مثل خورشید جلوہ کنان
ہوا اُسکی بخشش سے خرم جہان
رکھا عدل سے کام لیل و نہار
رہا حکمران شاہ فرخندہ سال
کیا اہل کاروان کو مالک تمام
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو کار دنیا بوقت سحر
کہ دار فنا سے کرون مین سفر
ہوے سنکے دلگیر ماندہ حزین
گئے پیشوا جملہ نام آوران
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
نہین اُس کو ہمسے سروکار ہے
کیا آ کے بیرون پردہ فغان
وہ بولے کہ اے خسرو شاہ جہان

اگر ہووے یا بادشاہ و وزیر
چہل روز کیخسرو نامدار
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
رعیت نوازی جہان پروری
میسر ہوئی خلق کو ایمنی
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین سیر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار
طلب رستم و زال و زر کو کیا
بیان نامدارون نے پھر یون کیا
مقرر کیا ہے جدا اک مکان
رہے ہے حقیقت سے آگاہ جب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم

کسی کو نہین ہے قضا سے گریز
رہا غم سے کاؤس کے سوگوار
تو حاصل کیا ملک نے با نجور
حقائق شناسی کرم گستری
ہوے شہ کی دولت سے مردم غنی
سو سے حق پرستی وہ مائل ہوا
عبادت مین مشغول لیل و نہار
کیا چاہیے سلطنت کے امور
نہین کچھ تعلق سے تاج و سریر
کہ مائل نہین دل برنگ ہما
مفصل یہ احوال اُنکو لکھا
کہ اے پہلوانان کشور کشا
شب و روز رہتا ہے خسرو دوبار
ہوا رستم و زال کو رنج تب
کیا اُس مکان مین نہفتن بابا
وہان آ کے ہم یا دل پُرالم

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ ۔ ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان مین اک گرد توران بچا ۔ جریدہ سپہدار توران رہا
یہ چاہا کہ دیکھے دلیرا نہ جان ۔ بزور اسکی مردم نے موئی طغان
گیا آخر کار افراسیاب ۔ سو ریگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو ۔ لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را بپیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با ایران +

گیا ریگ آمو سے افراسیاب ۔ گریزان سو کشور چین شتاب
وہان یہ بھی خسرو تعاقب کنان ۔ شتابی سے پہونچا بفوج گران
بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین ۔ زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
فرستادہ یہ پیشکش لے کے جب ۔ گیا پیش خسرو بفرط طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر ۔ کرے شاہ تورانکو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ ۔ رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا ۔ پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر ۔ کیا شاہ توران کو وہین بدر
گیا چین سے پھر سوے مکران زمین ۔ عقب اُسکے پہونچا شہ پاکدین
وہانسے بھی لی راہ دست فرار ۔ کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
جہان جاے تھا شاہ افراسیاب ۔ پہونچتا تھا وان خسرو کامیاب
پناہ کہین اُسنے جاے قرار ۔ کہ تھا اسکو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی سر بسر ۔ گرفتار آئے بہت نامور
نہ ملکین رہا شاہ تورانکے پاس ۔ نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب ۔ پریشان و تنہا و بیخور و خواب
سو شہر بردع کوئی غار تھا ۔ کہ تاریک مثل شب تار تھا
رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت ۔ نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا ۔ شب و روز سرگرم فریاد تھا
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز ۔ ملک زادہ ہوم صاحب تمیز
سر دامن کوہ نزدیک غار ۔ اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار
سنی شکو آواز افراسیاب ۔ اُتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
[illegible] سے کرآتی تھی ہر دم صدا ۔ اُدھر کو دیے کان سُننے لگا
سنا یہ کہ گوئی ہے ترکی زبان ۔ یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان
کہ اے شاہ توران [illegible] ۔ کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہان وہ دلیری وہ جاہ و حشم ۔ فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ ۔ سو غار تاریک لایا پناہ
یقین اُسنے جانا کہ افراسیاب ۔ کرے ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اُسکی بیداد سے دردمند ۔ کہ پہونچا تھا کچھ اُسکو اُس سے گزند
پے انتقام اُسنے باندھی کمر ۔ کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار ۔ تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب ۔ دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے ۔ کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے
تو آ غار تاریک سے باہر اب ۔ یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اُسے ہوم نے خوب پہچان کر ۔ لگایا بزور ایک مشت آنکر
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم ۔ لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
کیا شاہ توران نے گو تدرخت ۔ وسلے تھا گرفتار تیرہ بخت
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست ۔ کیا چرخ پر زور نے ہاے پست
اُٹھا ہوم نے اُسکو پٹکا وہین ۔ کیا پھر گرفتار از روے کین
زمانے کا ہرگز نہین اعتبار ۔ کسی کا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارونکو دم مین تباہ ۔ کرے سربلندونکو یون پست آ[illegible]
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون ۔ مرے دست و بازو کیے بستہ یون
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر ۔ کہا ہوم نے تو ہے بیداد [illegible]
جہاندار نوذر بہشت نامدار ۔ سیاوش سپہدار عالی وقار
جوانمرد اغریرث پہلوان ۔ سوا اُسکے تھے اور شہزادگا[illegible]
مرے سب بزرگان فرخ نہاد ۔ کہ تھے نامدار و فریدون نہاد
اُنھین قتل تونے کیا بیگناہ ۔ نہ آیا تجھے رحم زنہار آ[illegible]
ترے جور سے مین گریزان ہوا ۔ سو کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک ۔ کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو با[illegible]

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج / ہوے تابع حکم سردار فوج
نہ محکوم تنہا تھی اُسکی سپاہ / شہِ روم سمجھے تھا پشت پناہ
لکھا پھر یہ نامہ شہِ خزر کو / کہ اب خزر سے دست بردار ہو
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ / جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ
شہِ کشور خزر الیاس شاہ / کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین / کیا قصد پیکار از رہِ کین
سپہ لیکے آیا سوے ملک روم / سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ادھر سے بھی گشتاسپ لیکر سپاہ / بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
سوے لشکر خزر آیا دوان / ہوے گرم پیکار جنگ آوران
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ / نثار عمود و سنان و خدنگ
ہوا گشت و خون دشمنین بقدر / کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر / دوان کرکے گھوڑیکو مانند شیر
پکارا یہ میدان مین آنکر / کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم جنگ / نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ
دلیرانہ الیاس آیا وہین / ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
جو گشتاسپ نے نیزکو زور سے / کمر مین کیا بند الیاس کے
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا / زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان / اُسے لیگیا پیش قیصر کشان
ہوا قید میدان مین الیاس جب / گریزان ہوا لشکر خزر تب
گیا خزر تک پھر تعاقب کنان / شہِ روم با شوکت و فر و شان
غرض ملک تسخیر یکسر کیا / بہت گنج قیصر نے وانسے لیا
پھرا خزر سے پھر بفتح و ظفر / سوے روم آیا بصد کر و فر
وہان آکے از رہِ لطف و عطا / زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کیا ملک مختار یکسر امور / جوانمرد کو با نشاط و سرور
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز / کہا شاہ سے اے شہِ نیک روز
تک و تاز اب سوے ایران کرو / نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
یہ سنکر دیے مین پیش سلطان روم / لگے کہنے یون نامداران روم
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم / وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
نہین خوب لہراسپ کے ساتھ رزم / مناسب نہین ملک ایران کا عزم
جوانِ دلاور ہوا خشمگین / شہِ روم سے پھر یہ بولا وہین
کہ ہی شاہ لہراسپ میرا پدر / عیان اُسکا احوال ہی سر بسر
مرے جنگ کی تاب اُسکو نہین / کہان ہی یہ طاقت جو ہو گرم کین
دلیران ایران کو یارا کہان / کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
ہراسان ہین گر روم کے نامدار / تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون / تجھے صاحبِ تخت و افسر کرون
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن / تو شادان ہوا سرور انجمن
سوے شاہ لہراسپ نامہ لکھا / یہ مضمون رقم اُسمین شہ نے کیا
کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ / نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ / مجھے دے تو ہو صلح اے بادشاہ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب / تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہوا لیکے قابوس نامہ روان / گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
بجالاکے آداب نامہ دیا / ہنسا پڑھکے لہراسپ کشور کشا
یہ کہنے لگا پھر شہِ نامجو / کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
ہوا قیصر روم مست و غرور / ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان / حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا / اُسے قید قیصر نے کیونکر کیا
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان / کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
دلیر و تنومند گشتاسپ نام / بنا ہاتھ سے اُسکے پہلے یہ کام
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا / اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
دلیرانہ دونون کو بیخوف و باک / کیا اُس دلاور نے جاکر ہلاک
پھر الیاس خزری کو ہنگام جنگ / اُٹھا زین سے لایا جوان بیدرنگ
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان / یہ بیٹھے ہین جتنے یلان جوان
تماشا یہ ہی کہ کے وہ جنگ آزما / کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
نظر کر گئے اُسنے بسوے زریر / کہا اُسکے ہمشکل ہی وہ دلیر
یہ جاتا جہاندار لہراسپ نے / کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
شہِ روم کو نامے کا پھر جواب / لکھا یون کہ اے شاہ [illegible]
ہو کر اتنا اک پہلوان پر غرور / کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور
ہزارون ہین یان گرد شمشیر زن / نبرد آزمایان لشکر شکن



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہ اہرن تا مجو
کہ ہی قاتل گرگ و مار سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اُس دلاور نے بیخوف و باک
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
نہون جسکے جنگل سے گا ہے رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خسرو کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہے کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتابون کی اُستاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابون کی مان کے حضور
جو موبن واہرن کا یا ور ہوا
کتابونکی مان نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اُس سے لگی کہنے وہ سیمتن
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا اُنکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہ ذوالکرام
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت زر و طرب
فزون مرتبہ پایۂ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خرز و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

بٹھایا پھر اسفندیار اُس مین لا ۔ کہ جس سے وہ ردئین بہن ہو گیا ۔ دہی گرد ردئین تن اسفندیار ۔ ہین پور شاہنشہ نامدار

بہت زورمند و جوانمرد تھا ۔ جہان مین بہ مردانگی فرد تھا ۔ یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار ۔ کہے مین نے اشعار اسّی ہزار

ہوا ختم رستم کا احوال رزم ۔ بس اب دل کو ہے رزم دیگر کا عزم ۔ لکھون جنگ اسفندیار جوان ۔ کردن کارنامہ جوان کا بیان



رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربۂ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم ✦ ✦

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام ۔ خبردار علم فلک سے تمام

نہیں خرز ایران نہ الیاس ہم ... تو انداز سے رکھ نہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی خراج ... رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا ... تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر ... کہا اس سے لہراسپ نے اے دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار ... یہ کہہ جا کے اس سے کہ اے شہریار
تو نر صلح ہم سے ہو کینہ خواہ ... اگر نہ سکے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو ... بخوبی یہ پیغام پہونچائیو
کہ میں نے تری قدر جانی نہ آہ ... دلے ہو نہیں اب جائے من عذر خواہ
تری یاد میں کیا پریشان ہوں میں ... بہت دل میں اپنے پشیمان ہوں میں
خطا ہے ری اب سر بسر کر معاف ... کدورت سے کر آئنہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوئے ایران دیار ... کہ ہے شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر میں افسر و تخت سے ... تو فیروز ہو یاری و بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہو کے اب ... کروں یاد یزداں میں ہر روز و شب
رکھوں سر پہ تیرے کلاہ شہی ... مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر ... سوئے روم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ ... لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دے نصف ایران اگر ... تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
وگرنہ مصمم ہے پرخاش جنگ ... مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا ... وہ رخصت ہوا اپنے مکاں میں گیا
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب ... کہا اس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سنکے ہو شاد شاد ... ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابوں کو لیکر شتابان ہوا ... رواں سوئے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر ... گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو ... اٹھا تخت سے تب شہ نامجو
پسر اور پدر ہو کے پھر ہمکنار ... ہوے مثل ابر بہار اشکبار
وہیں پھر جہاندار فیروز بخت ... بٹھا ایک تخت اپنے پہلوئے تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر ... تو اس تخت زریں پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹھا وہاں جب تو سب نامدار ... بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوے اسکے محکوم و فرماں پذیر ... دلیران دگر دان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال ... جہاں میں رہا یکصد و بست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازاں ... کیا میں نے اب ترک کار جہاں
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں ... تو ہی مالک تخت و تاج و نگیں
یہ کہکر قبائے شہی دور کر ... لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار دل میں رہی حب جاہ ... گیا پھر سوئے بلخ لہراسپ شاہ
کہیں اندنوں بلخ میں اک مکاں ... پرستشگہ خلق تھا کعبہ ساں
کسی حجرے میں واں شہ صاف دل ... بہ یزداں پرستی ہوا مشتغل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ ... تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ
شہنشہ بفضل خدائے کریم ... جہانبیں ہوا پادشاہ عظیم

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہان جہاں بھیجتے تھے خراج ... حضور خداوند اورنگ و تاج
دے چین و ماچین کا فرمانروا ... کہ ارجاسپ تھا نام اس شاہ کا
نہ کرتا تھا زنہار فرمانبری ... کہ محکوم تھے اسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنی مغرور تھا ... بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا
سوا اسکے سب تاجدار زماں ... ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہاں
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر ... نہ تھا کام جز داد شام و سحر
یگانہ بعدل و کرم گستری ... شب و روز مصروف دین بری
کتابوں سے پیدا ہوے دو پسر ... تنومند پر زور رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا ... دگر طفل کا نام پشوتن رکھا
ہوے دونوں شہزادے پروردہ جب ... سکھائے پھر شاہ نے انکو سب
جو جاماسپ اس شہ کا دستور تھا ... وہ علم سماوی میں مشہور تھا
سنگا کر گساہ بیابان زہوش ... اسے دنگ میں قم اور رکے خوش

سواران جنگی تھے ششصد ہزار ہنرد آزمایان خنجر گذار
دلے لشکر چین بہ تیغ و تبر سواران ایران سے تھا بیشتر
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر صطرلاب دانی میں تھا بےنظیر
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار صطرلاب میں دیکھا اے ہوشیار
کہ ہے فتح کس کی بروز وغا وہیں دیکھ کر اُسنے ظاہر کیا
کہ خویش و برادر ترے روز جنگ بہت کشتہ ہونگے بہ تیغ و خدنگ
دلیران ایران بہت ہونگے ہلاک پھر آخر بالطاف یزدان پاک
میسر تجھے ہووے فتح و ظفر گریزندہ ہو فوج چین سربسر
صف آراستہ بعد ازان ہوئی بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی
دلیران ایران و گردان چین ہوے گرم پیکار از روے کین
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر کہ تھا دست کاوس سے وہ دلیر
دلیرانہ آیا سوے حرب گاہ سواران چین سے ہوا رزم خواہ
کیے قتل اُس نے کئی نامدار ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
برادر جو اُسکا وہ شیداسپ تھا سوے رزمگہ بعد اُس کے گیا
ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز گیا پور جاماسپ بہر ستیز
کیے اُسنے ترکان خونخوار قتل ہوا آپ بھی آخر کار قتل
گیا پھر وہیں جنگجوے دلیر جوانمرد نستوہ پور زریر
کیے غرق خون مرد خنجر گذار نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار
ہوا جبکہ نستوہ جنگی ہلاک زریر دلاور ہوا خشمناک
روان کرکے گھوڑا سوے رزمگاہ ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد مقابل ہوے آکے مانند باد
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین کیے قتل دیوان و ترکان چین
شتابان ہوا پھر سوار دلیر سوے شاہ جاماسپ تا تند شیر
صف فوج کو چیرکر سربسر گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
ہوا تب خروشندہ سلطان چین کہ اے نامداران و ترکان چین
دلیرانہ آپ گرم پیکار ہو کرے جو کوئی قتل اس گرد کو
اُسے صاحب گنج کر شان کرون بہت گنج و زر دیکے شادان کرون
وہ تھا بیدرفش ایک مرد دلیر ہوا آن کر ہم نبرد زریر
کیا دیو نے زخم وہین رہا ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
زریر دلاور ہوا کشتہ جب ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب
دلیران ایران سے کہنے لگا کہ ہے مرد کوئی نبرد آزما
جو اس دیو سے جاکے ہو جنگجو ملا دے تہ خاک و خون دیو کو
وہیں سن کے بولا یہ اسفندیار کروں جاکے میں دیو سے کارزار
کہا تب گشتاسپ نے ہوکے شاد کہا یوں کہ اے پور فرخ نہاد
اگر دیو خونخوار کو کرکے پست تو دے لشکر چین کو کلی شکست
تو سر پر ترے افسر زر رکھوں تجھے تخت شاہی حوالے کروں
پھر اُٹھنے میں لشکر میں غوغا اُٹھا کہ اُس دیو نے حشر برپا کیا
ہزاروں ہوے کشتہ ایرانیان نہیں ہاے تاب اقامت یہاں
یہ سن کر ملکزادہ اسفندیار وہیں اسپ رہوار پہ ہو سوار
دلیرانہ آیا دوان سوے دیو بسان ہژبر ژیان کر غریو
کہا ہو نہیں روئیں تن اسفندیار نہیں تاب دیوونکو یہ زینہار
جو ہوں ساتھ میرے نبرد آزما کشندہ ہوں دیوان خونخوار کا
رواں کی ہیں دیو سرکش نے تیغ سوے نامدار جہان بیدریغ
دلیر ہی سے وہ تیغ ہنگام جنگ پکڑلی دلاور نے اور بیدرنگ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پہ سنان نے کیا بس جگہ سے گذر
ہوا کارگر نیزۂ آب گون گرا خاک پر دیو سرکش زبون
جدا کرکے سر جسم ناپاک سے جوان نے کیا بستہ فتراک سے
شتابان ہوا اتنے میں پور زریر اور اک گرد فرشید مرد دلیر
مدد کو گئے سوے اسفندیار یہ کہنے لگا اُنسے وہ نامدار
کہ آؤ چلو سوے ارجاسپ شاہ کرو اُس کے لشکر کو یکسر تباہ
یہ کہہ کر سپہدار اسفندیار عقب آگئے دونو جنگی سوار
شتابان ہوے سمت سالار چین کہا نذر گشتاسپ بھی پھر وہیں
ہوا حملہ آور بہ فوج گران زد و کشت باہم ہوئی خوب وان
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
گریزان ہوا دارا سلطان چین ہوے سب پراگندہ ترکان چین
گرفتار کرلیے بہت سرکشان یہ کہنے لگے ہو کے زاری کنان
کہ جان بخشی اے شہ کرے تو اگر تو آتش پہ سوسی کریں سربسر
کیا رحم گشتاسپ شہ نے وہیں پھر آیا بہ ایوان شاہ روے زمین

وہ آیا حضورِ شہِ دین پناہ
کیا ایک دن یہ عمل آن کے
خواص اُس ثمر کا بیان کیجیئے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اُسکا ہے
دکھاؤن تجھے معجزے اے یہان
اگر مین کسی پہ ہون نامہربان
مرے پاس آتے ہین اثر ملک
تو گر اُسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا یان سے بالاے نہ آسمان
کہا ایک روز اُسنے اے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہی یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجھے اُسنے گمراہ آکر کیا
ترا باپ دیندار دیزدان پرست
کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
سپہ ورنہ کھینچون پس یکدماہ
ذرا اپنے نامے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہی کیا تجھے عزم جنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا
ہوا شاد وان شاہ کشورکشا
کرون مین تجھے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچتا تھا ان
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے

بیان شہر سے کی اپنی آئین وراہ
کہ گشتاسپ کے آگے ایوان کے
کہ برگ و ثمر اُسکا جو کھائے تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کرون جا کے مین چارہ لہراسپ کا
عقیدت سے ہر روز و شب تھام ہے
عیان مجھ پہ ہی راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اُسکے ہو گیان
عیان مجھپہ کرتے ہین راز فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اُسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان
ترا ہی مددگار پروردگار
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندۂ تازہ آئین ہوا
تبہ کار تجھکو سراسر کیا
اور افسوس تو ہے شیطان پرست
نگرہ ہو بہر خدا زنہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آباز بد رسم و بد طور سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہین چاہیے ہمین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین چین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اُسکے ہو دے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے ایک روز
جسے چاہو نہین اُسکو بھیجون وہین
جہان بادشاہا بالطاف رب
مرے واسطے ژند واستا کتاب
غرض شہ نے سُن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اُسنے پھر یہ کہا
کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سے عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون وخاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہی وہ شور بخت
کیا کیش و دین تونے اپنا تباہ
پے پاس دین تجھ سے ہون کینہ خواہ
ترا ہی جو پیغمبر بدسیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہوے لیکے وہ نامہ دیو
یہ بولا کہ لکھیے سمجھکر جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
اُٹھاوے تو کسواسطے رنج راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے دو ہین پے کارزار
نکرتا تھا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ

ہوا معتقد اُس کا شاہ جہان
ثمر دار مطبوع و خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بیشبہ و شک
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہو نہین ای نیک روز
سو گلستان بہشت برین
نظر مین مری عرش و کرسی سب
ہوئی نازل ای شاہ گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوئی مجھکو معراج حاصل شہا
نہ پھیرے تھا فرمان سے آکے سر
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک
وہین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بدکیش و بدروے سخت
لیں و پیش زنہار دیکھا نہ آہ
مناسب ہی تجھ کو کہ اے بادشاہ
اُسے اپنی اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے
شتابی گئے پیش گیہان خدیو
کہا اُسکے زردشت نے یون شتاب
مجھے کیجیے رخصت سوے کارزار
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچو نہین لیکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیو ونکو رخصت کیا
روانہ ہوا سوے ایران دیار
جلاتا تھا ہر قصر و ہر کاخ کو
ولیران جنگ آور و کینہ خواہ

چہارم تھا نوشادر نام جو
ہنرمند و دانا و فرخندہ خو
غرض گرو بہمن کو اسفندیار
بسجاہ و حشم کرکے مختار کار

روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ
سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار
ہوا تب گرفتار اسفندیار

اُسے قید کرکے کیا پھر روان
شہنشہ نے سوے دژ گنبدان
ستونہاے سخت آہنی لاکے چار
ستونون سے باندھا اُسے استوار

سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
وہان سے لبسوے دژ گنبدان
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان

گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گذر جب گیا روزگار دراز
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

ہوا بلخ سے عازم سیستان
کہ آئین تازہ کرے واں وہان
جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
تو آیا تہمتن وہین پیشوا

کیا اختیار اُسنے آئین شاہ
مروج کیا ملک مین دین شاہ
رکھا ژند و اُستا کو بالاے سر
کیا اُس کو رائج وہان زودتر

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وہان

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
کہ اسفندیار یل نام ور
بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
میان دژ گنبدان ہے اسیر

گیا ہے سوے سیستان بادشاہ
نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ
یہ سن کر ہوا شادمان شاہ چین
گیا پھر وہین حرم پرخاش و کین

سپہدار کہرم تھا اُس کا پسر
اُسے با سپاہ گران آن کر
سوے بلخ اُس نے روانہ کیا
وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تھا

کہ کہرم سے ہو آنکر کینہ خواہ
گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
نہین کوئی سردار لشکر یہان

مناسب ہے اب کیجیے سروری
کہ زیبندہ ہے تم کو سرلشکری
یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
کہ مجکو ہے یزدان پرستی سے کام

سروکار کچھ سروری سے نہین
مجھے کام سرلشکری سے نہین
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
ولے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش

مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
سپہ شاہ کے ساتھ تھی ایک ہزار
فزون اُس سے ہرگز نہ تھا ایک سوار

مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
جو لہراسپ آیا سوے کارزار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار

سواران بلخی نے وقت دغا
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
سپہدار کہرم ہوا خشمگین
لگا کہنے اے نامداران چین

بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
اُدھر کچھ ہزار اور ادھر صد ہزار
ولیکن نہایت تعجب ہے یہان
کہ بڑھتے ہین غالب نظر بلخیان

یہ سن کر ہوئی حملہ آور سپاہ
بستے سواران لہراسپ شاہ
لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا آگرم بازار پرخاش و کین

ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ
ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا
تو پھر چینیون نے دو بارا کیا

ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل
کیا بلخیون کو اسیر اور قتل
شکستہ کیا یکسر آتشکدہ
کیا ژند و اُستا کو آتش زدہ

زنان شبستان گشتاسپ شاہ
ہوئین قید یکسر بہ حال تباہ
وے بھاگ کر اک زن دلستان
شتابان ہوئی جانب سیستان

گئی پیش گشتاسپ با چشم تر
کہا ماجرا بلخ کا سربسر
ہوا سن کے غمناک شاہ جہان
یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان

یہ ہے وقت یاری و امداد کا
شہنشہ کو رستم نے یا سنج دیا
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
عقب تیرے پہونچونگا مین بیدرنگ

ہوا شاہ گشتاسپ وہان سے روان
سوے بلخ پہونچا وہان سے وان
سپہدار ارجاسپ بھی سنکے فوج
روانہ ہوا بلخ سے مانند موج

ہوا ملحق کہرم نامور
ہوا یعنی آکر معین پسر
جو ارجاسپ آیا بہ فوج گران
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر | اتر اسپ سے شاہ آفاق گیر
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے | دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
لگا کہنے دستور سے شہریار | کہ میدان مین کر کشتگان کا شمار
ہوئے کشتہ ایرانیان سی ہزار | از انجملہ تھے ہشت صد نامدار
ہوئے قتل میدان مین یکصد ہزار | ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
دیا دین زردشت کو پھر رواج | جہاندار نے از سر ابتہاج
اُسے شاہ نے تخت و افسر دیا | خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
جہان مین بہ آئین و طرز نکو | مروج تو کر دین زردشت کو
شہ روم محکوم وہین ہوا | پذیرندہ دین و آئین ہوا
گیا پھر سوئے ہند اسفندیار | وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار
گیا جس ولایت کو اسفندیار | وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار
گئی ہر طرف ژند و استا کتاب | نہ آئی کسی کو بھی زنہار تاب
سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا | سوئے شاہ گشتاسپ کشور کشا
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام | ہوئے گرم آتش پرستی تمام
ہوا نقش پر اُسکی نوحہ کنان | کہا یون کہ اے سرفراز کیان
اُسے رکھ کے تابوت مین بعد ازان | شہنشہ ہوا سوئے خیمہ روان
شمار اُسنے جب کشتگان کا کیا | ہوا آشکارا کہ وقت دعا
جب آیا سو نعش ترکان چین | تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر | ہوا شاد شاہنشہ نامور
دلیری و مردی اسفندیار | ہوا دیکھ کر شادمان شہریار
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر | ہے ملک گیری تو باندھ اب کمر
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار | سوئے روم پہلے گیا نامدار
رکھا ژند و استا کو بالائے سر | اطاعت مین بہبود آئی نظر
پھر آیا سوئے یمن پہلوان | ہوئے لوگ ان کے پرستش کنان
ہوئے سب دل و جان سے فرمان پذیر | رعایا و شاہ و امیر و وزیر
کرے حکم سے اُسکے جو انحراف | کسی نے نہ ہرگز کیا بر خلاف
کہ خرد و کلان نے ز روئے طرب | پذیرا کیا دین زردشت اب
یہ سن کر ہوا شاہ گشتاسپ شاد | کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن | ہوئے آ کے حاضر سران زمن
وے تھا وہ بدخواہ اسفندیار | لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
غرور اسکو ہے زور سر پنجہ پر | کہ ہم پنجہ اُس کا نہین شیر نر
کہ تجھ کو کرے آن کر یان اسیر | ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
ہوا سن کے آزردہ گشتاسپ شاہ | نہ مائل ہوا پھر سوئے بزم گاہ
طلب کرکے پھر اپنے دستور کو | لگا کہنے شاہنشہ نامجو
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان | گیا پیش اسفندیار جوان
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر | کہ ہے خشمگین مجھ سے میرا پسر
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا | ہوا پر غضب شاہ کشور کشا
ہوئے میری شمشیر سے سرکشان | پرستندہ یادشاہ جہان
سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار | جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
لگا کہنے یہ سن کے اسفندیار | کہ آزار دیگا مجھے شہریار
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار | بزرگ اُن مین تھا بہمن نامدار
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان | ندیم شہنشاہ گیتی ستان
سنا ہے کہ اسفندیار جوان | رکھے ساتھ اپنے ہے فوج گران
رکھے ہے وہ دل مین خیال تباہ | ارادہ یہ اسکا ہے شام و پگاہ
سنا تھا جو مین نے وہ ظاہر کیا | جو بہتر سمجھئے وہ کیجے شہا
گیا اک قلم شہ کا آرام و خواب | رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار | یہان لا شتاب اُسکو اے نامدار
دیا پھر پیام شہ نامدار | لگا کہنے پھر دو بین اسفندیار
وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب | جوانمرد نے تب کہا یون شتاب
کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست | کیا سربلندان عالم کو پست
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر | ہوا خشمگین آہ یون تاجور
وہ بولا یہ بہتر ہے اے نامور | کہ حاضر ہو چل کر حضور پدر
وہ بولا کہ بہتر ہے جو ہو پدر | نہ پھیر اُسکے فرمان سے زینہار
دوم پور مہر نوش نامور | سوم آذر گرد فرخ سیر

ہوے جسم اسکا سلامت رہا | اگر روئین بدن وہ جوانمرد تھا
گرا پشت سے اسپ کی گرگسار | اسے کھینچکر جلد اسفندیار
اسی سوے سمین بقصد و بست تن | ہوے کشتہ از بازوے صف شکن
پھر اس جا سے کر عزم اسفندیار | انکا کاٹنے سر بسمت سیار
ہوے جنگ سے گرد ترکان بعون | وہ میدان سب ہوگیا بحر خون
ظفریاب گردان ایران ہوے | گریزان سواران ترکان ہوے
بفرمان اسفندیار جوان | ہوے گرد ایران تعاقب کنان
کیا منھ میں ترکون نے پھر رگ کاہ | حضور جوانمرد لاکے پناہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ | ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
تری بہنون کو لیگیا شاہ چین | تو پھر اس سے ہو جا کے اب گرم کین
قسم ایزد پاک کی لے پسر | اگر آوے تو جسدم بہ فتح و ظفر
حوالے کرون تجکو تخت شہی | زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
ترا ہون میں اک بندۂ جان نثار | نہ خواہندۂ افسر زرنگار
نہ توران میں چھوڑون نہ اپنا تبار | کرون جا کے ارجاسپ کو سخت خوار
کہا شاہ نے آفرین مرحبا | شب و روز یاور ہو تیرا خدا
کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر | تو خدمت کرون خوب شام و سحر
جہاندار نے اسکو کرکے طلب | کہا یون ز روے نشاط و طرب
حضور جوانمرد اسفندیار | تو رہیو شب و روز خدمت گذار

شتاب اسنے آراستہ کر سمند | گیا گردن خصم کو اسمین بند
گیا لیکے لشکر مین لا کر اسیر | پھر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر
گیا وان سے گرم بوقت ستیز | بنزدیک ارجاسپ کے گرزیا
کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج | جدا سر دلیران بیدرد و رنج
ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ | گریزان ہوے چھوڑکر رزمگاہ
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار | شہ چین ہوا وان سے فوراً فرار
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین | ہوئی لالہ گون خون سے وان کی زمین
ہوا مہربان اسپہ اسفندیار | پھر آیا حضور شہ نامدار
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار | کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
چھڑا آنھین قید سے لاہیان | نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
کرون ترک دنیا و دولت میں | عبادت کرون ہوکے گوشہ نشین
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا | مبارک تجھے تخت و افسر شہا
بفرمان شاہنشہ دین پناہ | شتابی ہون ارجاسپ کینہ خواہ
چھڑا لاؤن میں خواہر گشتاسپ | باقبال شاہ ثریا جناب
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار | کہ یہ عرض کرتا ہے اب گرگسار
جہان قصد کیجے مین ہون رہنما | بجا لاؤن میں شرط خدمت سدا
کیا قید سے تجکو ہم نے رہا | ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
پھیرتا ہون اب سب ظلم کی عنان | اور آتا ہون اب سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برائے رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار | تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
کہا یون کہ صدق ارادت سے گر | رہے تو مرے پاس شام و سحر
تجھے ملک توران کا اک ملک دون | ترے تن سے ورنہ جدا سر کرون
کرون صدق دل سے پرستندگی | بجا لاؤن رسم وفا و بندگی
بتا کونسی راہ سے ہون وان | کہ پہونچون میں آرام سے جلد وان
سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ | بخوبی گذر جانے وان سے سپاہ
دو ماہہ مسافت ہے لے نامدار | نہیں کچھ بھی خوف و خطر زینہار
اور اس راہ کا نام ہے ہفتخوان | کسے ہے یہ قدرت کہ جائے اودہان
نہیں شیر و گرگ اور کہیں اژدہا | نہ ہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
گذر اس بیابان میں دشوار ہے | کہ ہر گام پر تیغ و آزار ہے

اسے لیکے اپنے مکان مین گیا | رہا اسپہ مصروف لطف و عطا
کہ اے راست گو ہی بیان اختیار | تو ہر دم فزون ہوئے عز و وقار
وہ بولا کہ جز راستی زینہار | نہیں کچھ مجھے کام لیل و نہار
لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار | کہ سنتے دژ روئین لے گرگسار
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوب تر | کہ ہے کیسر آباد اے نامور
کہ آباد ہے اس کی راہ دگر | ملے میوہ و آب ہے بیشتر
سوم ہفت روزہ ہے راہ ارجمند | ولے سخت وہ راہ ہے پر گزند
بہت ہے نزدیک اسکی پر خوف و بیم | جہان جا بجا وان ہے بلائے عظیم
درندہ جانور و دیو و شیر سخت | بیابان و سیمرغ و دریاے سخت
یہ بولا جوانمرد اسفندیار | کہ مجھکو نہیں کچھ خطر زینہار

سوا اس کے رستم نے نامہ لکھا — کہ کچھ کام درپیش ہے یان شہا
مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم — مجھے نہ رکھیے معذور با صد کرم
ہوا خشمگین خسرو ارجمند — نہ آیا اسے عذر بیجا پسند
سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور — بلا سے نہ آیا تہمتن اگر
جہان آفرین اب ہمارا ہے یار — یہ کہہ کر ہوا شاہ ایران سوار
سپہ لے کے آیا سوے رزمگاہ — کرتا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
شہ چین بھی لیکر سواران چین — مقابل ہوا آن کر بس وہین
ہوئی پھر صف آراستہ مرد وسو — دلیران جنگی ہوئے جنگجو
خروشان ہوا کوس گردون شگاف — کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف
ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ — ہزارون ہوئے سر جدا بیدرنگ
ہوا دامن دشت دریاے خون — درفش سواران ایران نگون
ہوا لشکر چینیان چیرہ دست — دلیران ایران کو پہونچی شکست
گریزان ہوئے جبکہ ایرانیان — تعاقب کو انکے گئے چینیان
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار — ہوا جا کے قائم سر کوہسار
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر — لگا کہنے اس سے شہ بے نظیر
صطرلاب مین دیکھ اے نامور — کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
گزارش کیا اسنے اے شہریار — جو ہو گرم پیکار اسفندیار
تو حاصل ہو فتح و ظفر پھر وہین — تبہ ہووین یکدست ترکان چین
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے — کہا تب لیے شاہ گشتاسپ نے
کہ اسفندیار جہان گیر کو — مرا نامہ لیجا کے اے نامجو
وہ گنبدان سے یہان لا شتاب — توقف کو مت راہ دے جا شتاب
بحکم جہاندار آفاق گیر — روانہ ہوا لے کے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بہ جنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار — حضور ملکزادہ اسفندیار
دیا نامۂ شاہ شہزادے کو — لگا کہنے شہزادہ جنگجو
کہ ہے گرزم پہلوان پورشاہ — کہ کہنے سے جسکے مجھے بیگناہ
گرفتار زنجیر کر کے گیا — رکھی مجھ پہ بیداد ناحق روا
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب — کہ اے نامدار ثریا جناب
تو اب دل سے بس دور کر بغض و کین — یہ زنہار وقت شکایت نہین
غرض دیکے جاماسپ نے اسکو پند — کیے دور یکدست آہن کے بند
وہ یان تلک گرفتار آہن مین تھا — دم مخلصی اسکو غش آگیا
جب آیا وہ پھر ہوش مین دلفگار — اور اسکے ہوا دل کو جب دم قرار
تو جاماسپ نے اسکو باکر و فر — مع چار فرزند والا گہر
دیا لاکے گشتاسپ شہ سے ملا — بہت مہربان شاہ اسپر ہوا
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ — لگا کہنے اے پور با عز و جاہ
مرے ملک سے خصم کو دور کر — الم سے چھڑا مجھ کو مسرور کر
تجھے سونپ دون تخت ایران مین — کرون پھر مین طاعات جان آفرین
یہ فرما کے گرزم کو کرکے طلب — کیا قتل اسکو بخشم و غضب
پسر اسفندیار جوان کو روان — کیا سوے اعدا پہ فوج گران
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر — روانہ کیا لکہرم اپنا پسر
پئے جنگ جنجاہ اسفندیار — اور اک پہلوان نام تھا گرگسار
مقابل ہوئین دو صف کارزار — پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوا سامنے اسکے مرد دلیر — وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر
کئی گرگسار دلاور کے تیر — ہوئے پار جوشن کو یکلخت چیر

دم صبح گردون پہ ہو کر سوار — روانہ ہوا گرد اسفند یار
ولے تھا وہ صندوق مین جلوہ گر — پڑا اژدہا سے ذرم جب نظر
کیا در کو صندوق کے دوہین بند — کہ تا اژدہے سے نہ پہنچے گزند
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ — تو لہی سے تیرہ ہوا تا بہ ماہ
دہ گردون و صندوق اسپان ہم — لیا کھینچ اُس اژدہے نے بدم
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان — تو عاجز ہوا اژدہا سے وہان
زبون ہو کے گرد و نگلا دہین — رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین
نکل کر وہین صندوق سے وہ دلیر — خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
کیا زخم شمشیر بران رہا — دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان — تو کی نوشدارو دہین نوش جان
بہ فضل الٰہی ہوا تندرست — توانا و خرم دل و چاق و چست
سپاس خداوند جان آفرین — وہ لایا بجا خرمی سے وہین
مے لعل گون نوش کی بعد ازان — لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان
تو کیفیت منزل چارمین — بیان کر تو اُسنے کہا پھر وہین
زن سحر ساز ایک رہتی ہے وان — اور اک غول ساتھ اُسکے ہے نوجوان
لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار — علاج اُسکا آسان ہے اے دوستدار

احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

ہوا بیشتر روز چارم روان — وہ اسفندیار جوان پہلوان
کہین براہ مین ایک تھا سبزہ زار — اقامت گزین وان ہوا نامدار
غرض کر کے ترتیب بزم خوشی — خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
زن خوبرو ایک آئی وہان — کیا آکے یون مہ جبین نے بیان
کہ ہون دختر اک شہ کی اے نامدار — بیابان مین لایا مجھے دیو سار
تو اب غول کے بند سے کر رہا — حضور اپنے رکھ مجکو صبح و مسا
یہ گفتار سن کر دلاور جوان — یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان
یہ بولی گیا ہے برا سے شکار — دلے آتا ہے جلد وہ نابکار
یہ سمجھا بیقین وہ جوان پہلوان — کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان
وہین کر کے اُس کو اسیر کمند — کیا بستہ محکم بہ زنجیر و بند
وہ جادو سے پھر بن گئی پیرزن — ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
کیا کھینچ کر تیغ اُس کو دو نیم — سما یان ہوا پھر غضب کا عظیم
جہان جس سے تاریک سارا ہوا — سیہ غول پھر آشکارا ہوا
کو فوج اسفند یار جوان — دہن سے ہوا وہ وہین آتش فشان
شتابان ہوا کھینچ کر تیغ مرد — ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
کیا غول نے زور ہر چند پر — نہ غالب ہوا اُس تنومند پر
وہ غول سیہ کار انجام کار — ہوا کشتۂ تیغ زہر آبدار
مظفر جوان دلاور ہوا — معین بخت و اقبال یاور ہوا
دلاور نے پھر راہبر سے کہا — کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا
کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک — زمین کو نجس سے کیا مین نے پاک
وہ بولا کہ ہے آفرین مرحبا — ولے جیتی آوے گی کل وہ بلا
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر — نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے — مکان اُسکا بالا سے کہسار ہے
دو بچے بھی ہین اُسکے بس زورمند — درشت و قوی بازو و سربلند
تجھے اور تیری ہے جتنی سپاہ — کریگا وہ سیمرغ سب کو تباہ

احوال منزل پنجم راہ ہفت خوان

دہ بولا بتائید یزدان پاک — کرون تیغ بران سے اُنکو ہلاک
روانہ ہوا صبح اسفند یار — دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار
دہان جبکہ پہنچا دلاور جوان — کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز — کیا اُسنے چنگال دو مین دراز
کہ گردون کو دیکھا تو از بہر کین — سر قلعۂ کوہسار برین
لئے اُس مین رکھی تھی تیغ و سنان — ہوا اُسکے چنگال سے خون روان
ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے — تو پکڑا اُسے اُسنے منقار سے
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان — ہوے پارہ منقار و حلق و زبان
ہوا اُسکے تن سے روان بحر خون — زمین پر گرا ہو کے پست و زبون
نکل کر وہین صندوق سے شیر نر — ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
کیے زخم شمشیر یان تک رہا — کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے — وہین آشیان سے گریزان ہوے
جوانمرد کے بازو و دست پر — ہوئی آفرین خوان پہ سر بسر
لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار — ششم منزل اے سرور نامدار
کہون کیا کہ یہ رنج ہے کس قدر — گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

شتابندہ ہو تمہین سوے ہفتخوان   کرو دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہکر پلائی مے خوشگوار   ہوا مست و مخمور جب گرگسار
یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان   رہ ہفتخوان مے تو مست ہو وہان
دلیر و قوی زور ہو گو ہزار   تو جانبر نہ ہوگا وے زینہار
یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین   کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان   کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان
کہا مین نے جو کچھ وہ باطل نہین   مرے قید کرنے سے حاصل نہین
وہ بولا نہین تجھپہ خشم و غضب   تجھے اسلیے مین نے باندھا ہے اب
کہ تا راہ سے تو گریزان نہ ہو   مرے دیکھے ٹک قوت و زور کو
کہ کیا کیا دلیری ہو مجھ سے عیان   بخوبی کرون طے رہ ہفتخوان
یہ کہہ کر گیا پیش شاہ زمن   ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
سواران جنگی لیے دس ہزار   خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
غرض کر پشوتن کو سالار فوج   روانہ ہوا وہین مانند موج
کمر و کتف بستہ جو تھا گرگسار   رکھا ساتھ اُسے اسپ پر کر سوار
گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر   تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان   کرون مین حقیقت اب اُسکی بیان

احوال منزل اول راہ ہفت خوان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار   لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
بلا آوے گی آج در پیش کیا   وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
وہ گرگان جنگی ستمگار ہین   قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
کہ ہنگام پیکار بے خوف و باک   کرین پہلوئے پیل دانتون سے چاک
سوارون سے روئین تن اسفندیار   یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
تو پھر بارش تیر تم کیجیو   نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
یہ کہکر ز روے دلیری وہ مرد   ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب   کئے تیر باران سوارون نے تب
لگے اسقدر زخم پیکان تیز   کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار   پشوتن جوان اور اسفندیار
دلیرانہ آکر مقابل ہوے   پے جنگ و پیکار مائل ہوے
کیا قتل گرگون کو انجام کار   ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
جوانمرد نے پھر یہ اُس سے کہا   کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دد   سو تو نے کیے قتل اے جنگجو
نہین آج کچھ اور خوف و خطر   بعیش و طرب کیجیے شب بسر
غرض وان فرود آئے ہنگام شام   لگے پینے صہبائے گلگون کا جام
ہوے بعد ازان مائل خواب   بسر کی بخوبی د آرام شب

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

ہوا مہر رخشان جو وقت سحر   تو وان سے روانہ ہوے پیشتر
دلاور نے یون راہبر سے کہا   کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
وہ بولا وہین گرگسار اے جوان   دو شیران خونخوار رہتے ہین وان
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند   مبادا تجھے اُنسے پہونچے گزند
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین   تب اسفندیار جوان سے وہین
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم   کرین حملہ شمشیر کر کے علم
ولیکن ہوا اُسکو مانع جوان   گیا آپ سوے ہژبران دوان
دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین   دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
ہوا الغرض جب نر تو پھر مادہ شیر   ہوئی ہمنبرد جوان دلیر
نہ لی اُس دلاور نے کچھ خوف و بیم   کیا تیغ بران سے اسکو دو نیم
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار   تو لایا بجا شکر پروردگار
اقامت گزین ہو کے باصد خوشی   مے خوشگوار اُسنے وان نوش کی
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا   کہ فردا تجھے پیش کیا آئے گا
وہ بولا کہ ایک اژدہاے دمان   مقابل ترے آئیگا اے جوان
دراز و سطبر و درشت و دژم   دہن سے ہے آتش فشان دمبدم
ہوا سن کے یہ بات اندیشہ مند   لگا کہنے پھر مرد ارجمند
کرو ایک تیار گردون یہان   کہ ہووے بسان ارابہ روان
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا   شتا شب وہ گردون مرتب کیا
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان   رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان
کیے بستہ اسپان تازی نژاد   کہ تھے تیز رفتار مانند باد

احوال منزل سوم راہ ہفتخوان

یکی زخم شمشیر زہرآبدار قلم کی وہین گردن گرگسار
بنایا وہ روئین دز آہن سے تھا نہین نام تھا وان گل و خشت کا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا نہ پایا وہان کام تدبیر کا
اُٹھا کر بہت رنج آیا یہان دریغا کہ محنت گئی رائگان
غرض ہوکے مایوس وانسے پھرا حزین خاطر و دل پراگندہ تھا
کہ کیفیت دز ذرا کر بیان وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب روان ہین بہت چشمہ جوے آب
گذر مردم غیر کا وان نہین ولے یون ہی حکم سپہدار چین
یہ سن کر ہوا شاد اسفندیار کیا آپشوتن سے یون آشکار
تو رہنا خبردار شام و پگاہ کہ تیرے حوالے ہی کیسر سپاہ
تو بے وقت لے کر سپہ بے خطر دلیرانہ آنا در قلعہ پر

گیا شب کو سنکر یہی پہلوان سو قلعہ اسفندیار جوان
سہ فرسنگ بالا و پہنا ہین ہوا دیکھ حیران جوانمرد یل
یہ بولا کہ کتنا تھا یچ گرگسار کہ یہ دز نہ تسخیر ہو زینہار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
ہوا ایک درویش سے دو دہین دوچار یہ کہنے لگا اس سے اسفندیار
سپاہ گران ہی درون حصار نبرد آزمایان خنجر گذار
نہین وان کوئی چیز مطلوب ہے مہیا ہی اس دز مین ہر ایک شے
کہ آوے کہین سے جو بازارگان تو آنے دو اُسکو یہان بیگمان
کہ جاتا ہون مین بنکے بازارگان درون دز روئین لے پہلوان
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند ولے جبکہ ہو دز مین آتش بلند
ز دود کشت وان آن کر کیجیو جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دز روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہین کرکے یک صد شتر کیا جامہ کاروان زیب بر
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے سو ہر اک پہ صندوق در دو ڈھکے
ہوے ساربان نمدیل کینہ جو نبرد آزمایان پرخاش جو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان نہ ہرگز مزاحم ہوے پاسبان
یہ ارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام کہ اے شاہ نام آور و ذوالکرام
یہ ہی خواہش بندۂ خاکسار کہ آوے حضور شہ نامدار
متاع گران پیشکش کی وہین ہوا خرم و شاد سالار چین
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان تو ایران کی ہم سے خبر کر بیان
یل گرگسار نبرد آزما سلامت ہی یا قتل اسکو کیا
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادھر نہین ہی وہان کی مجھے کچھ خبر
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر ہنسا شاہ ترکان یہ سن کر خبر
وہ خراد رخصت ہوا بعد ازان کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
غرض لیکے بازار مین اک مکان لگائی دکان پر متاع گران
علاوہ درکی دو خواہر مہروش شہ چین کے مطبخ مین یقین اکثر
سبکاروان وہ شتابان ہوئین یہ خراد سے آکے پرسان ہوئین

وہ اشتر تھے دیباے رومی سے پر وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و دُر
صد و شصت گردان جنگ آوران کیے مرد جنگی نے آسمین نہان
غرض اسطرح سے سوے حصار کیا مرد روئین تن اسفندیار
کہا جا بجا ہر گذربان کو کہ زنہار اس سے مزاحم نہ ہو
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند خوشی سے درون حصار بلند
رہ دور سے با متاع گران مسافت کو طے کرکے آیا یہان
دیا شاد نے حکم آوے یہان گیا پیش ارجاسپ بازارگان
کہا نام کیا ہی تو نے پاسخ دیا کہ خراد ہے نام میرا شہا
کہ کس مصلحت مین ہی میل نہان جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
دیا اُسنے پاسخ کہ اے بادشاہ ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار کہ یہ عزم یکتا ہے اسفندیار
کہا یون کہ لیا تاب اسفندیار رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
کہ یان آئیو جائے جسوقت تو مزاحم نہ ہو دیکا دربان کبھو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری ہوا گرم بازار سوداگری
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان کہ آیا ہی ایران سے بازارگان
کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار تھے گرچہ معلوم آشکار

بہت بارش و برف باران ہوا
لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز پھرون
نہین فوج درکار کچھ زینہار
نہ ہو دین جدا تجھ سے ہم زینہار

چلے باد تند ای جوان پہلوان
خدا سے نہین کر سکے کارزار
رہ ہفتخوان طے بہمت کرون
مددگار میرا ہے پروردگار
کرین جان و تن تجھ پہ یکسر نثار

تب ہو سپہ سخت پہونچے گزند
مناسب یہی ہے کہ بس پھر چلیے
اگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
وہ بولا پھیرون گر بہ فتح و ظفر

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
ترے جان و سر یان نہ برباد ہو
شتابان ہے سوے خانہ ہو ذوق سے
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر
تو بخشون تمھین ملک و گنج و گہر

بروز ششم سرور نامور
وہان سے ہوا عازم پیشتر

احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
سیاہ سپہ دار اسفندیار
شتاب اپنے بندون پہ تو رحم کر
بجالا کے پھر شکر پروردگار
یہان پیش آئیگی اب کیا بلا
زمین گرم ہے جون تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہے تا سی کردہ
نہ منصور و فیروز ہون زینہار
تو ہرگز نہ رکھو اب قدم پیشتر

کیا متصل کوہ کے تب مقام
رہی تین دن ایک آفت وہان
رہ محنت سے ہو گئے ناشکیبا
کہو یہ بلا دفع اب [illegible]
سپہدار بولا کہ اے [illegible]
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہین ہے کہین [illegible] قطرۂ آب
سوا اسکے اے شاہ گردون شکوہ
دلیران ایران و توران دیار

لگی چلنے جب باد تند اسقدر
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کیا لطف سے سب کو یزدان نے شاد
بفضل خدائے جہان آفرین
کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ یا
دژ رویین اتنا ہے محکم سبب
دگر ہو نہ غلبہ و علت کا [illegible]

کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر
تردد سے ناچار لشکر ہوا
کرم تھا خالق آسمان و زمین
ہوئی اک قلم دور وان برف و باد
رہی باقی اب منزل هفتمین
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام
نہ طائر اُڑے دان پر سے ہوا
کرین جہد و کوشش اگر سو برس
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سو بہتر ہے عطف عنان یان سے کر

احوال منزل هفتم راہ ہفتخوان

دلیر و جوان مرد اسفندیار
وہین راہبر سے یہ بولا جوان
ابخت فرخندہ یاور ہوا
ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
عبث تو نے پہونچا کے بیم و گزند
کیا وصف بیابان ز روی جفا
کرے تاکہ عطف عنان یان سے تو
توقع تو یہ ہے کہ میری خطا
گذر بحر زخار سے بعد ازان
سپہدار جنگی یہ بولا وہین
اگر تم صد و سال کوشش کرو
کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکایک ہوا تند و سوزندہ سخت

نظر کرکے سوے خداوند [illegible]
نہین ریگ تفتہ کا یان کچھ نشان
اثر برف کا اس زمین پہ ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجھ کو کیا
برآوے مرے دل کی پھر آرزو
معاون ہے اب [illegible]
کیا خیمہ با شوکت و فر وشان
کر تدبیر تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ یون کینہ لہراسپ کا
کسی نے نہ شوخی سے گفتا سخن

ہوا عازم منزل هفتمین
سراسر تھی باطل تری گفتگو
وہان سے جو لشکر گیا پیشتر
تو دیکھا تھا ہرگز نہین قطرۂ آب
خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
رہائی ہو یعنی مری بند سے
ہٹا پھر سپہدار جانی جناب
وہان سے وہ دژ ایک فرسنگ تھا
بتا زود تر مجھ کو اے گرگسار
وہ بولا کرون فتح اک دن مین
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سن کے سالار دہر

ہر اک گام پر سرد پائی زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو
کہ اک بحر زخار آیا نظر
جلا دیگی سب کو تف آفتاب
کہ ہون تجھ سے شرمندہ ای نامدار
کیا مین نے سب واسطے آشکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
اُسے بند سے دی رہائی شتاب
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا
دیا اُسنے پاسخ کہ ای نامدار
مین گھوڑے کو دوڑا کے میدان مین
کرونگا گرفتار از روے کین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

وہان پھر سراپردہ کرکے بلند
ہوا رونق افزائے عیش و طرب
شہ چین دیکھ دست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشیدہ پھر ہوکے مانند شیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
سواران چین اور پنجہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہہ کر گئین ہر دو دلالہ عذار
خروشان ہوا جاکے مانند شیر
لگے خنجر آب گون گاہ تیغ
زن و دختر و خواہر شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
گیا جبکہ کہرم درون حصار
دلیران توران و گردان چین
زبون آخرکار ترکان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
وہ مرد توانا و چست و دلیر
کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا
حضور اسکے حاضر جو ترکان ہوئے
سران نواحی توران دیار
کہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
زنان پری وار ارجاسپ شاہ
لکھا نامۂ فتح گشتاسپ کو
تو بالفعل ہو وان اقامت گزین
مسخر کیا ملک توران و چین

خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
گئے نامداران بھی ساتھ اسکے سب
ہوئے مست و مخمور پی کر شراب
دروزہ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سن کر گیا سوے خانہ شتاب
کہ اب جاکے بدخواہ سے کارزار
تعین کیے وان درون حصار
جوانمرد روئین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
سوے منزل گرد اسفندیار
اٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
رہا زخم باہم سے بے دریغ
گرفتار ساتھ اسکے دو دہ تن
یکایک وہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
ہوا گرم جنگ ہر سے اسفندیار
ہوئے بسکہ وان کشتۂ تیغ کین
سراسیمہ وان سے گریزان ہوئے
کھڑا کیا ہے اسے کہرم نامدار
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
خوشی سے وہان حکم پھر یہ دیا
تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے
ہوئے آکے محکوم اسفندیار
نہ توران مین کوئی رہا تاجور
رکھین اپنے مشکو مین باعز و جاہ
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
تصرف مین لا ملک ماچین و چین
یہان بیم و اندیشہ ہرگز نہین

ہوا محفل آراے عیش و نشاط
طعام لطیف و مے و رود و جام
ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
وہان جسکو پایا اسے بے دریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لے کے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
گئین دونون پیش جوان غم ایران
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پھر اودان سے پھر وہ دلاور جوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پرخاش جو
سنی جب یہ آواز حیران ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
دروزہ ہوا غرق خون سربسر
ولیکن دہ زنہار کہرم ہٹا
مرے ساتھ ہو آکے گرم نبرد
پکڑ کر کمر بند کہرم وہین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آن کر
بہت تو نہ رہا قلعہ مین نامور
ہوا وان جو کہ بی نہ فرمان پذیر
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
وے دختر و خواہر شاہ چین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب
لبرا ب آرزوے قدمبوس شاہ

دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کہ فرسنگہا جسکا پہونچا دخان
کیا کھینچ کر قتل برندہ تیغ
کہ آیا دروزہ پہ اسفندیار
اسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیران چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اسکو مشکوے شہ کا نشان
سوے خوابگاہ شہ چین گیا
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
سوے درقلعہ آیا دوان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
وہین جانب در شتابان ہوا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
پڑی نعش پر نعش ادھر ادھر
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
یہ سن کر مقابل ہوا شیر مرد
دلاور نے پٹکا بروے زمین
کردن اسپہ لطف و کرم بیشتر
مسخر ہوا ملک چین سربسر
تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر
دلاور نے گنج فراوان دیا
ہر اک پور کے بکین حوالے وہین
کہ اے نامدار نبرد آزما
کہ اے تاجدار ثریا جناب
مجھے ہے شب و روز تمام و نگاہ



وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
وے دو ہین واقف ہوئین راز سے
کہین اوس سے کہنے کہ ای نامور
تمھاری رہائی کو آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہی مین ہر اب نذر دیجے ادا
کہا شہ سے جراد سے بعد ازان
بلندی پہ ہون قلعہ کی غمگین

نہین واقف حال شاہ دلیلان
لیا اسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان راز خلوت ہو کر
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرون جشن ترتیب مین دو تر
غرض شہ ہو مجلس مین رونق فزا
کہ مسکن گزین ہون جہان یہ مکان
کرون ایک ترتیب دان انجمن

یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان انکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا میرا جہاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سن کر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت سے تنگ اے شہریار
کرون زود جشن آتش افروز بھی

وہ بیچاریان روتی پھر کر گئین
گئین پھر وہین بر وہ مہ عذار
طلب کرکے خلوت مین اونسے کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اس گھڑی کی تھی مینے نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد لگی
کہ محفل مین آئینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار
غرض چین نے پروانگی انکو دی

تہمتن ہی القصہ لیل و نہار / تنا گو ہے کیخسرو نامدار
براہ اطاعت وہ آتا نہین / مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
مرے دل مین کینہ ہی اسبات کا / نہایت تردد ہے صبح و مسا
مناسب ہی اب یہ کہ اسفندیار / کرے رستم گرد سے کارزار
جوان سے کہا شاہ نے بعد ازان / کہ جا لیکے لشکر سوے سیستان
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر / تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر
وہ بولا کہ مین پہلے اے بادشاہ / ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
شہ چین کو وقت وغا دی شکست / لیا ملک یکسر اسے کرکے پست
عوض اسکے گرزم کے کہنے لگے / کیا قید مجھ کو بحال تباہ
کیا کشتہ اب مین نے ارجاسپ کو / کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
کہون قصۂ ہفتخوان یاد کر / تو پھر راست ہون میرے تن سر بسر
وہ گرگان جنگی وہ شیر ژیان / وہ کافر بلا اژدہاے دمان
زن پیر جادو وہ غول سیاہ / کیے کشتہ مین نے بہ فضل اله
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز / تو [illegible] سے بھی تہ تیغ تیز
وہ سختی سرما وہ باران برف / وہ طغیانی و جوش دریاے ژرف
کرون گر بیان مین تو ہو بیدرنگ / روان مثل دریا دل خارا سنگ
گذر تھا جہان سخت مین وان گیا / شہنشاہ کا حکم لایا بجا
بہانہ کو مت کام فرما شتاب / [illegible] سے کرینگے کامیاب
کہ یہان سے پھرتے نہین زینہار / شہان فلک قدر و عالی تبار
بھلا روم مین تو نے شاہنشہا / کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
حوالے کیا پھر مجھے تخت و تاج / پدر نے ترے از سر ابتہاج
کیے مین نے اب کارہاے کلان / ملائے تہ خاک دونون پہلوان
اگر مین کرون فخر شائستہ ہے / بزرگی مجھے آج بائستہ ہے
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے / کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا / کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
دے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام / کہ کاؤس و خسرو سکے آگے مدام
کمربستہ حاضر تھے جون بندگان / یل زال اور رستم پہلوان
اور اب سرکشی ہم سے کی اختیار / نہین حکم لائے بجا زینہار
بڑا حیف ہی سخت ہی عار و ننگ / کہ ہو نامور تو و فیروز رنگ
ترے آگے اس طرح شام و سحر / کرین سرکشی رستم و زال زر
تصرف مین اب نصف ایران رکھین / سر پر خلافت کا دعوی کرین
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر / کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
تنا بندہ ہون پھر سوے سیستان / کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت / نہ بیدل ہو اے پسر نیکبخت
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ / تہمتن سے ہو جاکے اب رزم خواہ
گرفتار کر رستم و زال کو / تصرف مین لا ملک و دولت کو
زوارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ / بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
نہ رکھ بدسگالان کا نام و نشان / کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار / کہ تو ہے جہان مین یل نامدار
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام / بلند اس جہان مین ہوا تیرا نام
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ / و زر رومین آخر لیا بیدرنگ
نہین تاب رستم جو ہو ہمنبرد / تو ہی شیرکش گرد ہی شیر مرد
کریگا تو اک دم مین اسکو اسیر / تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
قسم زند و استا کی اے پیلتن / کہ ہون مین نہ زنہار پیمان شکن
دلاور جوان نے دیا یہ جواب / کہ رستم کو ہرگز نہین ہی یہ تاب
جو مجھ سے کرے آگے میدان جنگ / کرون مین زبون اسکو بیدرنگ
یہان کا دے تربیت کردہ ہی / ہمارے بزرگون کا پروردہ ہی
سنا ہے کہ رستم یل نامدار / رہا یان شب و روز خدمتگذار
بہت اسنے کار نمایان کیے / زبون نامداران توران کیے
نہ ایرانیان دیکھتے روے بخت / تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت
زبون تر ہی نزدیک یزدان پاک / کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
مخالف ترا تھا اگر پور زال / تو ہمان ہوا کیون تو اسکا وبال
مگر تجھ کو اندیشہ کچھ اور ہے / بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہی
مجھے بھیجتا ہی سوے سیستان / مرے حق مین ہی بدسگالی عیان
نہین خوب شاہون سے پیمان شکست / یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان / بلا سے اگر رستم پہلوان
بزرگون کی خدمت مین [illegible] / یہ کوئی مرے ساتھ اسنے کیا
ہلا در میان عذر لاے نامر[illegible] / تمنا سے اورنگ و افسر ہی گم

دگر بارہ جب نامۂ پہلوان / پڑھا شاہ نے تب لکھا آیہان

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

ره ہفتخوان سے پھر اسفندیار / روانہ ہوا سوے ایران دیار
وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد / ہوئی تھی جہان بارش برف و باد
تو بس [illegible] با تمام و کمال / تلے برف کے دب گیا تھا جو مال
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر / تو دوڑین بہ حکم شہ نامور
بزرگان ایران گئے پیشوا / وہان سے جو نزدیک ایوان گیا
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی / بغل گیر ہو کر بفرط خوشی
کہا آفرین اور کی یہ دعا / کہ عالم ستان رہیو صبح و مسا
کیا ایک ترتیب جشن نشاط / پیے جام سے از رہ انبساط
اُسے ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے / کئی آپ بھی بادشہ نے پیے
کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان / بیان کر ذرا قصۂ ہفت خوان
کیا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو / تو کہ مجھ سے تا دل مرا شاد ہو
وہ بولا کہ ہمدم ہون مست شراب / کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
کہ گفتار مستان ہے بے اعتبار / سحر گہ مفصل کرون آشکار
جہاندار گشتاسپ روز دگر / سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار / جوان نے حضور شہ نامدار
مفصل کہا قصۂ ہفت خوان / کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند / ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
نہ ہرگز دیا اُسکو دیہیم و تخت / کہ تھا شاہ کو اُس سے وسواس سخت
جو دیکھی یہ بے مہری شہریار / ہوا سخت آزردہ اسفندیار
کتایون جو تھی مادر مہربان / حضور اُسکے جا کر یہ بولا جوان
کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کو / بفرمان شاہنشہ نامجو
گرفتار تھین اُنکی وان خواہران / رہا کر کے لایا مین اُنکو یہان
اُٹھائی بہت محنت و رنج سخت / کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
پر ایفاے وعدہ مین لایا قصور / تو کہہ جا کے انصاف سے ہی دور
کتایون نے یہ سن کے از روے پند / کہا یون کہ اے سرور ارجمند
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا / کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
مبادا کرے پھر گرفتار بند / روا رکھے پھر شاہ تجھ پر گزند
پدر کے ہی تارک پہ تاج شہی / ولے فی الحقیقت ہے تجھ کو شہی
کہ محکوم مین تیرے سردار فوج / تو ہے صاحب حکم سالار فوج
نہ کر اضطراب اے یل بے نظیر / کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ / کہ ہے وارث تخت تو تاج و کلاہ
خوش آئی نہ یہ پند اسے زینہار / اُٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کہا ایک دن وقت مستی مے / کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ / رکھا مین نے ناموس تیرا نگاہ
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا / نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ولے حیف ایفاے وعدہ ہنوز / نہ تو نے کیا اے شہ نیک روز
بظاہر بہ دلجوئی پہلوان / ہوا وہین مصروف شاہ جہان
ولے دل مین ناخوش ہوا شہریار / یہ گفتار آئی بہت ناگوار
طلب کر کے جاماسپ کو اپنے پاس / کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
ذرا دیکھ احوال اسفندیار / تو کر مجھ سے راز فلک آشکار
کہ ہے کس طرح مرگ اسفندیار / یہ سن کر خردمند نے ایکبار
نظر کر کے گردش مہر و ماہ / کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
زبردست ہی مرد اسفندیار / کسی کو نہین طاقت کارزار
جہان مین ظفرمند و فیروز ہو / مسخر کرے ہفت اقلیم کو
ولے پہلوان رستم نامدار / کریگا اُسے کشتہ انجام کار
ہوا شاہ شادان یہ سن کر سخن / وہین ایک ترتیب کی انجمن
بہت کر کے تعریف اسفندیار / لگا کہنے اُس سے کہ اے نامدار
مبارک تجھے تخت و تاج شہی / کہ زیبا ہے تجھ کو کلاہ مہی
یہ کہہ کر لبو سے سران سپاہ / نگہ کر کے بولا شہ دین پناہ
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب / ہوئین دختران و زنان بند سب
کہا مین نے یہ رستم گرد کو / کہ اب چل کے میرا مددگار ہو
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر / نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
اطاعت سے پھیرا ہی سر اُسنے اب / یہ کہتا ہی نخوت سے ہر روز و شب
کہ ہی کابل و زابل و نیم روز / عطا کردۂ خسرو [illegible]

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
وہ ہی نیک طالع جو تیرے حضور
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
سزاوار تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجھ کو سرافراز کر
وہین رستم گرد کو لے گیا
بس اب تو بھی راضی ہو اسبات پہ
نہ اک دم رکھے شہ گرفتار بند
کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
بہان شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
جوان نے کہا یون کہ آ با شتاب
کہا اے سپہدار آفاق گیر
لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
کہا زال نے یون کہ اے نامدار
بسوے سپہدار عالی گہر
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
مرے ساتھ بیٹھ اے شہ ارجمند
کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
جہان مین سرافراز گردان ہون مین
مروت سے کرتا ہون اب انکسار
یہ چاہا ز روئے غضب مین تیغ

سر سرفرازان گیتی ستان
پرستش کنان ہو بغرط سرور
طرح جسکے عالم افروز ہو
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
جہان مین تو جسکا ہو یار و معین
تو رونق فزا چل کے ہو میرے گھر
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
کہ دان لیچلون تجکو مین باندھ کر
نہ پہونچائے ہرگز تجھے کچھ گزند
تو بس ہو کے رخصت تو جا اپنے گھر
مرے گھر تو مہمان ذرا چلکے ہو
بطور دگر اے ستودہ شعار
سر جنگ اگر رو سے کین آئے تو
تو کیا نذر پاؤن حضور پدر
کہ پی اور دے مجکو سہبائے ناب
کہون زال سے جاکے احوال سب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب
کیا کیون نہ رستم کو تونے اسیر
کہ پھر آوے گا رستم نامدار
نہ ساتھ اُسکے ہو زر مجوز نہار
گیا سوچ مین سرور ارجمند
کہ شہزادہ اپنا ہے اسفندیار
شتابان ہوا گرد و زرد گر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا
نگہدار شاہان ایران ہون مین
نہین ورنہ تجھ سے خطر زینہار
تہمتن یہ سمجھے رہا زخم تیغ

ترے قد پہ زیبا قبائے شہی
کرے سرکشی تجھ سے جو شور بخت
یہ آئین و رسم ادب دیکھ کر
لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
قوی اُسکی ہو پشت لیل و نہار
پذیرانہ اس نے کیا زینہار
یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر
پہونچکر حضور شہ نامدار
رہا سن کے خاموش وہ پہلوان
یہ لایا زبان پر پیل تن
جو کچھ مجھ سے فرمائے تو بعد ازان
ولیکن مین آیا بعزم دگر
تو مین کس طرح کھاؤن نان و نمک
وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
طلب کرکے پھر جام و مینا وہین
جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
سوے خانہ رستم جو رخصت ہوا
نہایت زبون تخت بیجا کیا
لگا کہنے تشوتن کہ اے شیر گیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
گیا رستم گرد جب اپنے گھر
سحر اُسکی خدمت مین پھر جائیو
اُسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا اُسنے انکار اور یون کہا
کہا اُسنے اے گرد فرخ شیم
کیے مین نے کار نمایان مدام
کیا دشمنون سے جہان مین نہ پاک
دل پیلتن نے یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور سنا

ترے سر پہ شایان کلاہ شہی
شتابی گرفتار خواری ہو سخت
ہوا شادمان سرور نامور
کہ اے نامور گرد زور آزما
نہ ہووے اُسے کچھ غم روزگار
دے اپنے لشکر مین اسفندیار
کہ رستم کو لے آ کر کے اسیر
کرون مین رہا بخشوا کے بادشا
کیا پھر سپہدار نے یون بیان
کہ کیا رائے سرور انجمن
بجا لاؤن فرمان تیرا اے جوان
ہون مہمان بھلا کس طرح تیرے گھر
کرون تجھ سے پیکار زیر فلک
نہ کھاؤنگا اب اے سپہدار نان
کیے نوش باہم کئی انگبین
گزارش کرون مین یہان آن کر
تو تشوتن نے اندیشہ ہمدم کیا
کہ دشمن کو یون ہاے جانے دیا
زبردست ہے وہ سوار دلیر
بنوع دگر دور دشوار ہو
یہ قصہ کہا زال سے سربسر
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کہ اے پہلوان تو بھی یان سے جا
تو رکھ مجھ پہ مصروف لطف و کرم
کیے پست گردان توران تمام
کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ سن کر تہمتن سے کہنے لگا

سیستان سے بفوج گران
گرفتار رستم کو کر جا کے وان

پیادہ دست لا بہان کرکے بند
پڑی ہوئے گردن مین اُسکے کمند

کہ عزت ہو اور دون کو پھر زنہار
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار

وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہے بس بے گمان

یہ مقصد ہے تیرا کہ ہون تا نشستہ در
رہون مین نہ زنہار تیرے حضور

مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے
جہان مین ہے بس ایک گوشہ مجھے

یہ سنکر جوان ہو کے چین بر جبین
شتابان ہوا سوے خانہ وہین

لگا کہنے جاماسپ سے شہریار
کہ جا زود تر پیش اسفندیار

خبر لا کہ اسکا ارادہ ہے کیا
یہ سن کر وہ دستور دانا گیا

ہوا جا کے جب اُن سے پرسان حال
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا

بجالا شتابی سے حکم پدر
نہ سرپیچ زنہار اے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہون روانہ پگاہ

حضور شہنشاہ کشورستان
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان

کہ راضی ہے روئین تن اسفندیار
بہ جنگ یل رستم نامدار

ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتابون شتاب

کتابون سے بولا تہ نام جو
کہ اسفندیار جوان گرد کو

کردون ہون مین رخصت سیستان
پئے جنگ رستم بہ فوج گران

رضامند ہے گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر

کہ رستم کو جب لادے کرکے اسیر
تو بخشون مین پھر دو ہین تاج و سریر

کتابون ہوئی سن کے اندوہگین
جوان سے کہا جا کے اُسنے وہین

زبردست ہے رستم نامدار
نکر قصد جنگ اُس سے تو زنہار

نہ جا اُس طرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میرا پند

کتابون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار

دے قصد بیکار اس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا

کردن کیا کہ اب یون ہے فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ

پذیرا کیا مین نے اس بات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو

تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور
بجالاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر

وہ شتر روان تھا جو پیش قطار
کیا بیٹھ وان اور یہ پھر زنہار

نہ وان سے اُٹھا اس دلاور نے تب
کیا قتل اُسکو زروے غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد

مناسب یہی ہے کہ اب ایکبار
سوے خانہ پھر چلیے اے نامدار

وہ بولا یہ موقع ہے اور ہے بجا
ولیکن جہاندار کشورکشا

کہے گا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

کیا متصل سیستان کے وہ جب
روانہ کیا اُسنے بہمن کو تب

کہ لے آوے یان رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نامجو

تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکایا سر اُسکے حضور

لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار

کیا ہے طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سن کر یل نامجو

گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا

وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
رہے ہم کمربستہ پیش کیان

تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجالا کے رسم درود انکسار

اُسے مثل گشتاسپ لا اپنے گھر
تکلف سے مہمانی اس کی تو کر

کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب

توقف کنان ہو تو اے نامور
کرون باپ سے نے جا کر خبر

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار

کہ رستم دلیر و جوان مرد ہے
مروت مین اور خلق مین فرد ہے

خبر سنکے آنے کی تیری یہان
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان

گیا پھر سپہدار اسفندیار
جریدہ سوے رستم نامدار

اُتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز چون بندگان

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
ذہین مین نے معقول سب کو کیا
ومت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسی کا نہین
سے سُنتے مین نے ہرگز نہین
سخنہاے دشوار کہہ کر اُٹھا
مری کر کے دلجوئی انجام کار
سپہدار نے سن دیا یہ جواب
مجھے جس قدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیرو سے اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
ہوا زور معلوم تیرا مجھے
ہون جا کے شہ سے یہ ہے بے خطا
نہ ہی گرچہ زور آور دستیر مرد
تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کرون تخت زر کا پر جلوہ گر
چلون پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
طلب کر کے خوان جبکہ آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوے دام حیرت مین مردم اسیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہین اُنسے ذرا
چلون مین ترے ساتھ بے بند پا
وہ بولا کہ جس طرح کہتا ہے تو
بھلا کس لیے کام اب کرون
یہ سن کر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار

بزرگان ایران نہ خرسند تھے
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا
نہ کر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روے کین
قیامت ہو گر ہون مین چین بر جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فزون تر کیا شہ نے عز و وقار
کہ اے رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس کے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یان
پکڑ لاؤن کل ایکدم مین تجھے
کرون مین تجھے بند سے پھر رہا
وے مجھ سے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو میدان مین ہو کر سوار
رکھون مین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت و تاج و کلاہ
کہان تک یہ گفتار اے پہلوان
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا لا کے تاس کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جان پر تری کچھ نہ آوے گزند
بہم مل کے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
پذیرا مین کرنا ہے اس نام جو
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمناے خرد و کلان
ہے جبکہ ہم یاور اے نامدار
کرے بند مجھ کو یہ چاہے ہے تو
ہوا کودکی سے مین دنیا مین پیر
ہوا تندرین پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کرے مجھ کو بند
غرض ساتھ میرے نہو کینہ جو
نہ ہوا اب ثناخوان کاؤس شاہ
یہ کہہ کر وہین ہو کے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سے مے لالہ گون نوش کر
سو شاہ لیجاؤن مین کر کے بند
مری مردمی تجھ کو معلوم ہو
کہان تو نے دیکھی دلیرون کی جنگ
تو بس پشت زین سے اُٹھاؤن تجھے
رکھون پیشکش گنج تیرے حضور
جو مین گرد ہون اور تو شہریار
کچھ اب کھائیے تا کہ آوین جو ہم
پلاتے تھے جبدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جس مین تمام ایک من
لگا کہنے یہ سرور نامجو
وگرنہ ہوا آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
دگرنہ کرون صبحدم آگے جناب
یہ فرمائیگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجکو خطر
جو مین نے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سالخوردہ جو گشتاسپ شاہ

فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہاے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نہ کر مجھ سے تو
مرے زور سرپنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجھسے اب
شتابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر
نہ پہونچاؤن جان پر تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچی تجھے باد گرز و خدنگ
سو زال زر و دہر لاؤن تجھے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب روز سے یعنی گذرے دو پاس
تو دیتا تھا رستم یہ ہمدم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیلتن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اُسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو میری گھر
نہ لاون تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر
تو زنہار اُسکے برابر نہین
تو ہے پیش شاہان مرز و بوم
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

شفقت بہت تو نے کی پیشتر
پس آرام سے بیٹھ مے نوش کر

کہا پھر سے تو دست چپ بیٹھ تو
یہ ہنس کر لگا کہنے اے نامجو

جو راست بیٹھے ہین پیوستہ ہم
یہ کہہ کر گیا بیٹھ بے رنج و غم

ہوا پھر سپہدار چین بر جبین
خفا ہو کے رستم سے بولا وہین

سنا مین نے اے رستم نامور
کہ ہی نسل سے دیو کی زال زر

سیہ جرو و چہرہ تھے سفید
ہوا دیکھ کر سام اُسے نا امید

کہا زال کو پھر نہ ایران مین
وہین چھوڑ آیا بیابان مین

کہ کھا جائین اُسکو کہین جانور
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر

ہونا پاک و بد شکل دیکھا اُسے
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اُسے

وہین پاس بچون کے وہ لیگیا
کھلاتا تھا مردار صبح و مسا

وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
تب آیا وہ پھر جانب سیستان

پسر ایک بھی سام رکھتا نہ تھا
اُسے لاجرم پھر پذیرا کیا

بزرگون کی سیرے جنکی چاکری
تو حاصل ہوا رتبہ سروری

تو پیدا ہوا زال سے بعد ازان
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان

یہ سن کر ہوا تند وہ پیلتن
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن

کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا

نہین ہی یہ گفتار اے نامور
سزاوار شاہان عالی گہر

تو ہی طفل بے عقل و نادان ابھی
نہین تجھ کو زنہار کچھ آگہی

بزرگان تھے واقف ترے سر بسر
اور آگاہ ہی خوب تیرا پدر

کہ ہی پشت سے سام کی گرد زال
نریمان سے تھا سام فرخ خصال

نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے

سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ہین یعنی یکجدی تم اور ہم

کہ ہی مان بھی تھی بخدمت شہنشاہ
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ

کہ ضحاک تھا اُسکا نجم پدر
جہانگیر و شاہنشہ نامور

دلیران ایران تھین چند بار
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار

یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج مہی
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی

پذیرا نہ زنہار مین نے کیا
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا

وگرنہ پہونچتی تھین کب شہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی

دلیری پہ اپنی نہ مغرور رہو
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو

تو مانند میرے دلاور نہین
دلیری و گردی مین ہمسر نہین

کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
کیا قتل دیوون کو وقت ستیز

شکستہ کیا مین نے وہ ہفتخوان
نہ گذرے جہان فیل و شیر ژیان

وہ دیو سپید اور اکوان دیو
کہ تھا گرد عالم مین جسکا غریو

بلائے وہ دم مین نہ خون و خاک
کیا شاہ مازندران کو ہلاک

چھڑایا شہنشاہ کاؤس کو
یل گیو و گستہم اور طوس کو

سپہدار توران تھا افراسیاب
کسی کو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب

کئی بار دی مین نے اسکو شکست
کیا پیش اسکا نہ کچھ زور دست

کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
مری تیغ بران ہی آفاق گیر

نہ کر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
نہ کھو رائگان اپنی جان عزیز

سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ہوا پر غضب سن کے اُس بات کو

یہ چاہے تھا صدمہ کرون ان بیدریغ
تہمتن کو اب کھینچیے زیر تیغ

ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ گرداب ہی یعنی آیا یہان

ستمگر ردار رکھیے جہان پر
تو لطف و مروت سے ہی دور تر

یہ بولا کہ مین نے کہے حرف نرم
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہی گرم

فلک رتبہ ہی گرچہ تو لیک ہے
پرستندہ بادشاہان کے

جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
تو حاصل ہوا تجھ کو یہ عز و جاہ

تو کرتا رہا روز و شب چاکری
شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری

کہ ایران سے تا روم و توران و چین
مروج کیا تازہ آئین و دین

کیا ایک عالم کو آتش پرست
کیا مین نے گردن فراز و نگونست

بسان وزر روئین اے نامدار
نہ تھا حصن مازندران استوار

غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
کہان ہفتدر تھا ترا ہفتخوان

وہ بولا کہ سے ہفتخوان وہ ہزار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار

مرا دان نہ کوئی مددگار تھا
فقط رخش و گرز گرانبار تھا

وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
زمین نے کیے کشتہ تنہا وہان

ترے ساتھ ہوتے اگر وہ ہزار
دلیران جنگی و مردان کار

نہ ساتھ اُنکے ہوتی تجھے تاب جنگ
گر زندہ ہوتا تو بس بیدرنگ

کرون کیا مین اپنی بات سے بیان
کہ ہی اس حقیقت سے واقف جہان

کہ کیخسرو عدل گستر نے جب
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج تب



شکستہ ہوے نیزے پھر بید سیغ
لیا پھر دلیرون نے گرز گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوے
جدا ہوکے دونون نے پھر دم لیا
بسوے دلیران ایران گیا
یہ بھن کرو ہین پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اس سے ہوا گرم جنگ
نہ الوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم رہا ز خم تیغ
ہوے رزم جو مثل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان گردان ہوے
نہ کچھ زوردان پیش ہرگز گیا
وہان جاکے کہنے لگا نا سزا
جوان مرد نوشادر نامدار
وہ مجھ سے کرے آن کر کارزار
ولے خاک و خون مین ملا بندرنگ
کرون غرق خون اکدم مین تجھے

شکستہ ہوئین تیغ بھی سر بسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ نہ صبر
کہا اے نامدار و اگر مرد ہو
بے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہین گرد الوام زور آزما
زوارہ پھر اتنے مین آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہو فوج زابل سے یکبارگی
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان مین کرکے فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور

ترا دشمن جان ہے تاجور
نہ ہو کار فرما جوانی پہ تو
وہ بولا کہ دیتا ہی تو کیا فریب
پسر کو برادر کو اور باپ کو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
یہ کہہ کر سوِ خانہ رستم گیا
کہے زال نے پھر سخنہاے پند
نہین صبر کی تاب اب زینہار
کیے کس لیے تو نے دیدے پُر آب
جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کہنے ہنس کر وہ مرد کہن
زبون جسکے آگے ہو فغفور چین
یہی عقل سے دور اے مرد گرد
گیا صبحدم رستم پہلوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
زوارہ سے بولا یل نامور
یہ تسوین نے جانا اسے دیکھ کر
سوِ خیمہ بعد گو نہ لطف و عطا
کہا اُسنے تجھ کو ہی عزم ستیز
ہوا اسکے پُر درد دل مرد کا
مرے ساتھ گر تجکو ہی عزم جنگ
مجھے بھی ہی یہ لازم اے شیر مرد
دے دیکھا جبکہ ہی وقت تنگ
دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
بہت مین سواران ایران دیار
کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار
مرد کو نہ آوے کوئی زینہار

تجھے اسلیے اُسنے بھیجا ادھر
نہ کر پہلوانی مرے روبرو
نظر مین ہی میری فراز و نشیب
تو آ لیکے میدان مین اے کینہ جو
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
حضور پدر یون گذارش کیا
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کرون جنگ ساتھ اُسکے اے نامدار
دیا زال زر نے اسے یہ جواب
تو ہو نام بد پیش اہل جہان
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
جہان مین کوئی جسکا ہمسر نہین

کہ تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
اگر زندا اپنی جان پر تو مت رکھ روا
حضور پدر لے چلون باندھکر
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
بوقت دغا آئے گا یہ نظر
کہ ہی بر سر کینہ اسفندیار
کہ نالائق و سخت کہہ کر مجھے
یہ سُن کر کیا چشم کو اُس نے تر
اگر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
رکھین پھر کیا ہم سے کینہ سدا
کرون پیشکش اُسکے پھر گنج و زر
وہ اسفندیار جوان پہلوان
تو کہتا ہی میدان مین جب جاؤنگا

نہین آگہی تجھکو اس بات سے
نہ بدنام کر مجھ کو بہر خدا
کرون یا تجھے قتل وقت سحر
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار
کہ ہون نوحہ گر کس کے پور دیدہ
نہین اور چارہ بجز کارزار
کہا بچۂ دیو اُس نے تجھے
لگا پوچھنے تب یل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر بید رنگ
تہمتن نے سُن کر یہ پاسخ دیا
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
دلیر و جہانگیر و کشورستان
اُسے پشت زین سے اُٹھا لاؤنگا مین
سمجھ دل مین اپنے تو ہی سالخوردہ
تو پھر زال نے اُسکی باندھی گرہ
تغافل کو وان راہ مت دیجیو
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے
روانہ ہوا سوے اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار
کہ ہی ساتھ رستم کے عزم نبرد
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو
یہ بھیجا پیام اسے یل نام جو
کہ تنہا ہی اب رستم نامدار
کہ رستم سے جاکے مین ہون رزم خواہ
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر
کہ کمتر ہی میری سپہ اے جوان
کرین جنگ گردانہ بے رنج و غم
فقط ہو دین ہم تم بہم رزم جو
ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

پئے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ سے یون زال نے کہا
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
تو لے جا تہمتن کو بے بند یا
مرا دل ستیزہ سے ہی ریز ریز
دے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تو ہو کر سوار اب تو آ بید رنگ
کہ جاؤن مین تنہا برائے نبرد
کرون مین نظارہ تو پھر بید رنگ
گیا جانب رستم اسفندیار
دے چاہتا ہون مین یون ایکبار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار

تہمتن نے جبدم کہ پہنی زرہ
کہ بر وقت تو یاوری کیجیو
کہ یارب تو اسکا مددگار ہی
یہ کہہ کر اکیلا وہ جنگی سوار
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیک مرد
دو مرد دلاور جو ہون رزمجو
تہمتن نے پھر اُس جوانمرد کو
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
مدد میری تم کیجیو آن کر
تہمتن نے اس سے کیا یہ بیان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کہ ہون کشتہ کیون لشکر بے گروہ
ہنسے گرم کین ہر دو شیر یان

قوی بازو و سخت ہے زور مند　　تنومند مانند نخل بلند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر　　نہ ہرگز ہوا اس پہ کچھ کارگر
اگر زور کرتا مین کہسار پر　　تو برکندہ کرتا اسے اے پدر
نہ وہ جنگجو پشت زین سے ہلا　　کہون کیا کہ اس قوت و زور کا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام　　وگرنہ مرا کام کرتا تمام
نہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان　　کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
تو پھر آکے ایوان مین اسفندیار　　کرے ہم کو یکسر گرفتار و خوار
جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد　　تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو　　ترے واسطے اس سے ہون چارہ جو
تو پر کو مرے تو جلا ناصر در　　کہ فی الفور پہونچیگا تیرے حضور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر　　گزارش کیا یون کہ اے زال زر
ستمگار کمبخت اسفندیار　　ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
ہوے گرم پیکار انجام کار　　بہم رستم گرد و اسفندیار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر　　کرون چارہ اسکا مین اب زود تر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر　　ہوے زخم اچھے وہین سربسر
لگا کہنے سیمرغ سے نام جو　　کہ اے شاہ مرغان مددگار ہو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند　　توانا و گردن کش و زور مند
سو ہفتخوان یہ جوان جب گیا　　مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
تو گر اس جوان سے رہے دور تر　　تو بہتر ہے اے رستم نامور
کہین دور جاوے تو اسفندیار　　کریگا ہمین باندھکر سخت خوار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار　　مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
غرض نخل گز اک نیستان مین تھا　　تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
بنا اسکا تو اک دوشاخا خدنگ　　سحر جاکے میدان مین ہو گرم جنگ
کرے جو کوئی کشتہ اس مرد کو　　وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہ ہو
دلے کور کرنے سے اسکے ضرر　　نہ پہونچے ذرا شوق سے کور کر
وہان تیر بیٹھے بہ حکم خدا　　یہ سن کر ہوا خوش وہ زور آزما
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان　　گیا سیستان سے سو آشیان
لگاے دو پیکان زہر آبدار　　ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
کہ میدان مین آیا سوار دلیر　　یل نامور رستم شیر گیر

مری تیغ بران تھی خارہ شگاف　　سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے　　نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہاے
پکڑ کر کمر بند اسفندیار　　کیا زور ہر چند پر زینہار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار　　کہین مین نے دیکھا نہین زینہار
بس اب تاب پیکار مجھ کو نہین　　نکل جاؤن ناچار یان سے کہین
کہا زال زر نے یہ سن کر سخن　　کہ گر تو نکل جائے اے پیلتن
کرون کیا کہ ہے ان دنون سوے غور　　یل نامور برزوے پیل زور
نہین اسقدر فرصت آوے اب　　کہ اس پہلوان کو کرون یان طلب
کیا اسنے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہان　　جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ　　جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد　　وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نیاز اس سے ہم نے کیا بیشتر　　نہ آیا سر رحم وہ بے ہنر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش　　بلا وقت پیری یہ آئی ہے پیش
طلب رخش و رستم کو کرکے وہان　　جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست　　توانا کو زور آور و چاق و چست
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار　　تو ہووے زبون گرد اسفندیار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہان　　کہ ہون ساتھ اسکے ستیزہ کنان
مقابل جو ساتھ اسکے آکر ہوا　　تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا
یہ سن کر ہوا زال گریہ کنان　　کہا یون کہ گر رستم پہلوان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا　　تو دام غم و رنج سے کر جدا
گذر کرکے دریا سے بے رنج و غم　　گئے اک نیستان مین دونون بہم
کر اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر　　اسے راست کر رکھ کے تو آگ پر
پھر اس تیر کو اے یل نامدار　　رہا کر سو چشم اسفندیار
نہین خوب ہے قتل اسفندیار　　خرابی ہے قاتل کی انجام کار
یہ خاصیت اس چوب کی ہے بیان　　تمنا ہو ناوک فگن کی جہان
پھر آئے وہ دونون وہین پیش زال　　ہوا زال مسرور و شادان کمال
جوانمرد رستم نے پھر بے درنگ　　مرتب کیا اک دوشاخا خدنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب　　حریف جفا کیش تھا گرم خواب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان　　کہ اے مرد اسفندیار جوان

جوان مرد مہر پوش پہلوان دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز اس کے مقابل ہوا فرامرز نے قتل اس کو کیا
وہین پیش اسفندیار جوان کیا جا کے بہمن نے یکسر بیان
دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب سپہدار سن کر ہوا پر غضب
بہ نزدیک نام آوران زمن سزاوار نفرین ہی پیمان شکن
کہ سوگند جان و سر شہریار نہین ہی مجھے آگہی زینہار
کیا جسنے اب جنگ مین ارتکاب کرون اسکو قتل اور اسپر خراب
انھین شوق سے قتل کر تو یہان کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
یہ کہہ کر ہوئے پھر وہ مشغول جنگ دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
چلے تیر اسفندیار جوان کہ آئے پیاپے سوے پہلوان
لگے زخم کاری جو اس رخش پر سوار دلاور تب آیا اتر
زوارہ ہوا دیکھ کر دردمند گیا دوہین پیش یل ارجمند
بسوے بلندی گیا نامدار لگا کہنے تب ہنس کے اسفندیار
جہان مین ترے زور کا تھا غریو تری تیغ بران سے کانپتے تھے دیو
ترا زور بازو گیا اب کہان کہان ہی ترا اب وہ گرز گران
پیادہ ہوا آپ مانند شیر گیا بہر جنگ آزمائی دلیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان زوارہ سے ہوجے ستیزہ کنان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین نہین تجھ سے کچھ دست بردار مین
کہ احوال معلوم ہی سب ترا سراپا ہی زخمی بدن اب ترا
وہ بولا کہ جاری ہی گرتن سے خون ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
غرض رزمگہ سے وہ جنگ آوران ہوئے شام کو سوے خانہ روان
کیا انکے تابوت کو پھر روان سوے شاہ گشتاسپ کیوان نشان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
سرشت اسکی ہی آہن و سنگ سے مجھے اسکی اندیشہ ہی جنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
یقین ہی کہ جانبر نہو وقت شب مبادا رہے زندہ گر تیغ غضب
گیا جبکہ ایوان مین نزدیک زال اور اسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم ہمارے نصیبون مین تھا ہی ستم
کیا بستہ زخمون کو مرہم لگا تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کرکے شبدیز کو بیدرنگ شتابان ہوا سوے میدان جنگ
نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار ہوئے قتل ایرانیان بیشمار
کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک کیا آکے ایرانیون کو ہلاک
تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان نہین ہی یہ آئین گردنکشان
ہوا اسن کے غمگین و شرمندہ سخت لگا کہنے پھر رستم نیکبخت
پئے جنگ مین نے نہین کچھ کہا نہین بہر یہ خواہش میری رضا
برادر کو اور پور کو باندھ کر حوالے کرون تیرے اے نامور
وہ بولا بفرمان یزدان پاک کرونگا عوض انکے تجکو ہلاک
خدنگ یل رستم نامدار نہ ہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
ہوا اس سے مجروح و ریش فگار تن رخش و جسم دلاور سوار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان پیادہ رہا رستم پہلوان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
کہ افسوس اے گرد جنگ آزما زبون ہوکے میدان سے تو ہٹ گیا
کہان ہی تری تیغ زہر آبدار کہان ہی ترا تیر پہلو گزار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار کیا رستم نامور کو سوار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار ترے ساتھ کرتا ہون مین کارزار
کہ اتنے مین رستم نے اس سے کہا زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
مجھے کیا تصور کیا تونے اب تہمتن سے بولا سپہدار تب
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر تو بہتر ہی اے رستم نامور
ہوا روز آخر اب اے نامور کرون جنگ پھر تجھ سے وقت سحر
ہوا غم سے بیٹون کے اسفندیار نہایت پریشان دل و بیقرار
لکھا یون کہ اے خسرو پاک دین ترے حکم سے مجھ کو چارہ نہین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان کہ آدم نہین رستم پہلوان
بہت زخم شمشیر و گرز گران رہا مین نے اسپر کیے اے جوان
کیا تیر سے اس کو آخر زبون ہوا جوشن و کالبد غرق خون
ادھر تھا تہ دو مین اسفندیار ادھر پہلوان رستم نامدار
کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا جراحت پر اسکے تاسف کیا
برادر پدر مادر و پور و زن لگے رونے سب مردم انجمن
کہ روئین تن اسفندیار دلیر مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
رکھوں اسکے مارک پہ تاج وکلاہ
روانہ ہو تو سوے گشتاسپ شاہ
ہوئی بارے اب تیری حاصل مراد
مری ماں سے کہو کہ ہووے صبور
کہا پھر وہیں کھینچ کر سرد دم
لگے رونے تسوین و بہمن وہان
ادھر آئے بہمن کو لے اپنے گھر
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یان
جو تسوین حضور شہ نامدار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر
خجالت سے تھا بادشہ سر فرد
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو
بہت اسکو دیتا تھا میں گنج زر
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
جو کچھ حکم ہو اس کو لاؤں بجا
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان
اسے پند کی میں نے بھی چند بار
اجل نے اسے سخت جاہل کیا
یہاں آئیو جب کروں میں طلب
ہوا دیکھ کر شاد فرمان روا

مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا
بتا رسم دولت اسے سر بسر
کروں خمہ اسے بعد گشتاسپ شاہ
یہ کہ جا کے اے خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شاد تکو
کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم
ہوے رستم و زال گرم فغان
بیاں نامور رستم و زال زر
دل اپکا نہ ہو و کیا کینہ سے پاک
کہ بد خواہ اپنا ہے یہ بے گمان
کیا لیکے تابوت اسفندیار
کشتہ ہے تو پور کا اے پدر
کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
کہ ہوں بے خطا اے شہ نامجو
یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامور
ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کہ ہوں بندۂ شاہ کشور کشا
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا

مرا پور ہے بہمن نوجوان
تہمتن نے وہ ہین پذیرا کیا
یہ تسوین سے بولا پھر اسفندیار
مجھے تو نے بھیجا ہے قتل یاں
ولیکن بروز جزا بے گمان
نہیں فائدہ گریہ سے زینہار
کیا طائر جان نے پرواز پھر
ادھر لیکے تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
برادر بھی اسکے ہوے قتل مرد
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان
روا رکھ کے جان پسر پر ستم
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
حضور سپہدار اسفندیار
چلا وہ پیش سلطان کشور کشا
کیا تربیت پور کو اس کے اب
جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر
تہمتن ہی اصل مرین بے خطا
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامدار
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار
یہ قصہ تو میں کر چکا اب بیان

اسے اب تو اے رستم پہلوان
زروے نشاط و مسرت کہا
کہ گور و کفن کا ہوں امیدوار
ہوئی تیری دولت سے برباد جان
کرے داوری داور داوران
قضا پر کسی کا نہیں اختیار
ہوا نالہ دگر یہ آغاز پھر
وہ تسوین گیا سوے ایران دیار
یہ بہمن ہی فرزند اسفندیار
عجب کیا جو یہ تجھ سے ہو ہم نبرد
کرلادین وصیت نہ کیونکر بجا
لگیں کہنے رو رو کے یوں خواہران
عبث ہی یہ پھر تجھ کو اندوہ و غم
کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا میں نے چون بندگان انکسار
نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
ہنر اور آداب سکھلائے سب
تو تسوین سے کہنے لگا تاجور
درست و بجا ہی جو اُسنے لکھا
لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
روانہ کیا سوے ایران دیار
شغاد لعین کی سنو داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہی یہ فردوسی بے نظیر
اسے قصۂ خسروان یاد تھا
کہی بعد ازاں داستان شغاد
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا

کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
کہا اسنے مجھ سے یہی ماجرا
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
اور اک اس سے فرزند حاصل ہوا

یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ
کہ رستم سے اسفندیار جوان
پھر اس قصہ کو نظم میں نے کیا
رکھا زال نے نام اسکا شغاد

کہ سام و نریمان تھے میرے بزرگ
ہوا اس طرح سے ستیزہ کنان
غرض اس طرح سے ہے یہ ماجرا
نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان
ذرا دیکھو احوال اسکا ہی کیا
بسوے تہمتن پشوتن گیا
سوا اسکے اک زخم کاری نہ تھا
دلیری سے اُسکی مجھے ہی خطر
خفا ہو پشوتن پر اسفندیار
نہین زخم کا اب اثر زینہار
مجھے آج خستہ کردن اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کہ مت رزم جو ہو سر صلح آ
قسم ہے نہ پھر عذر ہرگز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
مرے قید کرنے سے اب درگذر
تجھے پیشکش دون زر دے نیاز
خدا کے بھی فرمان سے ہی حکم شاہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے ہندم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرنا نہین زینہار
عقوبت نہ رکھ پھر تو مجھ پہ روا
رکھا مرد نے سر کو زین پر نگون
ولیکن نہ ہرگز گرا اے جوان
یہ دیکھا تو تسوین و بہمن وہین
کیا چارۂ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شادکام
کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو
بروز دگر پیش اسفندیار

کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
کہ جانبر نہو دیگا یہ پہلوان
مگر اُسنے زخمون کو بستہ کیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہی کیا
پشوتن نے آکر جوان سے کہا
مناسب ہی اب یون کہ اے نامور
گیا وہین میدان مین ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحرکار
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھ کر
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
ترے ساتھ بیٹھ شہنشہ جلوان
اگر زندگی تجھ کو منظور ہے
عوض اسکے لے مجھ سے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
نہ دے جان بامید تاج و سریر
یہ کہکر وہین لیکے تیر و کمان
کہ کرتا ہون مین عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار
نہ کر مجھ پہ ثابت گناہ و خطا
روان اُسکی آنکھون سے تھی جوے خون
ہوا مین نہ زنہار نالہ کنان
ہوے سخت غمناک و اندوہگین
ہوا کچھ نہین فائدہ زینہار
ہوے خرم و شاد مردم تمام
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
شب و روز تیرا مددگار ہو
گیا زال اور رستم نامدار

اُٹھا اس کے آواز اسفندیار
کہون کیا مین کاری تھا ہر زخم تیر
دہی رخش ہی یا ہی رخش دگر
رکھون ہو نہین وہ دارو جان نواز
کہ دیر روز سے چاق ہی پہلوان
تو پرخاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
کیا اُسنے جادو سے پھر تندرست
وہ بولا کہ جی مین نہ رکھ یہ ہوس
کردن گا تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چل کے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
دُر بے بہا تاج گوہر نگار
کیا اُسنے بیہودہ گوئی نہ کر
تجھے پہلوون بست و پابند کر
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کیا سوے رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
تو یاور ہو میرا کہ ہون بیدرنگ
یہ کہہ کر کیا تیر گز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کھا کر ہوا وہ نژند
کیا اپنی آنکھون کو غم سے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
دے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہی خطر اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہین کچھ خطا
ہوے دونون جا کر وہان عذر خواہ

پشوتن سے بولا کہ اے نامدار
تعجب کہ ہی ہوشمند و دلیر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر
کہ ہر زخم کی پل مین ہو جاوے ساز
نہین نام کو بھی کہین کچھ نشان
تہمتن کے ساتھ آشتی ہی ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ و ناتوان
کہ آیا تو میدان مین پھر چاق ہے
اُٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
گزارش یہ کرتا ہون مین باربار
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تہمتن نے اُسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان مہ طلعت و گلعذار
نہین چاہیے مجھکو یہ گنج و زر
کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر
کہا یون نہ کر اور کچھ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپذیر
خوشی سے مین دیتا ہون اک ایک جنگ
مخالف کی آنکھین نشان خدنگ
سو چشم اسفندیار جوان
صد و شصت کھائے تھے مین نے خدنگ
رکھا زین پہ سر تو سنے لے ارجمند
اُسے لیکے سوے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اختر شناسون نے دی تھی خبر
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے
کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہین کچھ تمھارا گناہ



وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
بہت تو نے خونریزی خلق کی

سپہدار کابل نے یون بھی کہا
کہ اب نوشدارو تجھے دون بلا

تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
ٹھیک نوشدارو کو تو اپنے گھر

سدا کون رہتا ہے زیر فلک
جہان مین رہو نہین بھلا کب تلک

کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
گئے بادشاہان فرخ نہاد

دلیران دگر دنکش و نامجو
گئے اس جہان سے مرے روبرو

جو پوچھو تو مین یان رہا دیر تر
بس اب یان سے کرتا ہون مین بھی سفر

فرامرز جنگی دلاور جوان
مرا کینہ لے تجھ سے آکر یہان

شغاد نگون بخت سے یہ کہا
ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ قضا

وے تاب جنبش نہین اب مجھے
درندون نے چھوڑا بھلا کب مجھے

تو بہر خدا دے خدنگ و کمان
من مین رہون تا درندون سے بان

دیا اُس نے ہنس کر کمان و خدنگ
وہین اُس نے مارا اُسے بیدرنگ

پس نخل گرچہ چھپا بد نہاد
ہوا سفتہ لیکن درخت و شغاد

کیا دو ہین رستم نے شکر خدا
کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا

تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
توقف کی اک دم نہ فرصت ہوئی

زوارہ بھی اور رکسار ہمراہیان
ہوئے چاہ مین کشتہ خرد و کلان

ولیکن سوار ایک باقی رہا
سو وہ سیستان مین شتابی گیا

کہا اُس نے یہ ماجرا سر بسر
یہ سنکر ہوا زال زر نوحہ گر

لگی رونے رستم کی مان زار زار
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد
گیا اور باقی رہا رنج و درد

یہ طفل نگون بخت جب ہوا جوان
بدی اسکی طینت سے ہو دور تر
وہان کابل میں شاہ نیک سیر
اُسے ایک دی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت یہ میری ہی کی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
کرون جا کے رستم سے تیرا گلا
وہان رکھ کے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے ہی یہی رستم شیر زاد
برادر ہی جو تیرے ہین دارا حشم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا
چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
سو شہر کابل شتابان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
سر رحم آیا پیل نام دار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو جب گیا رستم نامور
نئی خاک کی وان جو کچھ پائی بو
ہوا گرم پھر رخش چون شیر مست
دو بارا اُڑا جبکہ پھر باد پا
دے رخش نے جست کی اُسنے بھی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوے دشمن جان زر روے جفا
تیرے کام کی خاطر آیا یہان

کرے خانمان سب بتہ بے گمان
بسوے نکوئی تو ہو رہبر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
کیا کتخدا اس کو با عز و شان
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
لحاظ اُسنے بس کم کیا سر بسر
کہ ہی قتل کی اُسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو وہ یہان آئیگا
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
لگا کرنے اک روز گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہین تجھ کو شرم
کہ میرا برادر نہین ہی شغاد
تجھے چاکرون سے سمجھتے ہین کم
سپہدار کابل نے مجھ کو کہا
کرون قتل اُس کو بحال تباہ
سپہدار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
کیا شاہ کابل کا افزون وقار
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
کہا پھر کہ اے گرد با عز و جاہ
شغاد و سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خس پوش تھے چاہ کندہ جدھر
ہوا شبہہ رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین کر کے جست
تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی روے بہی
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہان قتل مجھ کو کیا
کہ ہوے فزون تیری توقیر شان

مناجات کی زال زر نے وہین
ہوا جبکہ القصہ وہ نوجوان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
حضور پیل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
یہ جی مین ہی رستم سے ہون کینہ خواہ
کہا اُس نے یون اے شہ نیک روز
تو یان ایک تیار کر صید گاہ
نگون بخت نے جسطرح سے کہا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین نسل سے سام پیل کی ہی تو
ہو سن کے دلگیر دیہیم شغاد
دیا اُسنے بوسہ سر و چشم پر
کرون تجھ کو کابل کا پھر شہریار
ہوا آکے حاضر زر روے نیاز
ہوئی مجھ سے مستی مین صبا در خطا
اُسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان لے چلو رستم گرد کو
تو مشغول صید افگنی جلد کے ہو
ہوے حیلہ سازی سے لیکر وہان
غرض چاہ کے پاس جب دم گیا
ہوا رستم پہلوان شرمگین
ہوا خستہ در پیش رخش دسوار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین سات اسطرح سے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کر کے سوے شغاد
مرے ساتھ کیون تو نے یہ کی دغا

کہ یا کردگار جہان آفرین
کیا زال نے سوے کابل روان
تو اُس شاہ نے تب بجسب مراد
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی اُسے شرم ہی یہ غضب
کرون قتل اُسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہون تجھ سے مین اک روز
اور اُس راہ مین کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اُس طرح سے کیا
تری ذات مجھ سے نہین خوب تر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر
نہین کچھ تری ز نہار آبرو
حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا اُسنے اندیشہ کو دور کر
یہ کہہ کر دیئین رستم نامدار
پیادہ حضور پیل سرفراز
تو کر عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لا کے شادان کیا
غرض ایک دن وہ شہ کینہ خو
یہ سن کر دیئین رستم نامجو
سوے دشت دونون شقاوت نشان
تو پھر رخش نے وان توقف کیا
جڑا رخش پر تازیانہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا چاک و خستہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا مین اے بد نہاد
مجھے کس لیے ہاے ضائع کیا

روز چہارم چلی باد سخت / ہوئے تیرہ گردان زابل کے بخت
ہوئی چشم تیرہ اٹی منھ پہ خاک / ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک
دلیران ایران تھے فیروز و شاد / کہ اُنکے پس پشت تھی تند باد
ہوئے حملہ آور جو ایرانیان / گریزان ہوئی فوج زابلستان
ولیکن فرامرز جنگ آزما / دلیرانہ میدان مین قائم رہا
ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج / یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج
اٹھایا تگاور سوئے خیلگاہ / کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
ولے پہلوان کے نہ تھے بخت یار / دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
بہا پے بسوئے سوار دلیر / دلیران ایران نے برسائے تیر
ہوا خستہ توسن فرامرز کا / پیادہ ہوا وہ تبرد آزما
دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین / کیے قتل گردان ایران زمین
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان / یہانتک ہوا خون بدن سے روان
رہا ہوش اُسکو نہ کچھ زینہار / ہوا پھر گرفتار انجام کار
سر دار کھینچا اُسے پھر وہین / شہنشاہ بہمن نے از روئے کین
کیا حکم پھر یون ز روئے غضب / کرو مردم شہر کو قتل سب
وہ پشوتن کہ دستور تھا شاہ کا / شہ نامور سے یہ کہنے لگا
نہین مردم سیستان کی خطا / روا رکھ نہ زنہار اتنی جفا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے / کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے
بجالائیے شکر پروردگار / کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار
یہ گفتار سنکر ز روئے عطا / رہا بند سے زال زر کو کیا
بدستور پھر اُسکو با عز و شان / کیا شاہ نے حاکم سیستان
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ / گیا سیستان سے سوئے تختگاہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان مین ایک دن رات کو / گیا تھا شہ بہمن نام جو
پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا / شہنشہ کو ناگاہ اُسنے ڈسا
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر / نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار / کہ بس اب آخر ہوا روزگار
ہما اُسکی دختر خردمند تھی / دیا اُسکو اورنگ و تاج شہی
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر / تصرف مین لایا تھا اُسکو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی / کہ ہمخواب کرتے تھے دختر کو بھی
غرض اُس پہ بہجرہ کو حمل تھا / جہاندار بہمن نے اُسکو کہا
کہ جب اُس سے پیدا ہو کوئی پسر / کلاہ شہی اُسکے ہو زیب سر
وصیت یہ کر کے سوئے عدم / شتابان ہوا شاہ انجم حشم
جہانمین بصد عز و جاہ و جلال / شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

ہما دخت بہمن بجائے پدر / سریر شہی پر ہوئی جلوہ گر
کیا اُس نے آغاز جود و سخا / فقیرون کو اُسنے تو انگر کیا
سپہ کو دیا گنج و زر بیشمار / کیا خلق مین عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر / حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہا یون کہ لیجا کہین اسکو دور / تو کر پرورش با نشاط و سرور
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا / کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب / کیا پھر اُسے اُسنے اکدن طلب
یہ سوچی ہما نے دل مین کہ گر / رہے شہر مین یہ ہمایون پسر
مبادا کہ واقف ہون یان مردمان / خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
اُسے ایک صندوق مین بند کر / کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب / بہا دو اسے جاکے دریا مین اب
بجا مردمان لائے حکم ہما / دیا جاکے صندوق کو پھر بہا
وہ صندوق دریا مین تا سحر / کہین ایک گازر کو آیا نظر
نکال اُسکو گازر وہین لیگیا / کنارے پہ لاکے اُسے وا کیا
وہ مال اور وہ طفل فرخ نما / جو دیکھا تو گازر ہوا شاد شاد
خوشی سے اُسے پیش زن لیگیا / کہا اُس سے لا شکر ایزد بجا
ہوا فوت دیروز تیرا پسر / عوض اُسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج / تو ہو مائل صحبت و ابتہاج
یہ دولت جو ہمکو میسر ہوئی / تو پھر زوجہ مسرور و خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اُسنے داراب نام / کیا دلمین اندیشۂ خاص و عام
کہ واقف ہو اس بات سے کوئی گر / مبادا کہ کچھ مجھکو پہونچے ضرر
تو اُس شہر سے جائے دیگر گیا / زن و کودک و مال لیکر گیا

فرامرز نے سخت ماتم کیا   غرض زال نے اس سے پھر یون کہا
کہ جا سوے کابل تو لیکر سپاہ   سپہدار کابل سے ہو رزمخواہ
فرامرز جنگی ہوا پھر روان   سوے شہر کابل بفوج گران
نے شاہ کابل ہراسان ہوا   سوے کوہ و دہ مین گریزان ہوا
فرامرز کو جب ہوئی آگہی   کہ ہر شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ   جہان پہلوان سب ہوئے تھے تباہ
بیان کیجیے کیا صورت کشتگان   نہ تھا نام کو گوشت جز استخوان
وہ دو دام کھاتے تھے ہر صبح و شام   بیابان مین گوشت انکا تمام
زوارہ کے اور رستم گرد کے   وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
کیے دفن زابل مین جاکر وہین   پھر آیا وہ کابل مین از روئے کین
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ   ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا   مظفر سپہدار زابل ہوا
فرامرز نے اسکو از روے کین   کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین
سوے شاہ گشتاسپ آتا ہون پھر   خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران ولشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز   کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ مہی کا سزاوار ہے   سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ   اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اسے تخت پر   رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
کیا پھر پشوتن کو اسکا وزیر   کہ تھا دانش و فہم مین بے نظیر
ہوا پھر روان سوے ملک عدم   شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
جہانگیر وہ شاہ ہمایون خصال   رہا حکمران یکصد و بست سال
جہاندار بہمن شہ نامور   ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام   ہوے خرم و شادمان خاص و عام
ارادہ کیا پھر ز روے غضب   کہ زال و فرامرز سے لیجے اب
لیا چاہیے کین اسفندیار   سواران غرض لیکے یکصد ہزار
ہوا عازم سیستان بادشاہ   جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
یہ پیغام بھیجا سوے زال زر   کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان   کرون بحر خون از سر کین روان
فرستادہ نے جاکے جب پیش زال   کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین   کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین
ہوا اب جو رونق فزا تاجور   کرون پیشکش اسکے گنج و گہر
مرا قتل منظور ہے اس کو گر   تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر
یہ کہکر بہت مال اس کو دیا   فرستادہ پھر ہو کے رخصت گیا
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال   مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ جز طاعت خسرو نامدار   نہین کچھ ارادہ اسے زینہار
ہوئی آتش قہر شاہی فرو   کہ سرکش نپایا ذرا زال کو
ہوا جانب شہر بہمن روان   وہین پیشوا زال آیا دوان
گیا زال کے گھر شہ نامدار   زر و گنج وان سے لیا بیشمار
یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان   وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
گیا ہے فرامرز بہر شکار   ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار
کیا پھر وہین زال زر کو اسیر   لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا   اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا
نہین زندہ اب رستم نامدار   کہ تو جس سے ہے کین اسفندیار
براے خدا مجھپہ اب رحم کر   مری عاجزی پر ذرا کر نظر
کہ مین آج ہون کمترین بندگان   پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
رہا رکھ نہ بیداد انصاف کر   کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر
ہوا بہمن اس بات سے خشمگین   رکھا زال کو بند از روے کین
یہ سنکر فرامرز جنگی سوار   سپہ لیکے آیا پئے کارزار
سواران ایران و زابلستان   ہوے از سر کین ستیزہ کنان
رہا تین دن گرم بازار جنگ   بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

کہا اپنے دلمین کہ ہی بگمان
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوی رزمگاہ
تو قیصر سے اب جاکے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
سر شام میدان سے وہ تاجور
سوی خیمہ آیا بفتح و ظفر
بہت آفرین کی جوانمرد پر
ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر
ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گلستان ہوا خون سے روی زمین
گیا نیزہ لیکر جوان جسطرف
بسان مژہ اُٹھ گئی صف کی صف
ہراسان ہوے سربسر رومیان
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
پریشان کیا لشکر روم کو
سوی روم پھر چلیے ناچار اب
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوے آکے میدان مین گرم ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہزارون دلیران کیے غرق خون
ہوا لشکر روم آخر زبون
کہ یان آنکے مین پشیمان ہوا
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
سوی روم فرمانروا روم کا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
دہ یاقوت بھیجا حضور ہما
کیا پھر طلب اُسنے داراب کو
حضور اُسکے آیا جو وہ نامجو

فزون تر کیا رتبہ داراب کا
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا
تو بولا یہ داراب سے رشنواد
کہ لیکر سپاہ خجستہ نہاد
ہوا رومیون سے نبرد آزما
بہت فوج کو قتل اُسنے کیا
دلیری یہ داراب کی رشنواد
ہوا دیکھکر دلمین مسرور و شاد
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
سوی رزمگہ مرد جنگ آزما
جوانمرد داراب ہر چار سو
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
سر شام تک وان رہی کارزار
گئے پھر سوے خیمہ انجام کار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
وہ ہی بچۂ فیل یا شیر نر
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
تو پھر رومیان اور ایرانیان
جہانگیر داراب مرد دلیر
ستیزندہ میدان مین تھا مثل شیر
تھنبا رومیون کا نہ زنہار گام
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجیے
نہ پرخاش پھر خدارا کیجیے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شادان ہوا رشنواد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
مرا نور دیدہ ہی یہ نوجوان
تو وہین ہمانے بصد ابتہاج
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جہانمین بصد جاہ و حشمت ہما
رہی سی و دو سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
جہاندار داراب فرخ سیر

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

بہت خلق پر لطف و احسان کیا
سپاہ و رعیت کو شادان کیا
کہا پھر یہ اُس سے بلطف و طرب
تو کر پیشہ گاذری ترک اب
شعیب دلاور سپہدار تھا
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
ہوا وہین لیکر سپاہ گران
شتابان سوی لشکر سینان
رہی جنگ قائم سہ روز و سہ شب
بروز چہارم شعیب عرب
ہوا لشکر تازیان سب خراب
دلیران ایران ہوے فتحیاب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
خروشان ہوے ہر دو سو بوق و کوس
دلیران ایران ہوے سخت کوش
کیے رومیونکے پراگندہ ہوش
نہ تنہا ہوے کشتۂ تیغ و تیر
زن و بچہ بھی اُنکے آئے اسیر
پذیرا کیا اُسنے دینا خراج
کہ قائم رہے ملک و اورنگ و تاج

طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
یکایک سپاہ گران پھر کہین
شتابان ہوئی سوے ایران زمین
سواران تازی تھے یکصد ہزار
یہ سنکر جہاندار گردون وقار
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے
نثار دم تیغ و خنجر ہوے
ہوا کشتہ میدان مین وقت وغا
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
کیا جانب روم لشکر روان
بہم ہر دو لشکر ہوے کینہ خواہ
ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
گریزان ہوے بے قبا و کلاہ
ہوا فیلقوس آن کے قلعہ بند
کہ میدان مین تھا اُسکو بیم گزند
دیا شاہ داراب کو بیشمار
زر و گنج و دیگر از رہ انکسار

وہ داراب خوشرو و خوش شکل تھا
ذرا گاذری کا نکرتا تھا کام
سکے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا
و لے تھی اُسے یہ خبر کچھ نہین
اُسے فہم و ادراک تھا بقدر
بفرط خوشی آن کر ایک روز
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
زن گاذر سدم ہوئی بیقرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق اور مال کی
زر و لعل جو کچھ تھا اُسنے لیا
کمین قیصر روم از روے کین
ہما نے کیا حکم اُسکو کہ ہان
رادہ جنھین جاکری کا ہو یان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
لکھا یون کہ اسکو مقرر رکھو
شتابان پئے جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز وانسے یہی
کہا آکے پھر یون کہ اے نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب اُٹھکر وہانسے گیا
کہ دریاسے گاذر کے ہاتھ ایک روز
نہ صندوقین صرف کچھ مین ہی تھا
اُسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا

دلیر و جوان مرد زور آزما
گریزندہ اُسکام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و نا سزا
کہ ہو ویگا یہ شاہ روے زمین
کہ اُستاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک ذرا
کمانے مین لاؤن یراق و سمند
دیا ایک یاقوت انجام کار
ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام
وہان آکے داراب فرخ نہاد
سُنی جب ہوئی اُسکے دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان
تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما
کہ ہی یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہی یان شاہ ایران دیار
سُنی رشنواد دلاور نے بھی
تلے طاق کے خفتہ ہی اک سوار
یقین ہی کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق اے نیک روز
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اُسنے مصروف لطف و عطا
جو پوچھا تو اُسنے مفصل کہا

زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان
نچھوتا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
کہ پیدا نہین کرتا ہی ایک دام
اُٹھایا جو کمتب مین داراب کو
جو کچھ علم تھا یاد اُستاد کو
خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق
ہوا سنکے دلگیر وہ ذوالکرام
اُسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ ٹھہرے تھا گھر مین ذرا نوجوان
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
مصمم کیا دل مین عزم سفر
حضور ہماے خجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اُسنے پھر جا بجا
ہوا سُن کے داراب مسرور و شاد
کہ رکھتی تھی جا کر ہما دیکھکر
عیان اُسکے رخ سے ہی فر کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل اُس روز باران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہی سر بسر
وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اسمین سے پایا مجھے
کیا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر

نہ تھا اُسکے ہمسر کوئی پہلوان
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
پھرے ہی یہ بازی کنان صبح و شام
کہ تا سیکھ کر علم شائستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
و لے اب ہی مطلوب ساز و یراق
نہ کچھ اُسنے دو روز کھایا طعام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان مین پھرتا تھا صید افگنان
کیا اُسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہو مین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل ہو جمعیت کر دستہ
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سوے رشنواد
پڑی جبکہ اُس پر ہما کی نظر
نژاد کیان سے ہی یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہی یہ جوان
گئے مردمان بس وہین دوڑ کر
جسے دیکھکر دلمین گذرے خطر
اُسے آکے تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سُنکر ہوا مہربان
اُسے جاکے لے آئے پھر فرمان
سپہدار نے اسکو پہچان کر

خبردار کرتا ہون تجھکو مگر
سپہ لیکے آیا ہی بہر نبر
چلا لیکے قصد ایران کی سمت
چلے شیر جیسے نیستان کی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
کہ مجھکو نہین ملک گیری سے کام
تو آیا ہی کیون کرکے سامان رزم
نہین ہو نہین کچھ تجھے خواہان رزم
اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ
لگا کہنے دارا ے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہی مراد
مگر ہی تو اسکندر نامور
کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر
سکندر نہین بے خرد اسقدر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر
پیا اُسنے صہبائے گلفام کو
دبے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ بولا کہ اے خسرو نیک نام
یہ ہی ملک مین اپنے آئین مدام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
کہ اک جام تم لاکے اب اور دو
رکھا لا کے خوان جب ہوا وقت شام
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
دبے دو ہین اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
عقب اُسکے دارا نے بھیجے سوار
دلیران پرخاش جو یک ہزار
سکندر نے چار وہ جام طلا
ندیمون کو دکھلائے اور یون کہا
کیا مین نے معلوم یہ جاکے وان
کہ دارا کے ہی پاس فوج گران
کہ میرا جہان آفرین یار ہی
شب و روز میرا مددگار ہی

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
سکندر ادھر سے سپاہ گران
یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر
چلا وہ بھی سب فوج [illegible]
گیا پیش دارا سے فرخ تبار
کہا جا کے دارا سے [illegible]
ارادہ یہ ہی سیر دنیا کردن
[illegible] مہرسان از عالم [illegible]
ذرا ملک سے اپنے دے مجھکو راہ
کہ گذرون شتابی سے لیکر سپاہ
جو شوخی سے پیغام اُسنے کہا
تو حیرت مین دارا سے ایران گیا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
جہانمین رکھے کون ہی جز کیان
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
بہت مجھسے ہین چاکر شہریار
طلب شہ نے پھر جام مینا کیا
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہی کیا
تہی کرکے ساغر جو تونے رکھا
کہ پھر بازپس اُسکو کرتے نہین
فرستادہ کو دیکے پھر ساتگین
غرض کہ سنے وانسے لیے جام چار
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار
کسی نے سکندر کو پہچان کر
جھکایا طرف گوش دارا کے سر
شتابی سے اُٹھکر ہوا پس روان
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
وہ ناکام ناچار پھر کر گئے
کہ یقین ہی میرے مبارک فال
یقین ہی کہ دارا سے لون ملک و مال
دبے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
میسر مجھے فتح ہو بے درنگ
غرض جنگ و پیکار پائی قرار
نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
دو لشکر مقابل ہوے آنکر
خروشان ہوئی نای ترکی وہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان
ہوے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوے غرق خون مرد جنگ آوران
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
پریشان ہوئی اُسکی یکسر سپاہ
گئے رومیان بھی تعاقب کنان
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان
دگر بار کرکے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ادھر گرم پیکار دارا ہوا
ہوے رزم جو کینہ خواہان بہم
کیے تیغ برندہ نے سر قلم
رہا سات دن گرم بازار کین
گئی موج خون تا بہ چرخ برین
گریزان وہ دارا ے فرخ صفات
گیا تا لب رود بار فرات
میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
تو حاصل سکندر کو فرصت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آن کے گرم پیکار پھر
ہوا آکے ہر بار دارا خراب
سکندر تواتر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برائے جنگ و باز تباہ شدن

کسی نے کہا اے شہ ذوالکرام   شہ روم کی دخت ناہید نام
پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے   سزاوار ہمبزمی شاہ ہے
گیا وو ہین پیغام شاہ جہان   کہ دیجئے مجھے دختر دلستان
شہ روم نے بادل پر صفا   کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
جہاندار گیتی ستان بعد ازان   ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوئے دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانۂ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار   تو آئی نہ بوسے دہن خوشگوار
ہوے چارہ گر اُسکے دانشوران   ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
ہوا اُس سے ناشاد داراب شاہ   ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ
شبستان مین لینے نہ ہرگز گیا   سو فیلقوس اُسکو رخصت کیا
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر   ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا   عیان حمل اُسکا نہ ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر   کیا اُسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خداوند لایا بجا   سکندر رکھا نام اُس طفل کا
سکندر تھا مانند رستم دلیر   جوانمرد زورآور آفاق گیر
حکیمون کا وہ تربیت کردہ تھا   کوئی علم باقی نہ اُس سے رہا
ہنر اسکو از بسکہ تھے خوب یاد   وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
ارسطوے دانائے فرخ سیر   نقوما جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام   سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑیے   سمند قلم کی عنان موڑیے
بس اب آئیے یانسے بار دگر   سو شاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو   مرخص سوے قیصر نامجو

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

تو اک اور چاہی زن گلعذار   ہوئی وہ جہاندار سے باردار
غرض نو مہینے گئے جب گذر   ہوا بطن سے اُسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا   ملکزادہ کا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا   وے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا   روانہ ہوا سوے دار البقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ   نگہبان عالم شہ دین پناہ
رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر   سر تخت بیٹھا بجاے پدر
فزون جاہ تھا مہر اور ماہ سے   بدستور داراب ہر شاہ سے
لیا خسرو نامور نے خراج   دیا اُسکو ہر تاجور نے خراج
سو شاہ سکندر آتا ہون مین   اُسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

نشستن سکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر   سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم مین کچھ نہ تھا حکمران   سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطوے دانشور بے نظیر   ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا   خردمند دانا و صاحب ذکا
بافزونی لشکر و ملک و مال   سکندر جہانبین تھا فرخندہ حال
فرستادہ داراے ایران گیا   یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
ہوا اب تلک نہین بھیجا تو نے خراج   مناسب ہے یہ جلد ہونچا خراج
نہ دے ہاتھ سے راہ و رسم پدر   ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
سکندر نے لشکر سے پاسخ دیا   شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
جو دیتا تھا ہر سال تجھکو خراج   وہ لے مجھسے مت ہو تو خواہان باج
خدا نے دیا مجھکو جاہ و حشم   سر چرخ ہونچاؤنگا مین علم
مرے پاس ہی لشکر بیکران   زر و زور و شمشیر گیتی ستان
مجھے عزم یہ ہے کہ اے نامجو   مسخر کرون ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہی تجھکو تو بھیجے خراج   رہے ورنہ تیرا لوا اور رنگ و تاج



سکندر نے کھولی [illegible] تر
سکندر تو دیکھا جو بالین پر
کہ دیکھوں تجھے اس طرح سرنگون
کروں چارہ سازی ترے زخم کی
سُنا ئین نے ان سے کہ [illegible] ہم
کشتہ ہو کو تیرے [illegible]
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
بآرام جاتا ہون سوئے عدم
سکندر سے بولا [illegible] سے صفا
مری دختر اک روشنک نام ہے

رکھا اپنے زانو پہ [illegible] دارا کا سر
تو سینے سے لی آہ دارا نے سرد
تن خستہ سرتا بپا غرق خون
جو حاصل شفا ہو تو [illegible]
پسر اک پدر کے ہین [illegible]
[illegible] خون و خاک
[illegible] کیا [illegible]
[illegible] بعد و فرستان
تو دے آس ہما نہین بجاہ و چشم
کہا [illegible] ترا حکم یکسر بجا
پری چہرہ مہوش گل اندام ہے

گئے چشم سے [illegible]
سکندر یہ بولا [illegible]
یہانسے مین [illegible]
تجھا تجھکو ایران کے ہو تخت پر
تجھے ایسے درد و غم سے بڑا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
کہ اب کیا چارہ [illegible] کام
شہا تیری گفتار شیرین ہے اب
وصیت کروں مین تجھے کچھ اگر
لگا کہنے دارا کہ ای بادشاہ
اُسے عقد مین اپنے لا [illegible]

ہوا ورد سے اُسکے نالہ کنان
نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر
شتابان یہانسے ہون سوئے دگر
کہ تو ہی حقیقی برادر مرا
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار
مرا کام یعنے ہوا بس تمام
غم و درد سے ہوا دور سب
پذیرندہ ہووے تو اے تاجور
مرا ننگ و ناموس کھنا نگاہ
اگر بطن سے اُسکے پیدا ہو پور

ہوا جب مظفر بہ فضل خدا / سکندر جہاندار کشور کشا
ہوا مالک تخت و تاج کیان / کیا سکہ ایران مین اپنا روان
کیا شہ نے ایرانیون کو تمام / بصد گونہ لطف و کرم شاد کام
کہ تا تھا دارا یہ لطف و عطا / سکندر نے ساتھ اُنکے جو جو کیا
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے / کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
تمھارا ہون شہزادہ اے مردمان / کہ ہون پشت دارا سے بیگمان
نہین غیر مین وارث تخت ہون / جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو / اطاعت مری جان و دل سے کرو
تمھین لطف و شفقت سے شادان کرون / شب و روز مرہون احسان رکھون
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ / ہوے آکے حاضر سران سپاہ
جو دارا سے ایران نے دیکھا زیان / لگے جاننے ہر دو ایرانیان
یہ بولا کہ اے مردمان بیشتر / زبون تم سے تھے رومیان سربسر
اور اب یون ہوے ہائے یکسر تبہ / نہین گردش چرخ سے کچھ گریز
تہی کر سے یہ نہین گفتگو / جو کرتا ہوا سکندر کینہ جو
فریب اُسکے مت کھائیو زینہار / وگرنہ کریگا تمھین تخت خوار
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند / بہت تمکو پہونچیگا اُس سے گزند
وہ مردم موافق جو دارا سے تھے / یہ دارا سے اُس وقت کہنے لگے
کہ ہم رومیو نسے ہون پھر زخمخوار / کرین جبکہ اے شاہ گیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادھر / پئے جنگ اسکندر نامور
سکندر بھی آیا بہ فوج گران / ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ہوئی تیغ رانی وہان اسقدر / کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
بہ شمشیر و خنجر سروکار تھا / قیامت کا وان گرم بازار تھا
سواران ایران نے وقت وغا / دلیرانہ جہد فراوان کیا
ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت / ہوا وہ پراگندہ و خوار بخت
نصیب اُسکے پھر بھی ہزیمت ہوئی / قرین فوج ایران کی شامت ہوئی
گریزندہ ہوکر بحال خراب / گیا سوے اصطخر دارا شتاب
سکندر جو دنبال اُسکے گیا / تو وان بھی نہ زنہار دارا رہا
زن و بچہ و طفل ایرانیان / ہوے قید سرپنجۂ رومیان
جو آتا تھا پیش شہ دادرس / زن و بچہ ملتے تھے پھر اُسکو بس
سکندر نے بڑھکر یہ پاسخ دیا / کہ گر تو مرے پاس آوے تنہا
تو دون ملک ایران سراسر تجھے / مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہان سے مین جاؤن قرین ظفر / کرون ملک گیری بسوے دگر
بزرگان و گردان ایران دیار / یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
سکندر سے جاکر ملاقات کر / کہ پھر ملک قائم رہے سربسر
وہ بولا نہین لائق سروری / کرون مین جو سکندر کی فرمانبری
غم جان نہین مجھکو زنہار ہے / مجھے طاعت رومیان عار ہے
لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان / کہ ہون مین ستم دیدۂ آسمان
کوئی یار میرا جہان مین نہین / تو بہر خدا ہو ممد و معین
یہ دارا کو اُسنے لکھا پھر جواب / کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان / کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دختر دارا بہ اسکندر

کیے بند ہر چار سو رہگذر / سواران جنگ آزما بھیجکر
سپہ لدر دارا کے تھے دو وزیر / ستم پرور و بدنہاد و شریر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار / اور اُس دوسرے کا تھا جانوسیار
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ / گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند / کہ اب پھر گیا اُس سے چرخ بلند
یہی مصلحت ہے کہ بس بیدریغ / شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
کہ ہو شاد اسکندر نامدار / فزون تر ہمارا ہو عز و وقار
رکھا الغرض ظالمون نے روا / خداوند نعمت پہ جور و جفا
کہین راہ مین رات کو یکبار / جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
نہ تھا پاس دارا کے کوئی سوار / فقط تھے وہی دو لعین نابکار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر / تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
روان تیز خنجر کیا بیدریغ / رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
لگے زخم کاری تو پھر تاجور / گرا پشت زین سے وہین خاک پر
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان / کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان
گیا پھر شہنشاہ عالی جناب / سو مقتل شاہ دارا شتاب
ہنوز اُسکے قالب مین باقی تھی جان / کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

تو دنیا سکندر کو یہ سر جہار
تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان

دیا مرد درویش نے یہ جواب
کہ ہے پہلے دنکی یہ تعبیر خواب

کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
اور اسمین وہ سوراخ ہے تیرا گھر

وہ ہاتھی ہے اسکندر نامدار
ترے شہر سے جو کریگا گذار

یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر

یہان سفلہ اک بادشاہ آئیگا
خرابی ترے ملک مین لائیگا

سوم شب جو کرپاس آیا نظر
سمجھ تو خدا اُسکو اے نامور

اُسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
کرون اسکی تعبیر مین آشکار

کہ دہقان آتش پرست آئیگا
رواج اُسکا دین پہلے یان پائیگا

یہود ایک آئینگا یان بعد ازان
کریگا وہ آئین موسیٰ رواں

پھر اُس ملک مین آدیگا مرد نیک
حکیم خرد مند یونانی ایک

حکیمونکا مذہب کرے آشکار
کرین اُسکا آئین سب اختیار

پھر اُس ملک مین اہل دین آئیگا
رہ حق پرستی وہ دکھلائیگا

وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ ماہی سے اور آب سے

رسول خدا ایک آئیگا یان
کریگا ہدایت بلب تشنگان

گریزندہ خلق اُس سے یان ہو دیگی
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی

شب پنجم آئے جو کوران نظر
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
نہ زنہار سمجھین ذرا مردمان

کرے کور چشم کسان روزگار
نہ فہمید ہو کچھ اُنھین زینہار

ششم شب جو رنجور آئے نظر
کہ پوچھے تھے اچھے بھلونکی خبر

زمانہ اک آوے کہ دانشوران
سراسر ہون محتاج بیدانشان

زمانہ اُنھین سخت حیران کرے
تمسخر ہنرور سے نادان کرے

جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر
یہ تعبیر اُسکی ہے اے نامور

کہ آوے زمانہ اب اُس طور کا
کہ لطف و مدارا نہووے ذرا

دو چندان ہو ہر ایک کو حرص و آز
یہ چاہے کہ سب دست کو کرے دراز

دہن مین ہر اک چیز کو لیجیے
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے

جو دیکھا شب ہشتم اے مرد نیک
کہ پُر ہین دو خم اور خالی ہے ایک

زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
دو حصہ توانگر ہو یعنی شہا

تہیدست اک حصہ ہووے جہان
زر و سیم برسائے گر آسمان

تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو
فزونتر ہو خواہش تہیدست کو

نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
کہ کھاتی ہے وہ شیر گوسالہ کا

حریص اتنے دنیا مین ہو وین جہان
کہ مسکین سے خواہش رکھین بہتران

دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب
کہ اک چشمہ ہے خشک گرد اُسکے آب

جو اُس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
تو آئے نہ پیمانہ دست مین

زمانہ جو بعد اُسکے ہوگا عیان
اُسی عصر مین ہوگا اک حکمران

بڑی عقل و فرہنگ سے بہرور
رہیگا وہ سلطان عالی گہر

رعایا نہ پائیگی اُس سے پناہ
جہان ظلم سے اُسکے ہوگا تباہ

کبھی فیض اُسکا نہوگا عیان
نہوئیگا نیکی کا اسمین نشان

زمانہ کریگا یونہین انقلاب
رہیگا اسی طرح عالم خراب

یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
کہ ہوگی نئی فوج افسر نیا

مآل اُسکا ہوگا یہ اے نوجوان
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان

سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کہ ہے وہ شہنشاہ عالم پناہ

سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہان
کہ ہو آن کے مورد آفرین

کیا مین نے ہندوستا مین گذر
ملاقات بہتر ہے اے تاجور

لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب

ارادہ نہین اور بجز چاکری
کرون مین دل و جان سے فرمانبری

کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
تو رکھنا اُنھین خاص و دل سے عزیز

کہ ہر ایک دنیا مین ہے بے مثال
نہین دوسری اسطرح خوشخصال

ترے پاس آوین زروے نیاز
ترے لطف سے تاکہ ہون سرفراز

غرض چار چیزین کہ تھین بے نظیر
قدح اور دختر طبیب و وزیر

یہ شاہ کو بھیجین خوشی سے شتاب
ہوا شادمان شاہ عالیجناب

سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
کیا ساتھ اپنے اُسے کتخدا

پیا با محبت دلربا کے وہ جام
ہوا وصل سے اُسکے دل شادکام

گیا کید پھر تاجور کے حضور
شتر بار زر لیکے باصد سرور

دیا جب سکندر کو گنج و گہر
تو ملک اُسنے بخشا اُسے سربسر

سکندر سے پھر کید رخصت ہوا
قرین نشاط و مسرت ہوا

سوی فور ہندستان ہوا پھر روان
سکندر جہاندار گیتی ستان

تو ہفتد یار اسکار کھیو تو نام / مری روح کو کیجیو شاد کام
نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار / یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار
کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ / رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا / سکندر نے یکسر پذیرا کیا
رکھا اپنے منھ پر سکندر کا ہاتھ / لگا کہنے دارا اے فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی مجھ سے جان حزین / نگہدار تیرا ہو جان آفرین
ہوئی چشم دارا کی جس وقت بند / لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر / اسے مہد زرین مین پھر ڈالکر
پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ / کیا لاکے مدفون سوے دفن گاہ
سر دار کھینچا پھر از روے کین / کشندون کو دارا کے شہ نے وہین
بزرگان ایران ثنا خوان ہوے / دل و جان سے محکوم سلطان ہوے
سکندر نے مرہون احسان کیا / بلطف و کرم سب کو شادان کیا
سوے مادر روشنک بعد ازان / کیا نامہ بر دیکے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو / کہ جون شمع روشن کرے بزم کو
روان اسنے اس ماہ وش کو کیا / حضور جہاندار کشور کشا
پرستار ساتھ اسکے تھین گلعذار / زر و گوہر و لعل تھے بیشمار
جہاندار بر طبق آئین و دین / ہوا کتخدا ساتھ اسکے وہین
رہا شہر ایران مین یکچند شاہ / سوے ہند پھر دانسے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور / اسے خواب پر ہول آیا نظر
حکیموں سے پوچھی جو تعبیر خواب / کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب
کہا مردمان نے کہ در دشت اک / خردمند صاحبدل و مرد نیک
بیابان مین رہتا ہے مہران ہے نام / کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام
حضور اسکے پھر کید ہندی شتاب / گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
کہا یون کہ اے مرد فرخ سیر / شب اول آیا یہ مجھکو نظر
کہ ایوان بلند اور در ہے کلان / اور اک خرد سوراخ بھی ہے وہان
اور اک پیل مست آکے اس کاخ مین / گیا پھر نکل ہوکے سوراخ مین
دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر / کوئی نوجوان میرے اورنگ پر
سوم شب مجھے خواب آیا نظر / کہ کرپاس ہے اک خجستہ سیر
اسے کھینچتے ہین بہم مرد چار / دے پارہ ہوتا نہین زینہار
شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب / وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر / گریزان ہوا اسکو وہ دیکھکر
عقب اس گریزندہ کے پھر شتاب / روانہ ہوئی دانسے ماہی سر آب
شب پنجم اک شہر آیا نظر / کہ ہین کور وان مردمان سربسر
بسان بصیران ہین مصروف کار / نہین غم ہے کوری سے کچھ زینہار
ششم روز سویا جو ہنگام شب / نظر ایک آیا مجھے شہر تب
کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان / اور اچھے بھلے ہین جو بعضے کسان
سوا آزدہ جان سے ہین لیل و نہار / شب و روز پر غم ہین رنجور زار
انھین دیکھکر کسلمند اداس / خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس
شب ہفتم اے پیر مرد کہن / نظر سب آیا کہ ہین دو دہن
وہ کھاتا ہے دونون سے آب و گیاہ / ولیکن نہین اسکے سرگین کی راہ
سہ خم ہشتمین شب کو آئے نظر / دو خم آب ہین اک تہی سربسر
تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر / نہین ہوتے اسکے کنارے بھی تر
نہ کم آب ہوتا ہے ان کا ذرا / نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
کہ اک گاؤ مادہ ہے گوسالہ دار / کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
وہ کھاتی ہے تسپر بھی لاغر ہے تن / ملے فربہ گوسالہ کا ہے بدن
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر / کہ لب اسکے ہین خشک و اطراف تر
بیان کیجیے مجھسے تعبیر خواب / کہ دلسے مرے دور ہو اضطراب
وہ بولا کہ اسکندر نامدار / ترے ملک مین آئیگا ایکبار
تو زنہار مت ہوجیو گرم جنگ / غرض آشتی کیجیو بیدرنگ
وہ دختر پری چہرہ اور اک دبیر / کہ اختر شناسی مین ہے بے نظیر
خردمند دانا و عاقل طبیب / قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
کہ گر اسکو کر کے لبالب بھرو / تو زنہار آب قدح کم نہ ہو
ندے گرمی آتش آفتاب / رہے سرد ہرگز نہ ہو گرم آب
غرض یہ ترے پاس ہین چار چیز / کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب — کہ بہتر ہے اے شاہ عالی جناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ — کہ تنہا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما

ادھر سے سکندر غرض مثل شیر — ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
وہیں کھینچکر فور ہندی نے تیغ — روان کی سو بادشہ بے دریغ

ہوئی پر نہ کچھ کارگر زینہار — نگہدار تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز — رہا فور بے سر ز ضرب شمشیر تیز

دوبارہ ہوا کتف سے تا کمر — گرا فور ہندی نگون خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند — کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان — طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اُنسے کہا — کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

کرون فور ہندی سے میں بیشتر — مراعات و الطاف ہر ایک پر
حوالے تمھیں کرکے ہندوستان — بسوے دگر ہونگا میں یان سے روان

یہ سنکر ہوے سربسر نامدار — ثناخوان شاہنشہ کامگار
سخنہاے شیرین سے سرسبز ہو — وہیں لے گئے قلعے میں شاہ کو

در و گنج و لعل و گہر وا کیا — نشان خسرو دادگر کو دیا
زروے کرم شاہ نے سربسر — عنایت کیا انکو وہ گنج و زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا — کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اُسے تخت زرکار پر — کیا جسنے قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ — رہا شہر قنوج میں تین ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یہ بیان — بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام — پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو — روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل مرد خجستہ سیر — کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اُس کا جو نصر قتیب — شریف اُس مکان کا تھا وہ ذی نصیب

سکندر جو پہونچا تو باصد درود — وہ نصر قتیب اُسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نثار اسکو دی — بہت اُسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اُسکے گیا — پیادہ جہاندار کشور کشا
سماعیلیان پھر ہوے دادخواہ — کرے قتل جرہم [illegible] بادشاہ

لیا چھین جسنے حجاز و یمن — تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھیر دو دتر — جراہمہ کی اولاد کو مستاصل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن — دیا اور وہیں بادشاہ زمن
سو کشور مصر وان سے گیا — ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر میں ایک سال — ہوا شکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان — سو ملک اندلس آیا وہ [illegible]

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام — پری چہرہ در شکل ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی — رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراوان تھا اُسکا حشم اور جاہ — گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو — تو پہچان اُس نے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار — تو ہے شاہ اسکندر نامدار
مرے چنگ سے اب رہائی نہیں — شہنشہ نے پاسخ دیا پھر [illegible]

کہ میں بندۂ شاہ آزاد ہون — سکندر نہیں میں فرستادہ ہون
شبیہہ جہاندار کرکے طلب — سکندر کے دی ہاتھ میں [illegible]

سکندر ہوا دیکھکر سہمگین — ہوا رنگ چہرے کا پران میں
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن — یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہیں اور سطرح مت جائیو — جلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پنہان ہے سب گرز ہوجو [illegible] — مرجع بادشاہان عالی جناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان — نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
ثنا سبب ہونچا نہیں کچھ تجھے — تو فرما بنرا اپنا مجھ اب مجھے

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور — تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ تجھسے کرے کچھ بدی — نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم — کہ دین و ایمان کی تجھکو قسم
ترا میں بداندیش ہرگز نہیں — تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین

ندون ہاتھ سے رسم درلہ وفا — کرون تجھکو محروم لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور — مرے گھر تو کر آج شب کو سحر

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
تو اسکا ہو تجھکو اتنا غرور
نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان مین ہون زر خواہ
سواران جنگی تھے اسّی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ بولے وہین
ارسطو کو کرکے طلب زود تر
شکم اسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اسپہ قائم رکھا
تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
بسوے سپہر برین ایک بار
بنائے پھر اسطرح کے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون وہ اسپ و سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اسکی ذرا زینہار
ادھر سے جوانون نے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
ادھر تو ہی جنگ آور و پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب یہ ہے ای شہ سرفراز

کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
مرے پاس ہی لشکر بیشمار
کرون لشکر درمیان کو تباہ
انا بجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دو ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو خسرو نامور
سراسر اسے نفط سے پُر کیا
کیے بستہ گردون سے پھر بادپا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اٹھا دو ہین گردونپہ اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا بس وہین فور حیران کار
کہ یہ تو بجا نہ ہے اے نامدار
نہ واقف تھے از بسکہ ہندی سوار
عقب سے جو گردونکے ان آگ دی
گریزان ہوے کھاکے یکسر شکست
سر سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ
سپہ لیکے آیا سے کارزار
ادھر مین ہون مرد دلیر و جوان
تو ہوویگے ہلاک ایک عالم یہین
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

لکھا اسنے پاسخ کہ اے تاجور
نہ رکھتا تھا مردمی و مردانگی
نہ ہو دمجھسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پُر غضب بادشاہ
دلیران مصر و سواران روم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج تھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پئے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
ہنر دو ہین اسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی اسمین جسدم وہان
ہوا تیرہ روے سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبر لانیوالون سے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اسکو مہیا کیا
ہوے سوے گردون وہ حملہ کنان
جو پھر سر بسر نفط روشن ہوئی
فراہم وے لے کرکے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اسکو یہ بھیجا پیام
ہزارون سوارات پیکار جو
بلا سبب سے جیسے اسے وہمین فرما
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کید ہندی نے کی
کہ رکھتا ہون نہین عزم جنگ آوری
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جاکر رکھی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویاے نام
تو فوج سکندر ہوئی پُر خطر
بھلا کسطرح جنگ کیجیے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان سے کہان
خروش عظیم اک اٹھا تا گمان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہی کرد میرے آگے بیان
یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دلمین کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی
سپہدار ہندی کی ہوا رزم جو
دلیران گئے پھر سوے خیمہ سب
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام
ہوے کشتہ خستہ کل ہر دو سو
کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سمجھتا نہین کوئی اُنکی زبان
وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر
یہ سُنکر طلب کرکے دانائے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
وے چار دہ سال با تاج و تخت
لگا کہنے بمین کہ زیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو دانسے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
خردمند نے مدعا شاہ کا
یہ خوشبو نکو دیکھے نہ طور کو تو
بتائی جو تھی اُن درختون نے راہ
حضور سکندر رہے داد خواہ
وہ ہر سال لاتے ہین لشکر ادھر
سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
زبان تیز و دندان مثل گراز
جو سو دین تو اک گوش بستر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
کرتا پاوین ہم اس بلا سے نجات
یہ سُنکر ہوا وان اقامت پذیر
بنا ایک دیوار کیجیے بلند
نبے ہر دو سو سد اک استوار
وہ سد سکندر بنا جب ہوئی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اُس شخص کی سندھ مین
نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان
بیابان مین تھا ایک کوہ بلند

وے جو خردمند عالم ہین یا ان
اُنھونین ہے اک مادہ اور ایک نر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ کہتے ہین اے تاجدار
ہے اس جہانمین یہ فیروز بخت
ہوے منقضی دس برس آج تک
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
فلان راہ سے جاکہ پہونچے شتاب
شب و روز کر دلسے یاد خدا
یہ دلمین تمنا ہے اب ایکبار
درختون سے یکدست ظاہر کیا
برآوے نہ زنہار یہ آرزو
روانہ ہوا اُس طرف کو وہ شاہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت اُنسے پہونچا ہے ہمکو ضرر
بیابان مردمان نے یہ شہ سے کیا
قد اُنکا ہے جون پیل بیخ راز
وہ گوش وگر سر پہ چادر کرین
تو شاہ جہان ہے بفضل الٰہ
ہماری رہائی ہو اب تیرے ہاتھ
سکندر جہاندار آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند
فراہم تھے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کئی دن ہوا وان اقامت گزین
کہ تھا فور کا جانشین ہند مین
یمن سے ہوا سوے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھین درختونکی آواز کو
سخنور سحر سے ہو ز تا بہ شام
درختون سے جاکر سنی کچھ صدا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
کرے پھر سفر سوے ملک بقا
کہ مجھکو میسر ہے تخت شہی
کہ پوچھا ان درختون سے اے دو زبین
وے میل سیر جہان اب کر
سنا تھا جو عالم نے وہ سربسر
کہ اقلیم مین روم کی جائیے
یہ آواز آئی کہ اے شہریار
کیان کے تو کشور مین پائے وفات
جو اک شہر مین جاکے پہونچا دوان
وہ دیوان ہین یاجوج و ماجوج نام
بزدگاد مردم ہین اُنکی خوراک
کہ چون چہرہ ماہ تابان ہے رو
دو چشم اُنکی ہین یکقلم لالہ گون
کرے کوئی کسطرح اُنکا شمار
تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر
وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
حکیمون سے تدبیر پوچھی و تب
یہان ہوکے آہنگران سخت کوش
دیا پھونک پھر کوہ کو سربسر
پھر اُس شہر مین شاہ رہے زمین
کئی دن رکھا شاد کو لیے گھر
پھر آیا سوے سندھ شاہ جہان
بہت پیشکش مال اُسنے کیا
ہوا دخت بابل سے پھر خیمہ زن
کوئی مرد اک پیر آیا نظر

کرین آشکارا وہ ہین راز کو
جو یادہ ہے کرتا ہے شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
پھرا گرد عالم بصد کر و فر
ہوا پُر الم سن کے فرمان روا
کرون چار سال اور فرمانبری
کہ پہونچونگا لشکر مین اب یا نہین
لب اک گوشے مین زندگی کر بسر
کیا عرض پیش شہ نامور
غرض جاکے وان اُنکو دیکھا ئیے
نہووے گذر روم مین تنہا
ہوا سنکے غمگین شہ نیکذات
تو باشندہ شہر آئے وہان
کہ سخت اُنسے عاجز ہین ہم تمام
غرض اک جہانکو کرین ہین ہلاک
دراز اُنکے یکسر بدن کے ہین مو
سزاوار ہیچشمی جام خون
کہ جفتی ہے ہر مادہ نکے ہزار
براے خدا کوئی تدبیر کر
چلین ہمرہ خسرو نامور
وہ بولے کہ اے شاہ روے زمین
کرین صرف دیوار مین ہفت جوش
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان ہوکے پہونچا سوے ملک چین
روانہ ہوا وانسے وہ تاجور
گیا پیشوا سندھ کا حکمران
بسوے یمن پھر سکندر گیا
وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمن
سفید اُسکے تھے تن [illegible]

سکندر ہوا اُس سے رخصت طلب رہا وان نہ زنہار ہنگام شب

بہت تحفے اُس ماہ وش نے دیے سکندر نے یکسر پذیرا کیے

وہانسے غرض بادشاہ زمان پھر آیا سوے خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہان و رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا وطیار نمودن سدّ سکندری

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور کہ سیر جہان کیجیے سربسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت بہت دیکھے معمورہ و کوہ و دشت

ہر اک ملک و کشور میں ہر شہر میں کیا سکہ اپنا روان دہر میں

گیا جسطرف شاہ کشور کشا یہی وان کے فرمان روا سے کہا

کہ ہرگز نہیں مجھکو آہنگ رزم ہر اک سے ہی صلح و مدارا کا عزم

ملاقات مجھسے کرو آنکر کہ مطلق کسی کو نہ پہونچے ضرر

بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت قطع کی راہ پست و بلند کہیں جا ہوئی شہ کو بیم و گزند

بہت شہ کا لشکر ہوا بیشتر عجائب غرائب بھی آئے نظر

پھرا ہفت اقلیم میں بادشاہ کہ تھا یاور اقبال و فضل اله

جو طے کر چکا سب رہ خشک و تر تو پہونچا وہان خسرو نامور

کنارہ تھا عالم کا یعنے جہان کیا مردمان نے یہ آکر بیان

پس کوہ ظلمات ہی سربسر وہان چشمہ ہی اے شہ نامور

کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب

شہ نامور نے سنی جب یہ بات کیا پھر وہیں قصد آب حیات

سپاہ عدو سوز سے دو ہزار لیے ساتھ اپنے دلاور سوار

سرانجام چل روز کا توشہ کر روانہ ہوا خسرو نامور

خضرؑ سوے ظلمات تھا رہنما خضرؑ سے شہ نامور نے کہا

مرے پاس دو لعل ہیں اے خضرؑ کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر

عیان گر کرو دن دوسرے لعل کو تو پھر یار وکرو دم گریزندہ ہو

دیا خضرؑ کو لعل انجام کار کہ اک نور جس سے ہوا آشکار

رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس ہوا گرد دم و مار سے بے ہراس

خضرؑ رہنمائی کنان پس و پیش عقب اُسکے تھا شاہ فرخندہ کیش

دو روز و دو شب تھے بہم رہ سپر سوم روز آیا دوراہہ نظر

جدا ہوگئے خضرؑ سے ناگہان پکارا بہت خضرؑ نے گرچہ وان

سُنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا خضرؑ پھر سوے چشمہ تنہا گیا

وہان جاکے آب بقا نوش کر پھر آیا سوے لشکر شہ خضرؑ

اندھیرے میں سرگشتہ تھا شہریار یکایک ہوئی روشنی آشکار

پھرنے میں ظلمت نمایان ہوئی بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہیں راہ میں اک سیہ کوہ تھا سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا

کہ افتادہ ہیں سنگریزے جو یان نہ لیویں تو پچھتا دیں پھر وہان

اور انکو اُٹھاوے بھی کوئی اگر تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر

کسی نے لیے سنگریزے اُٹھا کسی نے کہا لیں کیا فائدہ

پھرا آٹھ دن شاہ لیکن نہیں ملا چشمہ آب حیوان نہیں

ہوا سخت حیران و عاجز کمال لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

نہیں چاہیے مجھکو آب بقا رہائی ہو ظلمت سے اے خدا

نویں دن ہوئی روشنائی عیان ہوے شاد و خرم دلِ مردمان

جو سنگریزہ پڑی جب نظر تو یاقوت و گوہر تھے وہ سربسر

لگے کہنے ہو کر پشیمان بہم کہ افسوس ہمنے اُٹھائے ہیں کم

رہے تھے جو محروم بولے وہ یون کہ اے وائے ہمنے اُٹھائے نہ کیون

جب اُس روشنی میں گئے بیشتر تب اک شہر آباد آیا نظر

ہوے ساکن شہر حیران تمام لگے کہنے یون مردم خاص و عام

کہ اب تک نہ یارب ہوا زینہار کبھی فوج بیگانہ کا یان گذار

یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ

غرض شرط خدمت کی لاکر بجا لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یہان عجائب ہیں تو رہ جتنے ہیں جہان

لگا کہنے یون شاہ کشور کشا عجائب ہی اس شہر میں چیز کیا

وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت عجائب ہیں اس شہر میں دو درخت

کہیں عالم غیب کی سب خبر اور احوال آئندہ کا سربسر

ذکر سلطنت اشکانیان

شہزادہ ہائے خجستہ نہاد
سکندر نے انکو دیا ملک جب
لقب انکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہیں کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال اک تاج و تخت
کیا انکو ساسانیون نے تباہ

لگے رہنے وان بادشاہان سب
ملوک طوائف بھی ہے انکا نام
نہین ہیں تواریخ مین کچھ بیان
رہے اس جہان مین وہ فیروز بخت
لیا چھین اورنگ تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج مہی
وے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا انکے آیا زوال
ہوے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوے جلوہ گر دہ بتخت شہی
سخن سنج فردوسی پاکزاد
بس اتنا ہی شہنامے مین ہے لکھا
نہ ہرگز رہا تخت و ملک و مال
کرون آگے احوال انکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزان سوے ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی پیل دمان پر سوار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
وگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے بزرگون کا آئین ہے
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہے کہان
شبانون کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
نکوئی کرونین ترے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے باصد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک کو اسنے لکھا
خداوند غفار ہے درمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادہ تھا وہ لا کلام
بہت دل مین اپنے ہراسان ہوا
شبان نے اسے دو ہی چار کر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہے شہ سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہے کیا نام اے نامدار
کہ آتش پھر افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین ہیں شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
لیونکو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجھ سے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اس سے پیدا پریوش پسر
ہوا سوے ملک عدم وہ روان
ہنرہاے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر
کہ ہے اشتیاق اسکے دیدار کا
کہ مین اس جوانکو رکھون شادمان
وہ کیجو کہ ہو لائق خسروان

سکندر رہا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا سوے کابل روان
چرانے لگا بکریان ہر سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اسے مردمان نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے سب سے کہ ہان
یہ سنکر زروے نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذو الکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اسے اپنی دختر پریچہرہ دی
ہوا شاد بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک رے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین ہے
یہان بھیجدے تو جو ہے نامور
جو بابک نے یہ نامہ اسکا پڑھا
تو رکھا اسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آ کے آتش پرستی بیان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذو الکرام
کیا شاہ بابک نے انکو طلب
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا کتخدا اسکو باصد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اسکے مشتاق سلطان رے
کرون تربیت اسکی شام و سحر
سوے رے جوانکو روانہ کیا
کسی طرح انکو نہ پہونچے گزند

[illegible] تھے کئی [illegible] مکان
[illegible] وہ [illegible] شاہ جہان
[illegible] خوش [illegible]
[illegible] انکی صورت ہے دیوار پر
کہین مردم آبی آئے یہان
وہ [illegible]
حضور شہنشاہ گیتی نورد
سکندر نے کی مہربانی کمال
[illegible] نامور کا ہے شہر
عمارت کو مسمار یکسر کیا
وہ جو جاہ [illegible] سے آگے چلا
سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ بیش درختان گیا تھا مین جب
[illegible] جہان سے گذر
[illegible] باقی اب کے سال
شہنشاہ [illegible]
[illegible]
[illegible] لکھا یہ جواب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے بیچے [illegible]
[illegible]
کیانی ملکزادہ کو دیکھیو
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
نہین جاہ دانی سرائے سپنج

پکڑلائے مجھکو دہین مردمان
کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یان
وہ افراسیاب شہ نامور
یہ سُنکر لگا پوچھنے تاجور
وہ لاتے ہین ہر صبحدم ماہیان
وہ روز آتے ہین یان ایکبار
گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
دیا انکو از روے الطاف مال
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
درو لعل و گنجینہ و زر لیا
وہان اُسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے اُس شخص سے یون کہا
عجائب ہین ایوان رنگ بہار
ولایت ستان رستم پہلوان
کر دہ شہر آباد ہے یا نہین
پکاتے ہین اس شہر مین آنکر
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
وہ تھے سالخوردہ اور ہشیار تھے
کہا یہ کہو ماجرا شہر کا
تہ ہر مکان گنج و زر ہے نہان
لگا ہاتھ اسقدر اسباب و مال
سکندر نے دست کرم وا کیا

وفات یافتن سکندر بادست

یہ آئی تھی مجھکو ندا اسطرح تب
کہ ہووے خلل بزم سے دور تر
قرین تر ہے دولت کا میر نہان
[illegible] رستم نے ارادہ کیا
کہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] تاجدار [illegible] جناب
[illegible] مین [illegible] شام و سحر
[illegible] خلل روم صبح و مسا
[illegible] نامور تم وہان کیا
یہان [illegible] مین ایسے آباد شاد
جہاندار اسکندر ارجمند
یہ ایوان شہنشاہ روے زمین
اطاعت سے مت پھیرنا اسکی سر
اُسے بادشاہ روم کا کیجیو
ہمے نوحہ گر سب صغیر و کبیر
نہین ہے وفادار اورنگ و گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کہ شاہی کر دین چار دہ سال تک
گئے سیزدہ سال اتنک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
کہ جتنے ہین شہزادے کیان
سکندر کو جو کچھ کہ مرکوز تھا
مناسب نہین قتل شہزادگان
رہے ہر یک اُسمین مشغول کار
لیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ حکم [illegible] اب جس تمر
[illegible] بادشہ تاجداران تمام
ہوا جب بپا شاہ جہان
کہ ہے [illegible] روشنک
تولد ہو گر دختر نازنین
یہ کہکر ہوا [illegible]
بہت گریہ و شور و نالہ کیا
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
اب آتا ہو نہین سوے اسکا نیاز

بیان کر حقیقت بیانکی ذرا
کہ ہر اک مکانمین ہے نقش و نگار
سوا انکے گذرے جو نام آوران
یہ بلیغ وہ لایا زبانیر دہین
اُسے کھاکے جاتے ہین بس روز تک
کرین تا کسی طرح اُن کو اسیر
حقیقت سے وانکی خبردار تھے
وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وہان
کہ تھا برتر از وہم و فہم و خیال
کیا گنج لشکر کو یک سر عطا
لگا کہنے اسطرح سے ایک روز
رہون شاد با جاہ و اقبال مین
رہا دہر مین خوش بگنج و گہر
بہت تھے ملازادہ ہاے کیان
[illegible] شاہ جہان
ارسطوے دانا کو یکسر لکھا
انھین از لطف و شفقت سے کر شاد مان
نہ ہنگامہ ہے [illegible] بہار
دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
رہے اُسپہ قانع ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا انکا نام
ارسطوے دانا بھی آیا وہان
جو پیدا پسر ہو تو بیشبہ روشنک
تو پھر اُسکو بر طبق آئین و دین
سکندر جہاندار انجم حشم
چہل روز ماتم رہا شاہ کا
جہان مین نہ دائم رہے زینہار

ہمہ پھر چاہے عازم ہوا بادشاہ / کہ ہے جانفشانی ہو حاضر سپاہ
تو ہو وارث ملک و تاج و سریر / بہت اُنسے خوش تھا وان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

ہوئے جب ضامن سپہ کے امان / کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر / کہ اسپر ہوا جلوہ گر اردشیر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار / کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکۂ شہ روان / یہ ٹھہرا وہان مشورہ بعد ازان
سو ملک ری کھینچیے اب سپاہ / وہان بھیجیے اردوان کو تباہ
شہ اردوان کو جو پہونچے شکست / تو فرمانروایان ہر جا ہون پست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ / تصرف ہو سب ملک مین بیدرنگ
پھر اتنے مین پہونچی اُسکو خبر / کہ بہمن شہ اردوان کا پسر
ادھر لیکے آتا ہے فوج گران / ارادہ ہے فاسد اُسے بیگمان
یہ سنکر وہین لیکے جنگی سپاہ / روان سوے بہمن ہوا بادشاہ
ادھر سے تباک ایک گرد دلیر / سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
اُسے عہدنامہ دیا شاہ کا / ادھر وسے وہ پہلوان ملگیا
صف آرا ہوئی جب سپہ ہر دو سو / نہ کوئی ہوا شاہ سے رزمجو
دلاور تباک اور یکسر سپاہ / ہوئی شامل لشکر بادشاہ
یہ بہمن کو جسوقت پہونچی خبر / تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال سب / کیا بہر امداد لشکر طلب
شتابان ہوا بہر پیکار زار / سو لشکر شاہ عالی تبار
تباک دلاور بفرمان شاہ / مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ
ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک / ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا / کہ بہمن کو میدان مین زخمی کیا
پھر اُسکی سپہ اور سران سپاہ / ہوے جا کر شاہ گیتی پناہ
اُنھین شہ نے مرہون احسان کیا / زر و سیم و گنج و جواہر دیا
جہاندار عازم ہوا بعد ازان / سو شہر رے با سپاہ گران
شہ اردوان جمع کرکے سپاہ / ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
جوانان جنگی و مردان مرد / رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہان / بسوے رخ لشکر اردوان
ہوا یار بخت شہ ارجمند / غرض جنگجویان فیروزمند
ہوے حملہ آور سواران دوان / کیے قتل گردان جنگ آوران
سپہ اردوان کی گریزان ہوئی / خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اردوان زندہ آیا اسیر / نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
بلکین یہ حکم شہ کامگار / ہوا کشتۂ تیغ زہرآب دار
پسر چار اُسکے کہ تھے نامجو / سپہدار و جنگ آور و کینہ جو
ہوے دو گرفتار اور دو جوان / گریزان ہوے سوے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذوالاکرام / مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہانمین نصیب شہ اردشیر / چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور / سپہدار شاپور اُس کا پسر
رہا سی و دو سال فرمانروا / سپاہ و رعیت کو راضی رکھا
شہ اورمز نوجوان بعد ازان / ہوا رونق افزاے تخت کیان
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا / کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
پھر اُسکا پسر تھا جو بہرام شاہ / رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان / ہوا مالک تخت با فر و شان
وے نام اُسکا بھی بہرام تھا / رہا نوزدہ سال فرمان روا
ازان بعد بہرام فرخ جوان / کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ / وے سلطنت اُسنے کی چار ماہ
ہوا بعد ازان ترسی اُسکا پسر / خداوند اورنگ با کر و فر
نصیب اُسکے نہ سال فرماندہی / بہ تیروے اقبال و دولت رہی
پھر اُسکا پسر اورمزد دلہ / لہ ملک و تاج و سریر
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان / جہاندار شاپور خورشید شان

گیا جب وہان اردشیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے چہار
یہ بولا کہ مین نے یہ مارا شکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مہ جوان
بہت احتراز اس جوان نے کیا
ہوا اُس سے بخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایاں ہوے غیب سے مرد دو
یہ سنکر ہوے جلد وانسے روان
کہ ٹھہرے تھے یان جو ہوا آنکر
فرود آئے ناچار اُس چشمہ پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا بکر و فر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار اصطرخ کو ناگہان
جوانمرد کا نام ہے اردشیر
تو لا شرط خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدانے دیا اُسکو نیر بخت
سرا مین اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا
وہ بولے دل و جان سے حاضر ہیں ہم

تو شاداں ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اُنکی بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اُس جوان پر نہایت خفا
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اُسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ولے باز آئی نہ وہ دلبرا
بر آئی مراد دل بیقرار
مجھے یانسے لیکر گریزندہ ہو
وہ اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دلمین اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے توقف یہان تم کرو
گئے سوئے اصطرخ پارس دوان
رواں اس مکان سے ہوئے پیشتر
باندوہ و غم رات کی وان بسر
یہ اختر شناسو نسے پوچھا وہین
تجھے ہاتھ سے اُسکے پہونچی ضرر
کیا سوے اصطرخ اُسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت وہان
سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہے ری سے یہان
نصیب اُسکی ایرانکا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر ایک نے نام نشان
بتایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اُسکا کیا
کرین اُسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اُسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا سیر آخور اسپان اُسے
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اُسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ رشک حور و پری
سخنہاے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اسطرح سے چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہاں سے وہ دونون گریزان ہوے
کئی پہلوان جنگی جوان
یہ چاہین تھے یان اب فرود آئے
سو شہر اصطرخ اب جاؤ تم
سر چشمہ جب اُردوان کے سوار
ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلوان
گئے صبحدم پھر سوار دوان
کہ ہین کسطرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نیا دے قوی اردشیر
ہوا اردا غم درد فرخ نہاد
کرے ملک ایران مین فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اُسکی پہونچا دو ہم کو شتاب
کرین اُسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جا کے حاکم سے جب
بزرگان اصطرخ کو کر طلب
غرض اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس وہین پور شہ اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیرانگی سے
بہت نازنین و دلیر و جوان
ہوئی دام الفت مین اُسکی اسیر
ہوئی اس سے خواہان ہمبستری
دلائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اُسکے آئی بعیش و طرب
خزانے سے لائی وہ رشک قمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوے
نکیے اُنکے دنبال وہین روان
ذرا دو پہر مین ٹھہر جائیے
وہان آپ کو جلد پہونچاؤ تم
گئے تب یہ تم اُنکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہووین دوان
کیا جا کے احوال یکسر بیان
وہ بولے کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا سنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اُسکو لے آؤ کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد دارا نژاد
نصیب اُسکی ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر مین اُسنے تب
کہ اُترا کہاں ہے وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یک قلم
ہوے تھے تمام اُسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اُسکے باصد طرب
کہا یون کہ طاعت کرو اُسکی سب
کہ جا کر ہین تو ہے فرمانروا

ازان بعد شاپور اورمزد نام
جہان جسکے انصاف سے شاد کام
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
شہ اردشیر نکوکار تھا
ہوا زینت افزائے بخت شہی
رکھا سر پہ دہ سال تاج شہی

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
کہ شاپور تھا نام مرد جوان
ہوا مالک افسر و ملک و مال
نصیب اُسکے شاہی رہی پنجسال

ہوا یور شاپور پھر بادشاہ
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہمانین جہاندار فرخندہ بخت
رہا چاردہ سال با تاج و تخت

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا مسند آرا بصد فر و شان
سر پر خلافت بجاہ و جلال
میسر رہا اُسکو بست و دو سال

ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
خداوند مکنت خداوند زور
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
رکھا کام عدل و کرم سے سدا

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
اٹھارہ برس تک رہا حکمران
ہوا بعد ازان جانشین پدر
دلیر و جوان ہرمز نامور

دو سال اُسنے کی سلطنت بعد ازان
برادر ہوا شاہ کا حکمران
سپہدار سلطان فیروز نام
جوانمرد فرخندہ خو ذوالکرام

رہا یازدہ سال وہ حکمران
ہوا بادشہ پھر بلاش جوان
نصیب اُسکے تھی سلطنت چار سال
قباد جوان پھر بجاہ و جلال

ہوا مسند آرائے شاہنشہی
چہل سال کی اُسنے فرماندہی
ازان بعد کسرے شہ دادگر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر

بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال
رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ازان بعد نوشیروان کا پسر
سپہدار ہرمزد والا گہر

ہوا مالک ایران کا بادشاہ
ولیکن رہا حکمران چند ماہ
پھر اُسکا پسر خسرو ذوالکرام
جہاندار پرویز خسرو بنام

ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی
سی و ہشت سال اُسنے کی خسروی
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
سپہدار شیرویہ آسا پسر

وے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر

گزارنجوا اختر و ظلم سوز
رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز
ہوا بعد سلطان پوران دخت
وہ شش مہ رہی زیب دیہیم و تخت

سپس وخت آزرم تا چار ماہ
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ازان بعد فرزند نوشیروان
شہ زاد فرخ خجستہ جوان

ہوا مسند آرائے فرماندہی
نصیب اُسکے یکماہ شاہی رہی
ہوا مالک مملکت بعد ازان
شہ نامور یزدگرد جوان

یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا
جہاندار سلطان کشور ستا
غرض یزدگرد خجستہ خصال
رہا دہر مین حکمران بست سال

کیا مین نے ختم سخن اب یہان
کہ بس لکھ چکے نام ساسانیان
جو شمشیر خانی مین تسطیر تھا
سو وہ بیکم و کاست تحریر تھا

خاتمہ کتاب

سپاس خدائے جہان آفرین
برآرندۂ آسمان و زمین

کہ نخل تمنا ہوا بارور
ہوا گلشن آرزو تازہ تر
ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
ہوا بند محنت سے آزاد دل

مراد دل منشی مستمند
برآئی بزیر سپہر بلند
ہوا گوہر کامرانی نصیب
ہوئی بہجت و شادمانی نصیب

غرض نظم دلکش نے پایا نظام
بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
نہین ہر کسی کو ثبات و قرار
یہ نامہ جہان مین رہے یادگار

الٰہی شہنشاہ والا گہر
کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر
خرد پرور و قدردان سخن
شہ نامور بادشاہ زمن

سر تاجداران گردن فراز
جہاندار عادل رعیت نواز
ابو نصر اکبر خدیو زمان
جہان مین رہے جبتلک ہے جہان

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت توامان مین کارنامہ رستم و اسفندیار تاریخ سلاطین ایران و توران دیار ترجمہ شمشیر خانی نسخۂ دلجو اعنی **شاہنامہ اردو** بہ تصحیح تمام و اہتمام مالاکلام مطبع نولکشور لکھنؤ مین بہ علو ہمتی **جناب منشی بشن نرائن صاحب** مالک مطبع موصوف و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بار دوازدہم [illegible] ۱۹۲۲ع طبع ہوا